حبِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اور اس کے عملی تقاضے

مؤلف
محمد سعید شاد
سابق آفیسر محکمہ تعلیم پنجاب لاہور

Marfat.com

Marfat.com

حبِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اور اس کے عملی تقاضے

مؤلف

محمد سعید شاد

سابق آفیسر محکمہ تعلیم پنجاب لاہور

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور۔ کراچی ○ پاکستان

Marfat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب: حب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اس کے عملی تقاضے

مصنف: میاں محمد سعید شاد (سابق آفیسر محکمہ تعلیم)

تاریخ اشاعت: مئی 2009ء

84225

ناشر: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور

تعداد: ایک ہزار

کمپیوٹر کوڈ: ST56

قیمت: 150/- [redacted] روپے

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

داتا دربار روڈ، لاہور۔ 7221953 فیکس:۔ 042-7238010

9۔ الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔ 7225085-7247350

14۔ انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی

فون: 021-2212011-2630411۔ فیکس:۔ 021-2210212

e-mail:- info@zia-ul-quran.com

Visit our website:- www.zia-ul-quran.com

ملنے کا پتا

Mian Muhammad Saeed Shad
Ex-Educ; Officer, Chairman Local Zakat Committee
403-A, Rehmanpura Colony, Lahore (Pakistan)
Ph#: 7561894 Fax#: 7578772

Marfat.com

فہرست مضامین

حصہ اول	7
پیش لفظ	9
الحدیث	10
القرآن	11
انتساب	12
اگر تیری محبت سچی ہوتی......	13
کتابیات۔تفاسیر۔احادیث	14
سیرت۔مکتوبات	15
اقبالیات۔متفرقات	16
قاعدہ۔Formola	17
تقریظ	18
اسم محمد ﷺ کا ادب واحترام	24
کہنے کی بات	25
حصہ دوم	35
عشق اور محبت میں فرق	37
حصہ سوم	59
حضرت آدم تا اسماعیل علیہم السلام کی عمریں	61
عبدالمطلب کی سنت	63
سیدہ آمنہ کے حالات زندگی	66
حصہ چہارم	71
حالات زندگی سیدنا محمد ﷺ	73
خطبات نکاح (حضور نبی کریم ﷺ کی سب سے پہلی شادی کے موقع پر ابوطالب اور ورقہ بن نوفل کا خطبہ نکاح)	92
حصہ پنجم	95
امہات المومنین (ازواج النبی ﷺ کے جداگانہ حالات،	
حالات ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ	97
فرزندان خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا	99
اقارب	100
اولاد النبی۔آل النبی (۱) قاسم (۲) عبداللہ	101
ابراہیم	102
بنات النبی ﷺ	105
سیدہ زینب رضی اللہ عنہا	107
سیدہ رقیہ، سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہما	111
سیدۃ النساء العالمین فاطمۃ الزہرا	112
مرویات	116

Marfat.com

حصہ ششم	119
آغاز نبوت سے ہجرت تک	121
مدنی زندگی کے دس سال	122
کلمہ توحید رسالت (اہمیت)	128
سچی اور سچی توبہ	129
عاشقین ۔ غازی علم الدین شہید کی حب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	130
ماحصل	132
تکمیل دین کا اعلان	133
آخری تاریخی خطبہ	134
عظمت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	136
آخری نصائح، وصالِ حق	138
وصال کے بعد	139
اعلان صدیق رضی اللہ عنہ	140
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حلیہ مبارک ۔ اخلاق نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	142
حصہ ہفتم (متفرقات)	143
اللہ اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسماء میں مماثلت	149
دنیا کی سب سے پہلی نعت	150
ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ	151
حافظ شیرازی شمس الدین محمد (نعت)	152
خواجہ ہمام تبریزی رحمہ اللہ (نعت)	153
حاجی محمد جان قدسی رحمہ اللہ (نعت)	155
علامہ اقبال حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک محبت کے تقاضے	156
یادگار سعیدی	156
تتمہ	158

Marfat.com

عشقِ رسول ﷺ اور اس کے عملی تقاضے

کل پاکستان مقابلہ مضمون نگاری ۲۰۰۳

سرٹیفکیٹ

تصدیق کی جاتی ہے کہ محترم/محترمہ میاں محمد سعید شاد صاحب نے ورلڈ وائیڈ ویژن کے زیر اہتمام کل پاکستان مقابلہ مضمون نویسی بعنوان ''عشقِ رسول ﷺ اور اس کے عملی تقاضے'' میں حصہ لیا۔

دستخط

طاہر ندیم
چیف ایگزیکٹو (ورلڈ وائیڈ ویژن)

دستخط

ڈاکٹر صاحبزادہ ساجد الرحمن
(چیئرمین چینل آف ججز)

WORLD WIDE VISION
taking pakistan to the world

Marfat.com

سپاس نامہ

غبار راہ گشتم، سرمہ گشتم، تو ِ بتا گشتم
یہ چندیں رنگ گشتم، تابہ چشمت آشنا گشتم

سپاس گزار ہوں محترمی جناب الحاج محمد ابوبکر میاں، حافظ محمد امین ڈائریکٹرز شیر ربانی ٹریول اینڈ ٹورز پرائیویٹ لمیٹڈ ٹھوکر نیاز بیگ رائیونڈ روڈ لاہور کا اس لیے کہ جونہی ان کی نظر اس کتاب پر پڑی تو انہوں نے اسے اٹھایا، بوسہ دیا، آنکھوں سے لگایا اور کہا کہ وہ خود اپنی گرہ سے اسے شائع کرا کر محبان محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اپنا نام درج کروانا چاہتے ہیں۔ حالانکہ اس سے پہلے بندہ کئی متمول حضرات سے مایوس ہو چکا تھا۔ اسے کہتے ہیں حب رسول اور اس کے عملی تقاضے۔ جیسا کہ اقبال نے غازی علم دین شہید کے آخری دیدار کے وقت کہا تھا۔

”اسیں گلاں ای کردے رہے تے ترکھاناں دا منڈا بازی لے گیا“۔

سچ ہے ؎

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

دعا ہے اللہ کریم اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اس عقیدت اور نیاز مندی کے طفیل برادرم جناب الحاج محمد ابوبکر میاں، حافظ محمد امین کے جملہ دینی و دنیوی امور سے خوب نوازے۔ آمین

دعا گو و دعا جو

میاں محمد سعید شاد

Marfat.com

حصہ اول

Marfat.com

Marfat.com

پیش لفظ

الحمدالله رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ خاتم النبین

حبِّ رسول ہی وہ اہم ترین جزء ایمان ہے جس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مشہور شاعر مولانا ظفر علی خان نے کہا ہے۔

نماز اچھی ، روزہ اچھا، زکوۃ اچھی ، حج اچھا
مگر میں باوجود اس کے مسلمان ہو نہیں سکتا
نہ جب تک کٹ مروں میں خواجہ یثرت کی عزت
خدا شاہد ہے کامل میرا ایمان ہو نہیں سکتا

صاحزادہ اکمل اویسی ناظم ادارہ الاولیس تو اس دیوار کو مستحکم کرنے کی تگ ودو کررہے ہیں جس کی طرف قرآن مجید نے اصحاب کہف کے واقعہ کے ضمن میں ارشاد فرمایا ہے۔

وکان ابوھما صالحا!

جن یتیم بچوں کے خزانے کو محفوظ کرنے کا حکم خواجہ حضر علیہ السلام کو فرمایا گیا تھا ان بچوں کا والد نیک تھا۔ جناب میاں محمد سعید شاؔد بھی قابل صد مبارکباد ہیں جن کو یہ سعادت حاصل ہوئی کہ جب رسول مقبول ﷺ جیسی عظیم دولت سے خود تو مالا مال ہیں ہی دوسروں کو بھی اس جانب راغب فرمارہے ہیں۔

جزاھم الله احسن الجزاء

پروفیسر ڈاکٹر خالق داد ملک

چیئرمین شعبہ عربی یونیورسٹی اورینٹل کالج لاہور

یکم زوالحجہ ۱۴۲۹ھ ۲۰۰۷_۱۲_۱۰

Marfat.com

الحدیث

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اس کے نزدیک اس کے باپ، اس کی اولاد اور تمام انسانوں سے بڑھ کر محبوب نہ ہو جاؤں (بخاری باب حبّ الرسول)

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

القرآن

☆ سورہ (3:31) ترجمہ: آپ فرمایئے (انہیں کہ) اگر تم (واقعی) محبت کرتے ہو اللہ سے تو میری پیروی کرو (تب) محبت فرمانے لگے گا تم سے اللہ اور بخش دے گا تمہارے لئے تمہارے گناہ اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا رحم فرمانے والا ہے۔

☆ سورہ (3:32) ترجمہ: آپ فرمایئے اطاعت کرو اللہ کی اور (اس کے) رسول کی پھر اگر وہ منہ پھیریں تو یقیناً اللہ تعالیٰ دوست نہیں رکھتا کفر کرنے والوں کو۔

Marfat.com

انتساب

اُن خوش نصیب شہدا کے نام جو حُبِّ رسول ﷺ کے عملی تقاضے پورے کرتے ہوئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عزت وناموس کی خاطر اپنی جانیں قربان کر کے زبانی وکلامی محبت کے دعویداروں پر سبقت لے کر دونوں جہانوں میں امر ہو گئے۔

میاں محمد سعید شاؔد

Marfat.com

اگر تیری محبت سچی ہوتی..........!

کیا اچھا کہا ہے کسی شاعر نے۔

لو کان حبک صادقا لاطعته

ان المحب لمن یحب مطیع

ترجمہ: "اگر تیری محبت سچی ہوتی تو تو اپنے محبوب کی اطاعت میں سرگرم ہوتا' کیونکہ مُحِبّ تو ہمیشہ اپنے محبوب کا مطیع ہوا کرتا ہے۔"

شیخ سعدیؒ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

خلاف پیمبر کسے رہ گزید !
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

مپندار سعدی کہ راہِ صفا
تواں رفت جز بر پئے مصطفٰےؐ

(بوستان)

ترجمہ:

جس نے پیغمبر کے راستے سے انحراف کیا۔

وہ ہرگز اپنی منزل کو نہ پائے گا

اے سعدی! یہ خیال نہ کر کہ نجات کا راستہ محبوب خدا

کے نقش پا کے خلاف پایا جاسکتا ہے

Marfat.com

کتابیات

ماخذ اعلیٰ	قرآن مجید

تفاسیر

ضیاء القرآن	پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ
تفسیر نعیمی	مفتی احمد یار خاں نعیمیؒ
تفسیر مظہری	قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ
تفسیر ابن کثیر	امام حافظ عماد الدین ابن کثیر
تفہیم القرآن	مولانا ابوالاعلیٰ مودودیؒ
البرہان فی علوم القرآن	امام بدر الدین محمد بن عبد اللہ زرکشی
مطالب القرآن	میاں عبد الرشیدؒ مدیر نور بصیرت
شمائل ترمذی	عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذیؒ

احادیث

صحیح بخاری شریف	محمد بن اسماعیل بخاریؒ
مسلم شریف	مسلم بن الحاج قشیریؒ
مشکوٰۃ شریف	امام ولی الدین محمد بن عبد اللہ الخطیب
حسن تفسیر	ڈاکٹر نصیر احمد ناصرؒ
ریاض الصالحین (جلد اول)	امام محی الدین ابی زکریا یحییٰ اشرف النودیؒ
ریاض الصالحین (حصہ دوئم)	

Marfat.com

الحکمۃ (احادیث مبارکہ کا دل نشیں مجموعہ) جامعہ تدبر القرآن، 5 وحدت کالونی (لاہور)

سیرت

سیرت النبیؐ (جلد اول و دوم)	عبد المالک بن ہشام الحمیریؒ
سیرت النبیؐ (جلد اول تا پنجم)	علامہ شبلی نعمانیؒ و علامہ سید سلیمان ندویؒ
رحمۃ اللعالمین جلد اول تا سوم	محمد سلیمان منصور پوریؒ
سیرت رسول عربی	علامہ نور بخش توکلیؒ
ضیاء النبیؐ (جلد اول تا ہفتم)	پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ
سیرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	حضرت علامہ الحاج عبد المصطفیٰ اعظمی مجددیؒ
تاریخ اسلام (اول تا سوم)	شاہ معین الدین احمد ندویؒ
سیرت سیدنا علی المرتضیٰؓ	مولانا محمد نافع محمدی شریف ضلع جھنگ
خیر البشر النبیؐ الاطہر سیرتؐ	علامہ عبد الرحمٰن ابن الجوزیؒ

مکتوبات

مکتوبات نبویؐ	مولانا سید محبوب رضویؒ دہلوی
حضرت عمر فاروقؓ	ڈاکٹر خورشید احمد فاروق
کے سرکاری خطوط	پروفیسر دہلی یونیورسٹی
نہج البلاغہ	حضرت علی بن ابی طالبؓ
حضرت مجدد الف ثانیؒ کے	آباد شاہ پوریؒ
سیاسی مکتوبات	

Marfat.com

مکتوبات مجدد الف ثانیؒ — محمد ہدایت علی نقشبندی مجددی جے پوریؒ

شاہ ولی اللہ کے سیاسی مکتوبات — مولانا شاہ ابوالحسن زید فاروقی

اقبالیات

کلیات اقبالؒ — (مجموعہ کلام اردو)

کلیات اقبالؒ — (مجموعہ کلام فارسی)

کلید کلیات اقبال (اُردو) (مع اشاریہ وکشف الابیات)

احمد رضا، ادارہ اہل قلم 3/10 ہما بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور۔

متفرقات

منہاج العابدین — حجۃ الاسلام حضرت امام غزالیؒ

تلبیسِ ابلیس — حضرت امام ابن الجوزیؒ

احیائے العلوم — حضرت امام غزالیؒ

کیمیائے سعادت — حضرت امام غزالیؒ

غنیۃ الطالبین (مترجم) — الشیخ کامل ابو محمد عبدالقادر بن ابی صالح جنگی دوست)

Marfat.com

قاعدہ/ کلیہ(Formola)

ابتدائی تاریخی کتب میں اکثر قمری تاریخیں درج ہوتی ہیں۔ جس کی وجہ سے موجودہ دور میں جب کہ سن عیسوی رائج الوقت ہے قارئین کرام کو تعین عرصہ میں دشواری ہوتی ہے۔ اس لئے سن ہجری کو سن عیسوی میں تبدیل کرنے کا فارمولا یہاں درج کیا جاتا ہے۔

کلیہ سن ہجری X 097 + 622.00

مثلاً سال ہجری 1428 کو عیسوی سال میں اس طرح تبدیل کیا جائے گا۔

2007.16 = 622.00 + 097 X 1428

جدول اعداد ایام فارسی

نام دن فارسی	اردو	عددی قیمت
شنبہ	ہفتہ	357
یک شنبہ	اتوار	387
دوشنبہ	سوموار	367
سہ شنبہ	منگل	422
چہار شنبہ	بدھ	566
پنج شنبہ	جمعرات	412
جمعہ	جمعہ	118

Marfat.com

تقریظ

نہ جب تک کٹ مروں میں خواجہ یثرب کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایمان ہو نہیں سکتا
خدا کے ماننے والا مسلمان ہو نہیں سکتا
بجز حُبِ محمدؐ مسلمان ہو نہیں سکتا

جناب محترم میاں محمد سعید شاد سابق آفیسر محکمہ تعلیم پنجاب لاہور نے مجھ خطا کار و گنہگار کو اپنے روحانی و قلبی نذرانہ عقیدت "بحضور سید المرسلین رحمتہ العالمین، ختم المرسلین حضرت محمد ﷺ حب رسول ﷺ اور اس کے عملی تقاضے" پر اظہار خیال کی دعوت دے کر عزت و سعادت نصیب فرمائی ہے۔ سب سے پہلے میں ان کو اس گرانقدر کاوش پر اپنے قلب کی گہرائیوں سے خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ انہوں نے اس پیرانہ سالی میں جب کہ میں ڈاکٹر ہونے کے ناطے جسمانی اعضاء کی توانائیوں اور قوتوں کے بارے میں ناقص علم رکھتا ہوں انہوں نے سید الکونین سے اپنی والہانہ عقیدت و محبت کے الفاظ کی صورت میں پھول نچھاور کر کے یہ ثابت کر دیا ہے کہ پر جوش جذبے اور حب رسول ﷺ کسی طور بھی جسمانی اعضا کی صلاحیتوں کی بے بسی و کمزوری دربار رسالت مآبؐ میں مدح والتجا پیش کرنے کے آڑے نہیں آسکتی ہے اور بقول مصنف سچی اور سچی محبت ہر نیک عمل کی بنیاد و روح ہوتی ہے اور ہر دُنیاوی وسیلے اور وسائل کے میسر ہونے یا نہ ہونے سے یہ کہیں بالاتر ہے۔

میاں صاحب نے جہاں بارگاہ رحمت عالمین ﷺ میں اپنی محبت کا اظہار کیا ہے وہاں بطور اپنے راسخ العقیدہ مسلمان ہر مسلک کی فکر سے مبرا ہو کر نہ صرف نبی معظم و مکرم ﷺ سے

Marfat.com

اپنے پیار والفت کا ثبوت فراہم کیا ہے بلکہ حبیب کبریا ﷺ کی ذات اقدس کو تمام عالم اسلام کیلئے قلبی وذہنی محور ومرکز بنا کر ادب واحترام کی راہ سے بھٹکے ہوئے اور شیرازہ قلب و نظر مسلمانوں کے ایمان وایقان کو مضبوط اور تر وتازہ کر کے ان کے مابین اخوب محبت کو فروغ دے کر، اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامنے کا پیغام دیا ہے۔

انہوں نے اپنے اس ہدیہ تبریک میں لفظ عشق کی بجائے محبّ ومحبوب، محبت ومحبوبیت اور حبیب کا ذکر کیا ہے کہ قرآن کریم فرقان حمید اور احادیث مبارکہ میں یہ الفاظ مذکور ہوئے ہیں، جہاں تک حبیب کبریاؐ کا تعلق ہے تو حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی ایک حدیث میں جہاں حضرت آدمؑ کے صفی اللہ ہونے، حضرت ابراہیمؑ کے خلیل اللہ ہونے، حضرت موسیٰؑ کے کلیم اللہ ہونے اور حضرت عیسیٰؑ کے روح اللہ وکلمۃ اللہ ہونے کا ذکر ہے، وہاں بہ زبان اقدس نبی محتشم ﷺ کہ میں یہ فخریہ طور پر نہیں کہتا ہوں کہ میں حبیب اللہ" ہوں اور روز محشر مقبول الشفاعت ہوں گا، جہاں تک محبوب اور محبوبیت کی شان کا تعلق ہے تو اللہ ربِ کریم نے اپنے ہر نبی پر انعامات واکرام اور تعریف وتوصیف کی ہے لیکن اللہ رب ذوالجلال ولاکرام نے کسی فعل اور امر کے بارے میں اپنی شان ربوبیت کو پابند نہیں کیا لیکن آیہ مبارکہ 33:56 میں "بے شک اللہ تعالیٰ اور فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے نبی ﷺ پر اے ایمان والو ان پر خوب درود وسلام بھیجو" اس آیت کریمہ میں اللہ ربِ غفور ورحیم نے ہمیشہ، ہر وقت، ہر لمحہ، ہر لحظہ اپنے محبوب ﷺ کی اپنے فرشتوں کی محفل میں تعریف وثناء کا وعدہ کر کے آپ حضرت محمد ﷺ کی شان محبوبیت سے نواز دیا ہے میاں صاحب نے ان الفاظ کا صحیح ذکر کیا ہے کہ محبت کے مدارج محبوب کے مدارج پر منحصر ہوتے ہیں اور محبوب جتنا اعلیٰ وارفع ہو گا محبت کا درجہ بھی اسی قدر بلند وبالا ہوگا۔

اور جس محبوب کا مصنف نے قلب وروح کو گرما اور تڑپا دینے والا ذکر اپنی کتاب میں کیا ہے وہ تو نہ صرف محبوبِ خلق خدا جن وانس اور ملائکہ ہے بلکہ محبوب رب کائنات بھی ہے

Marfat.com

اوراس ذات اقدس سے اعلیٰ وارفع مرتبہ اور شان وعظمت والا جو کہ فخر دو عالم، فخر موجودات عظمت کائنات، سید الکونین، نورِ رشد وہدایت نورِ مجسم، سید الانبیاء رحمۃ اللعالمین، ختم المرسلین، شافع یوم النشور، سردارِ عرب وعجم، تاجدارِ حرم، تاجدارِ مدینہ، صاحب تاج ومعراج و براق اور مقام سدرۃ المنتہیٰ وقاب قوسین ومحمود، بشیر ونذیر، سراج ومنیر، رؤف الرحیم یٰسین وطٰحٰہ امام القبلتین، محب الفقرا جگر گوشۂ حضرت عبداللہؓ بن عبدالمطلبؓ جانِ نور نظر سیدہ بی بی آمنہؓ چچا زاد برادر حضرت سیدنا علیؓ مرتضےٰ ابن ابی طالبؓ، والدِ بزرگوار سیدہ کائنات سردارِ خواتین جنت سیدۃ النساء العالمین فاطمہ الزہرہ علیہا السلام، جد امجد حضرت سیدنا امام حسنؓ اور امام حسینؓ عالی مقام یعنی طیب وطاہر ابوالقاسم مولائے کل نور من نور اللہ حضرت محمد واحمد ﷺ کی ذات گرامی ہے۔ محبت کی دنیا کا دستور ہے کہ جس سے محبت ہوتی ہے اس سے نسبت رکھنے والی ہر چیز محبوب ہو جاتی ہے اور دیارِ الفت ومحبت کا تو قانون ہی نرالا ہے کہ محبوب کا نام ہر شخص کو ہر نام سے زیادہ عزیز اور پیارا ہوتا ہے اور یہاں تو محبت کرنے والا خود خالق کائنات ہے۔ جو شانِ رفیع بیان کی جا رہی ہے یہ تو اس آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شانِ بیکراں کیلئے ہمارے محدود علم سے صرف چند عقیدت کے جملے ہیں جناب حبیب کبریا ﷺ کی اصل تعریف وتوصیف اور ثناء تو خود خالق کائنات ہی بیان کر سکتا ہے جو کہ آپ ﷺ کے فضائل و برکات ومعجزات کے اسرار ورموز سے حقیقی واقف ہے۔

مولف نے مختلف ابواب میں آقائے دو جہاں ﷺ کی شان بیان کی ہے اور قرآن مجید کی متعدد آیاتِ مبارکہ اور احادیث کے حوالے دیئے ہیں انہوں نے تاجدارِ حرم ﷺ سے اہل ایمان کی محبت کو نہ صرف دین کی کنجی، بلکہ ایمان کی اساس وبنیاد قرار دیا ہے۔ سب سے اعلیٰ واولیٰ نبیؐ سے محبت کی بنیاد خوب بیان کی ہے کہ ان کے ادب واحترام، عزت وتکریم، دل سے تعظیم پھر اس واسطے سے آپ ﷺ کی اطاعت انوار فرماں برداری کے سچے جذبوں کا پھوٹنا اور یہ واضح اور عیاں کیا ہے کہ اتباع رسول ﷺ ہی دراصل اللہ رب العزت کی اتباع

Marfat.com

ہے اور یہی مومن کی زندگی کا ماحصل ہے اور معراج ہے اور محبت واطاعت رسالت مآب ﷺ سے ہم محب سے اللہ کے محبوب بن سکتے ہیں یعنی نائب رسالت ﷺ' ولی اللہ یا وارث النبی اور کوئی ولی اللہ اتباع رسول ﷺ کے بغیر ولی ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتا ہے۔

میاں صاحب نے اپنی اس محبت بھری تالیف میں انسان کے چار مدارج کا خوب ذکر کیا ہے۔ 1- مسلم ۔2- مومن ۔3- محب ۔4- محبوب قرآن کریم کی آیات اور احادیث مبارکہ کے حوالوں سے اپنے ماں' باپ' جان و مال' اولاد وعزّ ا اقربا اور دنیا کی ہر چیز سے زیادہ نبی مکرم ﷺ سے محبت کو لازم قرار دیا ہے اور سے آگے انتہائے محبت کے سرفروش غازی علم دین شہیدؒ جس نے آپ ﷺ سے اپنی والہانہ محبت' جوش الفت اور دیوانگی کے باعث ناموس رسالت مآب ﷺ کی خاطر اپنی جان کا نذرانہ پیش کر کے تمام مسلمانوں کیلئے نہ صرف ایک درخشندہ تابندہ مثال پیش کر دی بلکہ تحفظ ناموس رسالت ﷺ اور مقام مصطفےٰ ﷺ کیلئے ہر نوجوان مسلمان کو تقلید کا درس بھی دے دیا ہے۔

مؤلف نے اسلام کے ایک پُرامن انقلابی دین ہونے' قرآن حکیم فرقان حمید کے مکمل ضابطہ حیات ہونے اور اس اہم نکتہ کا اعادہ کیا ہے کہ

صاحب قرآن کے اسوۂ حسنہ پر مکمل طور پر عمل پیرا ہو کر ہی حب رسول ﷺ کے تمام عملی تقاضے پورے کئے جا سکتے ہیں۔ آپ ﷺ کے سیاسی' سماجی' معاشرتی' اقتصادی اور اخلاقی نظام ہائے حیات کی تقلید واتباع کر کے ہی اہم انفرادی اور اجتماعی طور پر ایک قابل عمل مسلمان ہونے کا دعویٰ کر سکتے ہیں اور اسلام کی اشاعت کیلئے انہوں نے یہ چار نکات پیش کر کے دین اسلام کی اساس و بنیاد پیش کر دی ہے۔ (1) عقیدہ ۔(2) عبادات ۔ (3) معاملات ۔(4) اخلاقیات ۔ یعنی حقوق اللہ کے ساتھ انہوں نے حقوق العباد پر سب سے زیادہ توجہ دے کر دراصل نبی کریم ﷺ رؤف ورحیم سے اپنی ذہنی وقلبی محبت کی عکاسی کی ہے۔ دراصل قرآن کریم اسی محبوبیت اور محبت کی تفسیر ہے اور تمام نظام ہائے تخلیق کائنات

Marfat.com

اسی محبت ومحبوبیت کی تعبیر ہے سچی اور سچی محبت، محبوب ومحبوبیت اور حبیب اللہ کا تذکرہ جو انکی اس کتاب کی مہکتی ہوئی روح ہے اس کے ایک اور اہم پہلو اور تقاضے کو کہ جس سے محبوب کو محبت ہوتی ہے اس سے نسبت رکھنے والی ہر چیز بھی محبوب ہو جاتی ہے اور اس ضمن میں انہوں نے حضور ﷺ کے والدین کریمین کی شان رفیع اور آپ ﷺ کے قابل تعریف شجرۂ نسب کا جہاں بیان کیا ہے وہیں آقا علیہ الصلوٰۃ وتسلیم کی سب سے پہلی زوجہ مطہرہ ام المومنین سید خدیجہ الکبریٰؓ سے آپ ﷺ کا نکاح اقدس اور مثالی خطبہ نکاح جو آپ کے چچا حضرت سیدنا ابی طالبؓ اور سیدہ خدیجہ الکبریٰ کے چچیرے بھائی جناب ورقہ بن نوفل نے پڑھایا، نکاح کا سنت رسول ﷺ ہونے اور دوسری جانب دو خاندانوں کے درمیان رشتہ ازدواج کی وجہ جو معاشرتی اور سماجی تعلق پیدا ہوتا ہے اس کے بارے میں اس خطبۂ نکاح میں وضاحت فرما کر قیامت تک ایک ایسی سنہری دستاویز بیان کردی ہے کہ جس سے امت مسلمہ میں کامیاب ازدواجی زندگی اور خاندانوں کے مابین محبت و پیار پیدا کر کے تمام خاندانی شکوک وشبہات اور فساد و جھگڑوں سے نجات حاصل کی جاسکتی ہے۔ یہ خطبۂ نکاح رہتی دنیا تک مسلمانوں کیلئے مشعلِ راہ ہے۔ اس طرح آپ ﷺ کی ازواج مطہرات امہات المومنین کا ذکر خیر اور آپ کی اولاد مبارک حضرت سید قاسمؓ، حضرت سیدنا عبد اللہؓ اور حضرت سیدنا ابراہیم اور بنات نبی کریم ﷺ حضرت سیدہ زینبؓ، حضرت سیدہ رقیہؓ، حضرت سیدہ ام کلثومؓ اور سردار خواتین جنت سیدہ فاطمہ الزہرہ کا تفصیلی ذکر کر کے آقا علیہ الصلوٰۃ و السلام سے اپنی پرجوش محبت وعقیدت کے اظہار کا پورا حق ادا کر دیا ہے۔

مولف نے آپ ﷺ کے صاحبزادہ حضرت سیدنا ابراہیمؓ جو کہ حضرت ماریہؓ کے بطن پاک سے تھے جن کا ایام رضاعت ہی میں وصال ہو گیا۔ آقا علیہ الصلوٰۃ وتسلیم کے صبر و رضا کے بارے میں جو کلمات رقم کئے ہیں اور غم کے ان جانکاہ لمحات میں امت مسلمہ کو جو پیغام صبر دیا ہے ”کہ ابراہیم حکم الٰہی کے سامنے ہم تیرے کس کام آسکتے ہیں، ہم جانتے ہیں کہ

84225

Marfat.com

موت تو امر حق اور وعدہ صدق ہے ہم جانتے ہیں کہ پیچھے رہ جانے والے بھی پہلے جانے والوں کے ساتھ جاملیں گے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تب ابراہیمؑ کا الم اس سے بھی زیادہ کرتے آنکھ میں نم ہے۔ دل میں غم ہے۔ مگر ہم کوئی بات ایسی نہیں کہیں گے جو رب کو ناپسند ہو۔ میاں صاحب نے اپنی تصنیف تالیف میں شاعر مشرق حضرت علامہ ڈاکٹر محمد اقبالؒ اور دوسرے شعرا کرام کے گلہائے عقیدت بحضور سرور کونین ﷺ کو شامل کر کے ان شعراء کی حبیب کبریا ﷺ سے محبت والفت کو خوب خراج تحسین پیش کیا ہے۔ بندہ اپنے انہیں اظہار خیال کو حافظ شیرازی شمس الدین محمد (متوفی 1389ء) کی اس رباعی پر ختم کرتا ہے

یا صاحب الجمال و یا سیّدُ البشر
من وجھک المنیر لقد نُوِّرَ القمر
لایمکن الثناء کما کان حقہ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

ترجمہ:

اے مالک حسن وادا! انسانیت کے مقتدیٰ ماہتاب کا اپنا ہے کیا' سب تیرے چہرے کی ضیاء

ممکن کہاں حق ہوادا کیسے کروں تیری ثناء اس قول میں لوں میں پناہ تجھ سے بڑا بس۔ اک خدا

(صاحبزادہ ڈاکٹر عبدالصمد شکوری)

سجادہ نشین دربار عالیہ قادریہ' چشتیہ شکوریہ شاد باغ واپڈا ٹاؤن لاہور

میڈیکل ڈائریکٹر شکوری میڈیکل سنٹر واپڈا ٹاؤن لاہور

Marfat.com

اسم محمد ﷺ کا ادب واحترام !!

سب سے پہلے مشیت کے انوار سے نقش روئے محمدؐ بنایا گیا
پھر اس نقش سے مانگ کر روشنی بزم کون و مکاں سجایا گیا

والی ہندوستان التمش پابند صوم وصلوٰۃ وتہجد گزار تھا۔ ان کا بیٹا ناصر الدین کلام ربانی کی کتابت کر کے گزارہ کیا کرتا تھا۔ 22 سال تک سرکاری خزانہ سے ایک پائی تک نہ لی۔ ملکہ گھر کے تمام کام خود کرتیں۔ آپ کے ایک درباری جن کے نام میں ''محمد'' بھی آتا تھا۔ ان کا نام کبھی بادشاہ نے بے وضو نہ لیا تھا۔ ایک دن اس درباری کو اصل نام کی بجائے تاج الدین کے نام سے پکارا۔ درباری ناراض ہو گیا کہ اسے اصل نام سے کیوں پکارا نہیں گیا۔ تین دن دربار سے غیر حاضر رہا پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد یاد آ گیا کہ مسلمان کو تین دن سے زائد بوجہ ناراضگی گفتگو بند نہیں کرنی چاہیے۔ حاضر دربار ہوئے۔ بادشاہ نے غیر حاضری کی وجہ جاننا چاہی۔ درباری نے عرض کی اس دن آپ نے میرے اصل نام سے نہیں پکارا تھا۔ ہاں سمجھا کہ آپ ناراض ہیں۔ بادشاہ نے کہا کہ اس وقت وہ باوضو نہ تھا اور اس نے زندگی بھر آقائے نامدار ﷺ کا نام بے وضو کبھی نہیں لیا تھا۔ اس لئے مجبوراً دوسرے نام سے پکارا۔ واللہ! میں تم سے ہرگز ناراض نہیں تھا۔ (تاریخ فرشتہ)

ایک حدیث مبارکہ ہے کہ محشر کے دن جب اللہ اپنے تخت پر جلوہ افروز ہوں گے اور نام بنام پیغمبران کرام کو پکاریں گے۔ جب اسم مبارک محمد ﷺ پکارا جائے گا تو اس نام کے تمام امتی کھڑے ہو جائیں گے۔ اللہ جل جلالہ پوچھے گا بھئی میں نے تو محمد الرسول اللہ کو پکارا ہے۔ تم سب لوگ کیوں کھڑے ہو گئے؟ تو وہ عرض کریں گے ان کے نام میں بھی محمد ہے۔ اللہ رب العزت ان سب کو بغیر حساب و کتاب جنت الفردوس عطا فرمادے گا کہ انہوں نے اللہ کے محبوب کریم ﷺ کے نام پر اپنے نام رکھے۔ نام کے احترام کا یہ مقام اور انعام ہے۔ میں تو کہتا ہوں کہ وہ والدین بھی بخشے جائیں گے جنہوں نے ایسے پاک نام رکھے۔ لہٰذا ایسے ناموں کا احترام لازمی ہے۔ (مؤلف)

Marfat.com

حمد و نعت

خدا در انتظار حمد ما نیست　　محمد ﷺ چشم بر راہ ما نیست

محمد ﷺ حامد حمد خدا بس　　خدا مداح شان مصطفیٰ ﷺ بس

کہنے کی بات!

بات دراصل یہ ہے کہ!

2003ء میں ورلڈ وائیڈ ویژن اسلام آباد والوں نے ''عشق رسول ﷺ اور اس کے عملی تقاضے'' کے عنوان پر کل پاکستان سطح پر مقابلہء مضمون نگاری منعقد کروایا تھا۔ لفظ ''عشق'' نے مجھے چونکا دیا کہ عشق کی بجائے حب ہوتا تو کیا ہی اچھا ہوتا۔ قرآن کریم اور احادیث مبارکہ میں لفظ ''عشق'' شاید ہی کہیں آیا ہو۔ چند حفاظ کرام اور علماء کرام سے استفسار کیا مگر کسی نے بھی لفظ عشق کی توثیق نہ کی۔ تب بندہ نے ارادہ کیا کہ عشق رسول کی بجائے حب رسول میں کہیں زیادہ ادب واحترام اور عجز وانکساری کا اظہار ہوتا ہے۔ عشق بظاہر آتش اور ایک طرح کی آگ ہے جب کہ محبت میں راحت اور ٹھنڈک ہے۔ دوسری بڑی وجہ میرے ہاں یہ تھی کہ کچھ نہ سہی میرا نام محبتان رسول ﷺ کی فہرست میں شامل تو ہو ہی جائے گا۔ روز محشر یہ فہرست جب اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہوگی تو ذریعہ بخشش بن جائے گی۔ ایک حدیث مبارکہ ہے کہ روزِ محشر اللہ تعالیٰ اپنے محبوب محمد ﷺ کو پکاریں گے۔ یا محمد! آیئے اپنی امت کا حساب کتاب پیش کیجئے۔ تو ''محمد'' نام کے سب امتی کھڑے ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے اپنے ''محمد'' کو پکارا ہے تم سب لوگ کیوں کھڑے ہوگئے؟ عرض کریں گے کہ ان کا نام بھی ''محمد'' ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کے نام کی نسبت کے صدقے سب کو جنت بھجوا دیں گے۔ الحمدللہ! شکر گزار ہوں والد محترم کا میرے نام میں بھی ''محمد'' رکھا۔ ایک یہ نسبت دوسری فہرست میں نام بھی آ گیا تو بخشش کی قوی امید ہے ویسے بھی اللہ کی رحمت سے مایوسی گناہ ہے۔

Marfat.com

2۔ شکر گزار اور دعا گوں ہوں ورلڈ وائیڈ ویژن والوں کا انھوں نے مذکورہ مضمون میں حصہ لینے کا سرٹیفکیٹ مجھے بھیج دیا۔

تب سے دبی دبی سی ایک خواہش مچلتی رہی کہ اس عنوان یعنی حب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اس کے عملی تقاضے پر جو مضمون مقابلہ کے لیے بھیجا تھا اسے برادران اسلام کے علم میں بھی لانا چاہیے۔ مگر حوادث زمانہ نشیب و فراز نے مہلت ہی نہ دی۔

گویا ؎

یہ طول سفر، یہ نشیب و فراز
انسان کہاں تک سنبھلتا رہے

3۔ یہ احساس بھی شدت پذیر رہا کہ عمر زیست کا آخری باب ختم ہونے کو ہے۔ (80) سال کی عمر کے بعد قوائے جسمانی ویسے ہی مضمحل اور حواس مخبوط ہو جاتے ہیں۔ جب یہ احساس شدت اختیار کر لیا کہ

کوئی دم کا مہمان ہوں اے اہل محفل
چراغ سحر ہوں، بجھا چاہتا ہوں

4۔ تو بالآخر اللہ تعالیٰ کی مدد رہنمائی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جذبہ محبت اور عقیدت کے سہارے ''عشق'' اور ''محبت'' کے درمیان جو فرق میرے دل و دماغ میں پیدا ہوا تھا اسے ہدیہ قارئین کرام کر رہا ہوں۔ جس کے لیے ابتداء سے انتہاء تک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالاتِ زندگی بیان کیے جا رہے ہیں۔

5۔ مقابلہ والا مضمون مختصر تھا جس میں لفظ ''عشق'' کی بجائے ''محبت'' کا ہونا کیوں ضروری سمجھا گیا۔ اس کی زیادہ وضاحت نہ تھی۔ اب جب کہ اس موضوع کو ایک کتابی شکل دی جا رہی ہے تو مناسب ہوگا کہ اس پر قرآن و حدیث کی روشنی میں سیر حاصل بحث کی جائے۔ بدیں وجہ بندہ نے مطالعہ کو وسیع اور ''کتابیات'' کے عنوان میں درج سب

Marfat.com

کتابوں کا مطالعہ دل لگی سے کیا تو پتہ چلا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اللہ تعالیٰ کے درمیان اظہار تعلقات کے لئے لفظ عشق کی بجائے صرف حب، محبوب، حبیب، محبت وغیرہ کے الفاظ نظر آئے۔

6۔ ہاں البتہ ثنا گو اور شاعر حضرات کے کلام میں لفظ عشق بکثرت استعمال ہوا ہے۔ مثلاً حافظ شیرازیؒ دیوانِ حافظ میں فرماتے ہیں۔

الا یا ایہا الساقی ادر کاسا و ناولہا

لفظی ترجمہ: خبردار ہو اے ساقی!

دور میں لا پیالے کو اور اسے حوالے کر

کہ عشق آساں نمود اول ولے وافتاد مشکلہا

7۔ کیونکہ عشق آسان نظر آیا پہلے لیکن پڑ گئیں مشکلیں۔

اقبالؒ کے بیشتر ایسے اشعار ہیں جن میں لفظ عشق آیا ہے۔ مثلاً

قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کر دے

دہر میں اسم محمدؐ سے اجالا کر دے

(بانگ درا)

8۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ عشق کی کیفیت فرماتے ہیں کہ جب میرا قلم مختلف مضامین لکھنے میں تیزی سے مصروف تھا تو جونہی لفظ عشق رسولؐ پر آیا تو شق ہو گیا۔ آپ فرماتے ہیں۔

چوں قلم اندر نوشتن می شناخت

چوں "بعشق" آمد قلم برخود شگافت

چوں سخن در وصف ایں حالت رسید

ہم قلم بشکست ہم کاغذ درید

Marfat.com

گویا عشق جلال ہے اور حب جمال ہے۔ (مؤلف)

عشق تھا فتنہ گرو سرکش و چالاک مرا
آسماں چیر گیا نالۂ بے باک مرا

(بانگ درا)

بجھی عشق کی آگ اندھیر ہے
مسلماں نہیں خاک کا ڈھیر ہے

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی

ایک اندازے کے مطابق کلیات اقبال (اردو/فارسی) میں چالیس سے زائد مرتبہ لفظ عشق آیا ہے۔

9۔ اقبالؒ کے عشق رسول ﷺ کے بارے میں چند معروضات ملاحظہ ہوں۔

ابتداء میں عاشق کو "حسن" کا احساس ہوتا ہے اور وہ اپنے آپ کو محبوب سے جدا سمجھتا ہے۔ اس کے جلوے دیکھتا ہے اور تڑپتا ہے۔ اور ہجر و وصال کے مراحل میں سے گزرتا ہے۔ اس سطح پر اس کا عشق مجازی ہوتا ہے۔ انتہا یا عشق حقیقی یا صرف عشق تک پہنچ کر وہ اپنے آپ (خودی) کو بھی پہچان لیتا ہے اور معرفتِ الٰہی حاصل کر لیتا ہے۔ اس موضوع کو اقبالؒ نے کیا ہی خوب انداز میں بیان کیا ہے۔

گیسوئے تابدار کو اور بھی تابدار کر
ہوش و خرد شکار کر عقل و نظر شکار کر
عشق بھی ہو حجاب میں حسن بھی ہو حجاب میں

Marfat.com

یا تو خود آشکار ہو یا مجھے آشکار کر
تو ہے محیط بے کراں میں ہوں ذرا سی آبجو
یا مجھے ہمکنار کر یا مجھے بے کنار کر

10۔ اقبالؒ کے نعتیہ اشعار اسی تصور کی تعبیر ہیں، وہ آنحضرت ﷺ کو محض ایک رہنما یا ہادی نہیں سمجھتے، جن کے لائے ہوئے مذہب میں حیاتِ انسانی کا نظام ہو۔ اس سے بڑھ کر وہ آپ ؐ کی ذات میں ایک ایسا آئیڈیل دیکھتے ہیں جو وجودِ انسانی کی تکمیل ہے۔ اقبالؒ کے نزدیک جب کوئی مسلمان اپنے آپ کو آنحضور ﷺ کے ساتھ وابستہ کر لیتا ہے تو وہ خاک راہ سے طور سینا بن جاتا ہے۔ اس پر کوہ الوندی کا گمان ہونے لگتا ہے۔ انسان ایسا آدم بن جاتا ہے جو فرشتوں کو آدابِ آدمیت سکھاتا ہے اور آدمی کو آدابِ خداوندی سکھاتا ہے۔

وہ دانائے سبل، ختم الرسل، مولائے کل جس نے
غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادیٔ سینا
نگاہِ عشق و مستی میں وہی اول، وہی آخر
وہی قرآں، وہی فرقاں، وہی یٰسین وہی طٰہٰ

11۔ اقبال عشقِ رسول میں شریعت محمدیہ ہی کی مکمل اتباع اور اطاعت ضروری سمجھتے ہیں۔ ایک ایسا مسلمان جو دین اسلام کے تمام احکامات کی پابندی نہ کرتا ہو وہ عاشق رسول کہلانے کا مستحق نہیں بن سکتا۔ اقبال آنحضور ﷺ کی تمام زندگی کو اپنے سامنے رکھتے ہیں۔ جو سرور کائنات ﷺ اور صاحب لولاک ﷺ ہیں۔ لیکن آپ ﷺ نے دنیا میں یتیم اور محروم رہ کر اپنے مشن کا آغاز کیا۔ آپ ایک بوریا نشین تھے جو عیش و عشرت کی زندگی اور تمام آسائشوں کی پیشکش ٹھکرا کر غار حرا میں خلوت گزیں ہوئے۔ اکثر راتیں آپ کی آنکھیں نیند سے محروم رہیں، لیکن آپ ؐ نے عشق کو اپنی ذات کے اندر سمو لیا اور ایک نئی قوم تشکیل دی، جس

Marfat.com

کے پاس اپنی حکومت اور آئین تھا اور جس نے قیصر و کسریٰ کی سلطنتیں فتح کیں۔ الغرض آپؐ نے تمام دنیا کو مسخر کیا اور اس کے وسائل اپنی امت کیلئے کھول دیئے۔ اس نمونے کی پیروی ہم پر لازم ہے۔ اس نمونہ کی اتباع میں ہم سب ایک ہیں۔ بالا اور پست' غلام اور آقا' بادشاہ اور رعایا میں کوئی فرق نہیں۔ تمام تضادات مٹ جاتے ہیں۔ نرمی اور سختی' اپنے اور غیر سب ختم ہو جاتے ہیں۔

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

12- اقبالؒ کا عشق رسول مسلمانان امت کو ایک جذباتی وابستگی میں پرو دیتا ہے۔ دنیا گویا ایک باغ ہے اور مسلمان مختلف گوشوں میں کھلے ہوئے پھول ہیں۔ یہ گوشے ان کے اوطان ہیں' لیکن ان پھولوں کا موسم بہار یعنی اسلام ایک ہی ہے۔ ان پھولوں کا وجود باغ کا نہیں' موسم کا مرہونِ منت ہے۔ ان پھولوں میں ایک ہی رنگ اور خوشبو ہے یعنی عشق رسولؐ۔ مسلمان کیلئے عشق رسولؐ ایسے ہی ہے جیسے پھول کو خوشبو' مینا کو مے اور پروانے کو چراغ۔

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس
صدیقؓ کے لیے ہے خدا کا رسولؐ بس

امیر خسروؒ کا یہ شعر اکثر پڑھا جاتا ہے۔

برسر بالین من برخیز اے ناداں طبیب!
درد مند عشق را داروئے بجز دیدار نیست

13- ان اشعار کے علاوہ وہ ہر زمانہ کے شعرا کرام نے اظہار عقیدت کے لئے لفظ ''عشق'' بکثرت سے استعمال کیا ہے۔ اس میں اولیاء کرام اور صوفیاء کرام کے کلام کی کئی مثالیں دی جاسکتی ہیں۔ صفحہ (35 ب) ملاحظہ ہو۔

Marfat.com

دنیا میں ہر رنگ کے لوگ بستے ہیں، ہر ایک کی اپنی ایک علیحدہ سوچ اور خیال ہوتا ہے۔ قاری کو اعتراض کا حق حاصل ہے مگر اس نازک مسئلہ میں زیادہ اعتراضات میں نہ الجھا جائے تو بہتر ہوگا۔ مجھ سے اگر کوئی خطا ہوئی ہو تو درگزر فرمائیں۔

14۔ بلکہ صرف یہ دیکھیں کہ اس کاوش کے پس منظر میں رسول اللہ سے محبت کے کون سے جذبات مچل رہے ہیں۔ لفظ عشق کا استعمال میرے نزدیک ہرگز مانع نہیں۔ اس کا اپنا ایک خاص پیغام و مرتبہ ہے۔ جس خوش بخت پر کبھی عشق رسولؐ والی کیفیت طاری ہوتی ہے تو اس کے اسرار و رموز سے صرف وہی باخبر ہوتا ہے لوگ تو اسے دیوانہ جانیں گے۔ میرے ہاں صرف اس احتیاط کی ضرورت ہے کہ محبوب کی شان میں کسی طرح کی گستاخی اور بے ادبی کا کوئی پہلو نہ نکلے۔ زیر نظر کتاب کا اصل موضوع چونکہ ''حبِ رسول'' ہے اس لئے بندہ نے اس کی تشریح اور توضیح پر ہی زیادہ توجہ دی ہے۔ اس لئے استدعا ہے کہ قارئین کرام پھر سے رسول اللہ ﷺ سے محبت کے تقاضے پورے کر کے اپنے ایمان کو مزید تازہ کر لیں۔

میری اس تمام کاوش کا ماحصل اقبالؒ کے اس شعر میں نہاں ہے۔

بمصطفیٰؐ برساں خویش را کہ دین ہمہ اوست
اگر بہ او نرسیدی تمام لوبہی است!

(اقبالؒ)

دعا گو و دعا جو

میاں محمد سعید شاد لاہور

12 ربیع الاول 1428ھ

یکم اپریل بروز اتوار 2007ء

فون: 042-7561894

Marfat.com

قرآن پاک میں ارشاد ہے:

"اور جو ایمان لائے ، اللہ کے لیے ان کی محبت بہت شدید ہے"۔

شدید محبت ہی کو عشق کہتے اور یہی اولیاء اللہ کی پہچان ہے۔

عشق الٰہی پنجابی شاعری کا طرہ امتیاز ہے۔ کسی اور زبان میں اس مضمون پر مشکل ہی سے پنجابی کے ہم پلہ اشعار ملیں گے۔ بالخصوص بزرگ صوفیا نے اس موضوع پر جو اشعار کہے ہیں، وہ اپنی مثال آپ ہیں۔

حضرت سلطان باہو کے چند اشعار دیکھیں......

عاشق ہکو وضو کیتا جو روز قیامت تائیں ہو!!
وچ رکوع نماز سجودے رہندے سنج صباحیں ہو،
ایتھے اوتھے دوہیں جہانیں سب فقر دیاں جائیں ہو!
عرش کولوں سے منزل اگے باہو، ونج پیا کم تنہائیں ہو،

ترجمہ: عاشق نے ایک ہی وضو کیا ہے۔ (یعنی عشق کا وضو) جو قیامت تک رہتا ہے۔ عاشق و شام یعنی ہر دم نماز عشق میں مصروف ہے۔ یہاں اور وہاں، دونوں جہانوں میں فقر اپنا مقام رکھتا ہے۔ عاشق عرش سے کئی سو منزل آگے تنہائی میں ہے۔

غوث قطب نے ارے اریرے، عاشق جان اگیرے ہو،
جیہڑی منزل عاشق پہنچے اوتھے غوث نہ پاندے پھیرے ہو
عاشق وچ وصال دے رہندے جتھاں لا مکانی ڈیرے ہو
میں قربان تنہاں تو باہو، جتھاں ذاتوں ذات بسیرے ہو

ترجمہ: غوث قطب یہیں قریب ہی رہتے ہیں اور عاشق آگے پہنچ جاتے ہیں۔ جس منزل پر عاشق پہنچتے ہیں وہاں تک غوثوں کی رسائی نہیں۔ عاشق کو لا مکان میں اللہ تعالیٰ کا وصال حاصل ہے۔

اے باہو، میں ان لوگوں پر قربان! جو حق تعالیٰ کی ذات سے وصال میں ہیں......

Marfat.com

عاشق پڑھن نماز پریم دی، جیں وچہ حرف نہ کوئی ہو
جیہا کیہا نیت نہ سکے، اوتھے درد منداں دی ڈھوئی ہو
اکھیں نیر تے خون جگر دا اوتھے وضو پاک کریوئی ہو،
جیبھ نہ ہلے تے ہونٹھ نہ پھڑکن باہو خاص نمازی سوئی ہو

ترجمہ: عاشق نماز ادا کرتے ہیں یہ ایسی نماز ہے، جس میں کوئی الفاظ نہیں۔ ہر کوئی یہ نماز شروع نہیں کر سکتا۔ اس تک صرف درد دل والوں کی رسائی ہے۔

اس کیلئے آنکھوں کے آنسوؤں اور خون جگر کے ساتھ وضو کرنا پڑتا ہے۔ نماز عشق وہی صحیح طور سے ادا کرتا ہے جس کی زبان نہ ہلے، اور ہونٹوں میں جنبش پیدا نہ ہو۔

Marfat.com

Marfat.com

حصہ دوم

Marfat.com

Marfat.com

عشق اور محبت میں فرق

العشق نار یحرق ماسواللہ!

عشق ایک طرح کے جنون کی قسم ہے۔ اسی لئے قرآن و حدیث میں یہ لفظ شاید ہی کہیں استعمال ہوا ہو صرف محبت ہی صفت کمال انسانی ہے۔ محبت اور عشق میں فرق یہ بھی ہے کہ محبت روح کے میلانِ صحیحہ کا نام ہے جب کہ عشق میں اس شرط کا پایا جانا ضروری نہیں۔ محبوب وہ ہے جو فی الواقعی اپنے کمالات علیہ کی وجہ سے محبت کئے جانے کے شایانِ شان ہو۔ معشوق وہ ہے جسے کسی نے اچھا سمجھ لیا ہو۔ محبوب محبوب ہی ہے خواہ کوئی محبت پیدا ہو یا نہ، مگر معشوق، معشوق نہیں تاوقتیکہ اس کا کوئی عاشق نہ ہو۔ محبت روح انسانی کی وہ صفت نورانی ہے جو انسانی جسم میں آنے سے پہلے بھی روح کے اندر پائی جاتی ہے۔ محبت کے مدارج محبوب کے مدارج پر منحصر ہوتے ہیں۔ محبوب جتنا اعلیٰ وارفع ہوگا محبت کا درجہ بھی اسی قدر بلند ہوگا۔ محبت کو ذات وصفات محبوب سے جس قدر زیادہ عرفان، زیادہ انس اور زیادہ قرب ہوگا، اسی قدر زیادہ استحکام ہوگا۔ تب اس کا اسی کی طرف زیادہ رجحان اور میلان ہو گا۔ محبت ہی دل کی زندگی اور زندگی کی کامیابی ہے۔ محبت ہی کامیابی کو دائم و بقا کا تاج پہناتی ہے اور پھر اس بقا کو تخت ارتقاء پر بٹھلاتی ہے۔ محبت ہی ہے جس کی صفت میں اللہ کے حبیب ﷺ نے فرمایا ہے "ہر شخص کا حشر اس کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے۔"

اس راز کا انکشاف خود اللہ تعالیٰ نے سورۃ توبہ آیت (24:9) میں اس طرح سے فرمایا ہے۔ ترجمہ!" (اے حبیبؐ!) آپ فرمایئے اگر میں تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارا کنبہ اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور وہ

Marfat.com

کاروبار اندیشہ کرتے ہو جس کے مندے کا اور وہ امکانات جن کو تم پسند کرتے ہو زیادہ پیارے ہیں تمہیں اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسولؐ سے اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے تو انتظار کرو یہاں تک کہ لے آئے اللہ تعالیٰ اپنا حکم اور اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا اس قوم کو جو نافرمان ہے۔'' ضیاء القرآن جلد دوم (ص 189 تا 191)

اس آیت میں یہ حکم نہیں دیا کہ سرے سے مذکورہ اشخاص یا اشیاء سے محبت کے رشتے توڑ ڈالے جائیں بلکہ تفریق درجات کے سبق کی تعلیم دی ہے۔ یہی راز اسی حدیث میں بھی کھول دیا ہے یعنی کوئی شخص تم میں سے مومن نہیں ہو سکتا جب تک رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ماں باپ' اولاد اور باقی اشخاص سے بڑھ کر محبت نہ ہو۔'' پھر فرمایا! ''کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک اسے اس کی آل اور مال سے زیادہ آپ محبوب نہ ہوں۔

الحمدللہ! ہمارا اعتقاد' ایمان اور یقین اس امر پر غیر متزلزل ہے کہ نبی کریمؐ نہ صرف محبوب' بلکہ حبیب بھی ہیں۔ یعنی حضورؐ کی وہ صفات عالیہ اور فضائل متکاثرہ اور محاسنِ جمیلہ اور نعوت (جمع نعت) رفیعہ جنہوں نے حضورؐ کو حبیب خدا اور محبوب خلق خدا بنا دیا ہے ثبات و استقدادر کھنے اور دوام و بقا سے متمکن ہیں۔ دراصل انسانی ترقی کے چار بڑے مدارج ہیں۔ (i) مسلم (ii) مومن (iii) محبّ (iv) محبوب۔ مسلم وہ ہے جو اسلام کے ظواہر کا پابند ہے۔ مومن وہ ہے جس کے قلب میں ایمان داخل ہو چکا ہے۔ محبّ وہ ہے جس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت ہے اور محبوب وہ جسے اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل ہو گئی اور حضورؐ کی شان یہ ہے کہ آپؐ کی متابعت انسان کو آخری درجہ پر فائز کر دیتی ہے۔ پھر ایسے محبوب' ایسے محمود' ایسے مصطفیٰ ایسے محمد ﷺ پر دل و جان سے فدا ہونے کو اپنے لئے غائت شرف اور انتہائی کمالِ انسانیت سمجھا جائے گا۔

یہ امر مسلمہ ہے کہ جس شخصیت سے محبت کا دعویٰ کیا جائے اس کے مکمل حالات زندگی

Marfat.com

کا جاننا ضروری ہے۔ بریں سب سے پہلے ہمیں حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کے متعلق اللہ تعالیٰ نے جوانداز اختیار کیا اور جس شرف انسانی سے انہیں نوازا اور جن اعلیٰ مدارج سے گزارا ان کے صحیح طریقوں کا علم ہونا ضروری ہے تا کہ یہ پتا تو چلے کہ زیر بحث شخصیت کا اللہ تعالیٰ کے پاس کس قدر مرتبہ بلند و بالا ہے۔ اس لئے حضور ﷺ کی پیدائش سے قبل عالم بالا میں کیا کچھ ہوتا رہا' دعائے خلیلؑ تمنائے کلیمؑ اور نوید مسیحا سے کیا مراد ہے؟ یہ تمام اسرار ورموز جاننے کے لئے ہمیں قرآن و حدیث کی طرف رجوع کرنا پڑے گا۔

روشنی کا مینار: قرآن عزیز ہمیں بتاتا ہے کہ دنیا میں روشنی صرف ایک ہی ہے اور اس کا سرچشمہ بھی ایک ہی ہے یعنی ''اللہ نور السموات والارض'' یہ روشنی صرف نبیوں کے ذریعہ ہی آتی ہے۔ آج کی دنیا بظاہر تہذیب و دانش اور سائنسی علوم کی چمک سے دمک رہی ہے مگر دلوں کی دنیا سونی پڑی ہے۔ نئے مقاصد حیات اور نئی اقدار زندگی کی ضرورت جس قدر آج محسوس کی جا رہی ہے اس سے قبل کبھی نہ ہوئی تھی۔ ایسے مقاصد اور ایسی اقدار جن کی اساس روحانی ہو' اخلاقی ہو' یا بعد الطبعی ہو۔

محمد عربی ﷺ کا مقام معلوم کرنا اور منصب نبوت کا ادراک ہی دور حاضر میں روشنی کا وہ مینار ہے جس سے دنیا کے اندھیرے دور ہو سکتے ہیں۔ ہماری آرزو ہے کہ ہم اس مشعل ہدایت ربانی کی روشنی میں کائنات کے ذروں کو اس طرح چمکائیں' کہ دنیا کی تاریکیوں کے بادل چھٹ جائیں اور انس و جان پر وجد و کیف کا عالم طاری ہو جائے۔''

ہر کجا بینی جہانِ رنگ و بو
آنکہ از خاکش بروید آرزو!
یا ز نورِ مصطفےٰ اورا بہاست!
یا ہنوز اندر تلاش مصطفےٰ است

Marfat.com

عہد پیغمبران: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے عالم ارواح میں قیامت تک پیدا ہونے والی اولاد آدمؑ اور بعض پیغمبروں کی ارواح سے عہد الست لے لیا۔ گویا عالم ارواح میں ہی حضور ﷺ کا جشن میلاد منایا گیا جس کا ذکر سورہ احزاب میں تفصیل سے موجود ہے۔ اس آسمانی واقعہ کی تفصیل کا خلاصہ کچھ اس طرح سے ہے۔

''عالم ارواح میں جملہ انسانوں سے عہد الست لیا گیا تھا حق تعالیٰ نے سب سے فرمایا۔ ''کیا میں تمہارا رب نہیں؟ سب نے عرض کیا الٰہی'' (ہاں) ہم گواہی دیتے ہیں (کہ آپ ہمارے رب ہیں)'' اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوا تم سے یہ عہد اس لئے لیا گیا ہے کہ (کل) روز قیامت تم یہ نہ کہو کہ ہم وجود باری تعالیٰ سے غافل تھے' اسی کا نتیجہ ہے کہ ہر شخص کی نہاد میں اللہ تعالیٰ کے وجود کا احساس اور اقرار موجود ہے۔ عہد الست تو جملہ اولاد آدم سے لیا گیا تھا اس کے علاوہ عالم ارواح میں دو خاص عہد پیغمبروں سے بھی لئے گئے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پیغمبر حضرات کی ارواح دوسروں سے مختلف اور ممتاز تھیں۔ گویا پیغمبر اس دنیا میں آنے سے پہلے بھی پیغمبر تھے۔ جناب رسول پاک کا ارشاد گرامی ہے کہ آپؐ اس وقت بھی پیغمبر تھے جب آدم ابھی پانی اور مٹی کے درمیان تھے۔ یعنی جب انسان کا بدن وجود میں نہیں آیا تھا۔ سورہ الاحزاب میں ارشاد ہے ''اور جب تم نے انبیاء سے ان کا عہد لیا اور آپؐ اور نوحؑ اور ابراہیمؑ اور موسیٰؑ اور عیسیٰؑ ابن مریمؑ سے (خاص طور پر عہد لیا) اور ہم نے ان سب سے پکا عہد لیا (کہ وہ اللہ تعالیٰ کا پیغام لوگوں تک پہنچانے میں اپنی پوری کوشش صرف کر دیں گے) تا کہ اللہ تعالیٰ سچوں سے انکی راستی کے بارے میں پوچھے (حق گویان یعنی پیغمبران سے انکے پیغام حق کے بارے میں روز قیامت سوال کرے) اور جو لوگ پیغمبروں پر ایمان نہ لائیں گے ان کیلئے المناک عذاب تیار ہوگا۔ اس آیہ مبارکہ میں یہ بات خاص طور پر قابل توجہ ہے کہ جملہ انبیاء میں سے پانچ انبیاء کو مخصوص کیا گویا یہ پانچ

Marfat.com

درجہ میں باقی سب انبیاء سے افضل ہیں۔ تیسرے پارے کا آغاز اسی بات سے ہوتا ہے کہ یہ جو ہمارے رسل ہیں ہم نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ اس آیت کی دوسری قابل غور بات یہ ہے کہ ان پانچ افضل رسل میں سے چار اسی ترتیب سے لائے جس کے مطابق وہ دنیا میں مبعوث ہوئے لیکن ہمارے حضور اکرم کا اسم مبارک سب سے پہلے لائے حالانکہ آپ کی بعثت سب سے بعد ہوئی۔ اس طرح الوالعزم رسل پر آپ کی فوقیت کا اظہار فرمایا۔ اس آیہ مبارکہ میں تیسری قابل غور بات یہ ہے کہ حضور اکرمؐ کے لئے لفظ ''من'' علیحدہ ہے اور باقی چاروں انبیاء کیلئے علیحدہ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنجناب جو کام سرانجام دیں گے، وہ خاص اور ممتاز ہوگا۔ بہ الفاظ دیگر آپ جملہ انبیاء کے مشن کی تکمیل فرمائیں گے۔ یعنی انبیاء کا جو مشن ہے وہ آپ کے ذریعہ انجام کو پہنچے گا اور یہی ہوا پیغمبروں سے عالم ارواح میں جو دوسرا عہد لیا گیا اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ باقی سب پیغمبر حضورؐ کیلئے میدان ہموار کرنے کی غرض سے آئے تھے کیونکہ ان سے یہ عہد لیا تھا کہ وہ اپنے ماننے والوں کو تاکید کرتے جائیں کہ جب حضورؐ تشریف لائیں تو وہ آپ کا ساتھ دیں۔

میثاق ازلی: اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء سے حضورؐ پر ایمان اور نصرت کرنے کا وعدہ لیا۔ جس کا ذکر سورۃ آل عمران 3 کی آیت نمبر 81 تا 83 میں اس طرح سے ہے: ''یاد کرو جب اللہ تعالیٰ نے انبیاء سے پختہ وعدہ کر لیا کہ قسم ہے تمہیں اس کی جو دوں کتاب اور حکمات ئے پھر تشریف لائیں تمہارے پاس وہ رسول جو تصدیق کرنے والا ہو ان کتابوں کی جو تمہارے پاس ہیں تو تم ضرور ضرور ایمان لانا اس پر اور ضرور ضرور مدد کرنا اس کی۔'' اس کے بعد فرمایا ''کیا تم نے اقرار کر لیا اور اٹھا لیا تم نے اس پر میرا بھاری ذمہ' سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا۔ اللہ نے فرمایا تو گواہ رہنا اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔ پھر جو کوئی پھرے اس پختہ عہد کے بعد تو وہی لوگ فاسق ہیں۔ کیا اللہ کے دین کے سوا کوئی

Marfat.com

اور دین تلاش کرتے ہیں حالانکہ اسی کے حضور سر جھکا دیا ہے ہر چیز نے جو آسمانوں اور زمین میں ہے، خوشی سے یا مجبوری سے اور اسی کی طرف وہ سب لوٹائے جائیں گے۔'' اس عہد کو میثاق ازلی کہا جاتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے یہ عہد لیا اس وقت نہ دنیا تھی نہ موجودات عالم کا کوئی وجود تھا۔ اللہ تعالیٰ نے عالم بالا میں جمیع انبیاء علیہم اسلام کی مجلسِ میثاق منعقد فرمائی جس میں کائنات بھر کے رسول تشریف فرما ہیں کہ ایک اہم اعلان ہونے والا ہے کہ یکا یک خلوت عرش بریں سے ایک صدا آئی :: اے گروہِ مرسلین ! اے جماعت انبیائے صادقین ! آج تم سے ایک مستحکم میثاق لیا جائے گا اور تم کو ایک محکم عہد کرنا ہوگا پھر وہی ارشاد ہوا جس کا ذکر اوپر کیا گیا۔ حضرت آدمؑ سے لیکر حضرت عیسیٰؑ تک کے تمام انبیاء نے عہد فرمایا اور سرکارِ دو عالم محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان لاکر معاہدہ میثاق میں حکم ربانی کی تکمیل کردی۔ اللہ تعالیٰ نے جملہ انبیاء کرام کو آگاہ کیا کہ اس اقرار کے بعد اگر کوئی معاہدہ شکنی کرو گے یا پھر جاؤ گے تو وہ حضورِ حق میں بدعہد اور فاسق سمجھا جائے گا۔ اس معاہدۂ ازلی کے علاوہ قرآن پاک میں چند ایک اور معاہدوں کا ذکر بھی ہے۔ پہلا یہ کہ ارواح سے اقرار لیا کہ ان کا رب اللہ ہی ہے۔ اور ایک معاہدہ علمائے کرام سے یوں لیا گیا'' اور جب عہد لیا اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے کہ جب آئے تمہارے پاس کتاب (القرآن) تو لوگوں کو صحیح صحیح باتیں بتانا اور اصلیت کو نہ چھپانا۔'' اس کے علاوہ اور کئی متعدد معاہدوں کا ذکر بھی قرآن مجید میں موجود ہے۔ جن کا یہاں ذکر موضوع زیر بحث سے نہیں ہے۔ تاہم آپ ﷺ کے مبعوث ہونے سے قبل بعض انبیاءِ کرام اپنی اپنی امت کو حضور ﷺ کی آمد بطور آخری بنی کی نوید ضرور سناتے رہے اور پیروی کی تاکید بھی کرتے رہے۔ جیسا کہ دُعائے خلیل، تمنائے کلیم وغیرہ جس کی مختصر تفصیل درج ذیل ہے۔

دعائے خلیلؑ: وہ کیسا عظیم الشان اور انقلاب انگیز وقت تھا جب ابراہیمؑ خانہ کعبہ کی

Marfat.com

بنیادیں چن رہے تھے اور اسماعیل بھی اُن کے ساتھ شریک تھا۔ ان کے ہاتھ تو پتھر چننے میں مصروف تھے اور دل وزبان پر یہ دُعا طاری تھی۔

"اے پروردگار! ہم تیرے دو عاجز بندے تیرے مقدس نام پر اس گھر کی بنیاد رکھ رہے ہیں تاکہ یہ دنیا میں تیری توحید کا مظہر اور وحدت انسانیت کا مرکز بن سکے۔ ہمارے اس عمل کو شرف قبولیت عطا فرما۔ بلاشبہ تو ہی ہے جو دعاؤں کا سننے والا اور دلوں کے ارادوں کا جاننے والا ہے۔ اے پروردگار! ہمیں ایسی توفیق عطا فرما کہ ہم سچے مسلم (یعنی تیرے قوانین کے اطاعت گزار) ہو جائیں اور ہماری نسل میں سے بھی ایک ایسی جماعت پیدا کر دے جو تیرے ضابطہ قوانین کی محکوم و مطیع ہو۔ خدایا! اس محکومیت واطاعت کے صحیح انداز اور طریقے بتا دے اور اگر ہم میں سے کوئی سہو یا فروگزاشت ہو جائے تو اسے درگزر فرما کہ بلاشبہ تیری ہی ذات ہے جو اپنی رحمت کی وجہ سے درگزر کرنے والی ہے۔ اور خدایا! اپنے کرم سے ایسا کیجیئو کہ اس بستی کے بسنے والوں میں تیرا ایک رسول مبعوث ہو جو ان ہی میں سے ہو وہ تیرے احکام سے لوگوں کو آگاہ کرے اور حکمت کی تعلیم دے۔ ان کے جوہر انسانیت کو بالیدگی عطا کرے۔ یقیناً تو غالب اور حکمت والا ہے۔" (سورۃ البقرہ 2:127,128,129) اس دعا سے پہلے بھی اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کی چند اور دعاؤں کا ذکر سورۂ ابراہیم کی آیات 35 تا 37 میں اس طرح سے فرمایا ہے۔

ترجمہ:

☆ اور اے حبیب! یاد کرو جب عرض کی ابراہیمؑ نے اے میرے رب بنا دے اس شہر کو امن والا اور بچا لے مجھے اور میرے بچوں کو کہ ہم پوجا کرنے لگیں بتوں کی۔

☆ اے میرے پروردگار! ان بتوں نے تو گمراہ کر دیا بہت سے لوگوں کو پس جو کوئی میرے پیچھے چلا تو وہ میرا ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی تو اس کا معاملہ تیرے سپرد ہے۔

Marfat.com

بے شک تو غفور و رحیم ہے۔

☆ اے ہمارے رب! میں نے بسا دیا ہے اپنی کچھ اولاد کو اس وادی میں جس میں کوئی کھیتی باڑی نہیں۔ تیرے حُرمت والے گھر کے پڑوس میں۔ اے ہمارے رب! یہ اس لئے تا کہ وہ قائم کریں نماز۔ پس کر دے لوگوں کے دلوں کو کہ وہ شوق و محبت سے ان کی طرف مائل ہوں اور انہیں رزق دے پھلوں کا تا کہ وہ تیرا شکر ادا کریں۔

☆ اس دعا کی مقبولیت کی وجہ سے آج ہم دیکھتے ہیں اس امن والے شہر کے علاوہ مدینہ المنورہ اور دیگر کئی شہروں میں ہر موسم کے اعلیٰ ترین پھل، مشروبات اور دیگر مصنوعات سے بازار اٹے پڑے ہوتے ہیں اور دام بھی مناسب ہوتے ہیں۔

تمنائے کلیمؑ: جب موسیٰؑ نے اپنے رب سے دعا مانگی کہ بار الٰہا! اس دنیا کی زندگی میں بھی ہمارے لئے اچھائی لکھ دے اور آخرت کی زندگی میں بھی اچھائی کر۔ ہم تیری طرف لوٹ آئے۔

☆ اللہ نے فرمایا! میرے عذاب کا تو یہ حال ہے کہ وہ میرے قانون مشیت کے مطابق ہی آتا ہے۔ باقی رہی رحمت سو وہ ہر شے پر چھائی ہوئی ہے۔ پس میں اس رحمت کو ان لوگوں کیلئے مقدر کر دوں گا جو برائیوں سے بچیں گے اور زکوٰۃ دیں گے اور جو میرے قوانین پر ایمان لائیں گے جو الرسول حضور ﷺ کی پیروی کریں گے کہ وہ نبی امی ہوگا اور اس کے ظہور کی خبر اپنے ہاں توراۃ میں اور انجیل میں لکھی پائیں گے وہ انہیں نیک باتوں کا حکم دے گا اور بری باتوں سے روکے گا۔ پاک چیزیں حلال کرے گا اور خبائث حرام قرار دے گا۔

☆ اس بوجھ سے نجات دلائے گا جس کے نیچے وہ ڈوبے ہوں گے اور ان پھندوں سے نکالے گا جن میں وہ گرفتار ہوں گے۔ سو جو لوگ ان پر ایمان لائیں گے اور تمام مخالفانہ

Marfat.com

قوتوں کی روک تھام کریں گے اور غلبہ دین کیلئے اس کی مدد کریں گے اور اس روشنی (نور) کی پیروی کریں گے۔ جو اس کے ساتھ بھیجی جائے گی سو وہی لوگ کامیاب و کامران ہونگے۔

(سورۃ الاعراف 7-(157:156)

سابقہ انبیاء پر نازل ہونے والے صحیفے اور کتب الہیہ میں حضور سید عالم ﷺ کی نعت و صفت موجود تھیں۔ اہل کتاب ہر قرن میں اپنی کتابوں میں اپنے مطلب کے مطابق تراش خراش کرتے رہے۔ محض اس لئے کہ حضور ﷺ کا ذکر نہ آئے لیکن ہزاروں تبدیلیوں کے باوجود بائیبل میں حضور ﷺ کی بشارت کا نام ونشان مٹایا نہ جاسکا جیسا کہ توریت میں حضور ﷺ کا بطور نبی ان الفاظ میں اس طرح سے ذکر موجود ہے۔

توریت میں خداوند خدا تیرے لئے تیرے ہی درمیان سے تیرے ہی بھائیوں میں سے میری مانند ایک نبی پیدا کرے گا تم اس کی طرف کان رکھنا۔ (استثنار 18/5)

خداوند خدا سینا سے آیا اور شعیر سے ان پر طلوع ہوا اور فاران (مکہ) کے پہاڑوں سے وہ جلوہ گر ہوا۔ دس ہزار قدسیوں کے ساتھ۔ (استثناء 33/2)

نوید مسیحا: اور جب عیسیٰؑ ابن مریم نے بنی اسرائیل سے کہا کہ میں تمہاری طرف اللہ کا پیامبر ہوں اور اس تعلیم کو سچ کر دکھانے والا ہوں' جو تمہارے پاس اس سے پہلے توریت میں آچکی ہے اور تمہیں بشارت دینے والا ہوں اس رسول کی جو میرے بعد آئے گا اور اس کا نام احمد ہوگا۔ (القرآن 61/6)

انجیل میں: میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے لئے فائدہ مندہ ہے' کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو وہ مددگار تمہارے پاس نہیں آئے گا۔ لیکن اگر جاؤں گا تو اسے تمہارے پاس بھیج دوں گا' مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنی ہیں لیکن تم ان کو برداشت نہیں کر سکتے'

Marfat.com

لیکن جب وہ یعنی سچائی کی روح آئے گا تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائے گا اس لئے کہ وہ اپنی طرف سے نہیں کہے گا، بلکہ جو کچھ سنے گا وہی کہے گا' اور تمہیں آئندہ کی خبر دے گا۔ (انجیل یوحنا 14-16/7)

لیکن جب وہ مددگار آئے گا' جس کو میں تمہاری طرف باپ کی جانب سے بھیجوں گا' یعنی سچائی کا رُوح جو باپ کی طرف سے نکلتا ہے' وہ میری گواہی دیگا اور تم بھی گواہ ہو، (انجیل یوحنا 14-16/7)

لیکن جب وہ مددگار آئے گا' جس کو میں تمہاری طرف باپ کی جانب سے بھیج دونگا یعنی سچائی کا روح جو باپ کی طرف سے نکلتا ہے وہ میری گواہی دیگا۔ اور تم بھی گواہ ہو۔ (انجیل یوحنا 15/26)

اس لئے میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا کی بادشاہت تم سے لے لی جائیگی اور اس کو جو اس سے پھل لائے دیدی جائے گی اور جو اس پتھر پر گرے گا۔ اس کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے' جس پر وہ گرے گا وہ اسے پیس ڈالے گا۔ (انجیل متی 21/43-44)

ظہور قدسی: جس طرح رسول کریم ﷺ کا نور اطہر منبع انوار الانبیاء تھا اسی طرح آپؐ کے جسم اطہر کا مادہ بھی لطیف ترین اشیا سے تھا۔ امام ابن الجوزیؒ وفا الوفاء میں فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو پیدا کرنا چاہا تو جبرئیلؑ کو حکم دیا کہ سفید مٹی لاؤ۔ جبرئیلؑ بہشت کے فرشتوں کے ساتھ زمین پر اترے اور حضرت کی قبر شریف سے مٹھی بھر خاک سفید چمکتی دمکتی اٹھا لائے۔ پھر وہ مشت خاک سفید بہشت کے چشمہ تسنیم کے پانی سے گوندھی گئی' یہاں تک کہ سفید موتی کی مانند ہوگئی جس کی بڑی چمک اور شعاع تھی۔ بعدازاں فرشتے اسے لے کر عرش وکرسی کے گرد اور آسمانوں اور زمین میں گھومے یہاں تک کہ تمام فرشتوں نے آپؐ یعنی روح انوار و مادۂ اطہر کو آدم کی پیدائش سے پہلے پہچان لیا۔ جب اللہ

Marfat.com

تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو اپنے حبیب پاک کے نور کو انکی پشت مبارک میں بطور امانت رکھا۔ اسی نور کے انوار انکی پشانی میں یوں نمایاں تھے جیسے آفتاب آسمان میں اور چاند اندھیری رات میں اور ان سے عہد لیا گیا کہ یہ نور انوار پاک پشتوں سے پاک رحموں میں منتقل ہوتا رہے۔ اسی لئے جب وہ حوا علیہ السلام سے مقاربت کا ارادہ کرتے تو انہیں پاک و پاکیزہ ہونے کی تاکید فرماتے۔ یہاں تک کہ وہ نور جو حضرت آدمؑ کی پیشانی میں تھا۔ حضرت حوا کی پیشانی میں نمودار ہو گیا۔ پھر حضرت آدم علیہ السلام نے بپاس ادب واحترام حضرت حوا علیہ السلام سے مقاربت ترک کر دی۔ یہاں تک کہ حضرت شیث علیہ السلام پیدا ہوئے تو وہ نور انکی پشت میں منتقل ہو گیا۔ یہ بھی ایک خاص بات تھی کہ حضرت شیث علیہ السلام اکیلے پیدا ہوئے۔ جب کہ آپ کے بعد حضرت حوا علیہ السلام کے ہاں ایک بطن سے جوڑا (لڑکا اور لڑکی) پیدا ہوتا رہا۔ حضرت شیث کے بعد حضرت آدم علیہ السلام کے ہاں ایک جھول میں لڑکا اور لڑکی اکٹھے پیدا ہوتے رہے۔ پہلے والا لڑکا دوسری والے جھول کی لڑکی اور دوسرے جھولے والا لڑکا پہلے جھول والی لڑکی سے بیاہ دی جاتی۔ یوں شیثؑ کے بعد نور نبوت بتدریج آنے والی نسلوں میں منتقل ہوتا رہا تا کہ آنکہ یہ نور نبوت حضرت ہاشم (عمرو) کی پیشانی تک پہنچا۔ جناب احبار (یہودیوں کے علماء) میں سے جو آپ کو دیکھتا آپ کے ہاتھ کو بوسہ دیتا۔ قبائل عرب و احبار میں سے آپ کو شادی کے پیغام آئے، مگر آپ انکار کر دیتے۔ اس وقت آپ کی عمر 25 سال تھی۔ آپ بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ اسی لئے آپ عمرو العلا کہلاتے تھے۔ ایک سال قریش میں سخت قحط پڑا۔ یہ ملک شام سے خشک روٹیاں خرید کر ایام حج میں مکہ پہنچے اور روٹیوں کا چورہ کر کے اونٹوں کے گوشت کے شوربے میں ڈال کر ثرید بنایا اور لوگوں کو پیٹ بھر کر کھلایا اسی دن سے ان کو ہاشم (روٹیوں کو چورہ کرنے والا) کہنے لگے۔ حضرت ہاشم نے مکہ میں کئی شادیاں کیں تا کہ نور نبوت

Marfat.com

آگے منتقل ہو جائے۔ مگر ایسا نہ ہوا جس کی آپ کو کافی تشویش رہی۔ انہی دنوں مدینہ میں عکاظ کا میلا د منعقد ہوا جس میں تجار بڑی تعداد میں شرکت کرتے تھے۔ آپ بھی بغرض تجارت مدینہ تشریف لے گئے۔ وہاں سے آگے ملک شام کی طرف جانے کا ارادہ بھی تھا۔ میلا دیکھنے چند نوجوان لڑکیاں بھی آئی ہوئی تھیں۔ ان میں ایک لڑکی بڑی حسین وجمیل اور دراز قد تھی۔ آپ نے اس سے شادی کا ارادہ کیا۔ وہ خاتون بنو بخار قبیلہ کے سردار عمرو بن خزرجی کی بیٹی تھی جس کا نام سلمٰی تھا۔ آپ نے ان کے ہاں شادی کا پیغام بھیجا۔ آپ چونکہ خانہ کعبہ کے متولی تھے جن کے احترام کی وجہ سے انکار نہ ہوا اور وہیں آپ کی شادی سلمٰی سے ہو گئی۔ آپ نے چند دن اپنے سسرال میں قیام فرمایا اور اس دوران میں وہ نور نبوت جو حضرت ہاشم کی پیشانی میں نمایاں تھا سلمٰی کے رحم میں منتقل ہو گیا۔ آپ مطمئن ہو کر بغرض تجارت ملک شام کی جانب روانہ ہو گئے۔ راستہ میں بیمار پڑے اور وہیں فوت ہو گئے۔ وقت مقررہ پر سلمٰی کے ہاں بیٹا پیدا ہوا جس کا نام شیبہ رکھا گیا۔ سات سال تک شیبہ مدینہ میں رہی۔ پھر آپ کے چچا مطلب اپنے بھتیجے شیبہ کو لینے مدینہ آئے۔ سلمٰی نے بلا حیل وحجت شیبہ کو مطلب کے حوالہ کر دیا۔ جب اہل مکہ نے آپ کے پیچھے ایک بچہ دیکھا تو پوچھا یہ کون ہے؟ مطلب نے کہا یہ میرا عبد (غلام) ہے۔ بس اسی وجہ سے شیبہ کو عبدالمطلب کہنے لگے جو بعد میں حضور ﷺ کے دادا جان بنے اور رسول اللہ ﷺ کا نور نبوت ان کی پیشانی میں نمایاں ہو گیا۔

شیبۃ الحمد سے عبدالمطلب تک: دنیا کی جملہ آسائشوں کے باوجود رئیس باپ کی بیٹی سلمٰی بہت ہی مغموم دکھائی دے رہی تھی اور روز بروز کمزور ہوتی جا رہی تھی۔ خاوند کی موت نے اسے اندر سے کھوکھلا کر دیا تھا۔ ابھی سلمٰی کی شادی کو چند ہفتے بھی نہ ہوئے تھے کہ اس کا خاوند فوت ہو گیا تھا۔ سلمٰی نے یثرب کے ایک تاجر عمرو کے گھر آنکھ کھولی تھی عالیشان

Marfat.com

محل تھا' غلام اور کنیزیں تھیں اور ساتھ ہی حویلی میں اصطبل کا بھی خاص اہتمام تھا۔ عرب کے دستور کے مطابق باپ نے اس کو گھوڑ سواری اور تیغ زنی کی خاص تربیت دی تھی۔ اکلوتی اولاد ہونے کی وجہ سے ماں باپ نے اس کو بڑے لاڈ پیار سے پالا تھا۔ شکار اور شہسواری سے سلمٰی کو جنون کی حد تک لگاؤ تھا۔

بچپن سے جوانی تک سلمٰی رنج وغم سے نا آشنا تھی۔ مسکراہٹوں اور اور قہقہوں میں اس نے بچپن کی دہلیز عبور کی تھی۔ قدرت نے انتہائی خوبصورت نقش ونگار سے نوازا تھا۔ ابھی پوری طرح جوانی میں قدم نہ رکھا تھا کہ والدین کو سلمٰی کی شادی کی فکر ہوئی۔ ایک جگہ رشتہ پکا ہو گیا۔ بارات آئی اور سلمٰی دلہن بن کر سسرال پہنچ گئی۔ ابھی سلمٰی کے ہاتھوں پر لگی مہندی کا رنگ بھی پھیکا نہ پڑا تھا کہ اس کے خاوند کو کوئی مرض لگ گیا۔ بڑے بڑے طبیب علاج سے عاجز آ گئے اور مرض بڑھتا ہی گیا اور یوں شادی کے صرف چند ہفتے بعد خاوند فوت ہو گیا۔ سلمٰی کا گلاب جیسا چہرہ مرجھا گیا۔ سلمٰی جو غموں سے نا آشنا تھی مجسم غم بن گئی۔ چند دن بعد سسرال سے سلمٰی واپس والدین کے گھر آ گئی۔

بڑی مشکل سے والدین نے سہیلیوں کی مدد سے سلمٰی کو گھر سے باہر لے جانے کی کوشش کی۔ سیر وشکار تو سلمٰی کی فطرت میں پہلے سے ہی شامل تھا جو دب گیا تھا' اب پھر سہیلیوں کی مدد سے اس کی طبیعت اس طرف راغب ہونے لگی۔ شکار اور شہسواری میں دل تو لگ گیا لیکن شام کو جب واپس آتی تو تھکی ماندی آتے ہی لیٹ جاتی اور اداسیاں بڑھنے لگتیں۔ اس طرح آہستہ آہستہ سلمٰی کی دلچسپی سیر وشکار اور گھوڑ سواری سے کم ہونے لگی۔

آج کی طرح اس دور میں بھوت پریت اور جادو پر لوگ یقین رکھتے تھے۔ لوگوں میں توہم پرستی موجود تھی۔ لوگ کاہنوں اور جھاڑ پھونک کرنے والوں پر بڑا اعتماد کرتے اور ان کی قدر کرتے تھے۔ ملنے والی عورتوں میں اکثر سلمٰی کی ماں کو مشورہ دیتیں کہ اس پر آسیب کا اثر

Marfat.com

ہے کسی کاہن یا نجومی کو دکھالیں۔

اُس گئے گزرے دور میں بھی کچھ لوگ خدا کی پرستش کرتے تھے جن میں مدینہ کی ایک مشہور کاہنہ ام سلیم بھی تھی، جو دست شناسی' قیافہ شناسی کے علوم میں مہارت رکھتی تھی۔ سلمیٰ کی والدہ نے ایک روز ایک کنیز کو بھیج کر ام سلیم کو بلوایا۔ ام سلیم آ گئی اور اس نے پہلے تو سلمیٰ کو صبر کی تلقین کی پھر اس کا ہاتھ پکڑ کر لکیریں دیکھنے لگی۔ لکیریں دیکھ کر ام سلیم نے حیرت سے سلمیٰ کے چہرے پر نظریں گاڑ دیں اور آنکھوں میں اس قدر انہماک سے جھانک کر دیکھا کہ سلمیٰ گھبرا گئی۔

''خالہ! اتنے غور سے کیوں دیکھ رہی ہو؟''۔

سلمیٰ نے پوچھا۔ ''کیا کوئی اس سے بڑی مصیبت میری تقدیر میں آنے والی ہے۔''

''بیٹی! گھبراؤ مت''۔ ام سلیم نے کہا۔ ''اب تیری تقدیر بدلنے والی ہے۔ اب تیری شادی عرب کے ایک حسین ترین سردار سے ہوگی جو ایک ممتاز خاندان کا فرد ہوگا۔ اس سے تیرا ایک ایسا بیٹا ہوگا جس کی سرداری لوگوں کی روحوں پر بھی ہوگی لیکن اس راز کو افشا نہ کرنا۔''

ام سلیم چند دن اسی گھر میں رہی اور سلمیٰ کو دین الٰہی اور طریقہ ابراہیمی کے بارے میں پند و نصیحت کرتی رہی پھر وہ چلی گئی لیکن سلمیٰ کو سوچوں کے سمندر میں غوطے لگاتی چھوڑ گئی۔ سلمیٰ کی جذباتی حالت بھی آہستہ آہستہ سنبھلنے لگی اور وہ شکار کو جانے لگی۔ اس سے ماں باپ کی پریشانی بھی کچھ کم ہوئی۔ سلمیٰ رئیس زادی ہونے کے علاوہ خوبصورت بھی بہت تھی اس لئے آئے دن اس کے لئے رشتے آتے تھے۔ اس نے باپ کو منع کر دیا تھا کہ اس کے رشتے کی بات کسی سے نہ کی جائے لیکن ام سلیم سے ملنے کے بعد سلمیٰ کی طبیعت پہلے سے بہتر ہو چکی تھی۔ اب اس نے ماں باپ کو اپنے فیصلے سے اس طرح آگاہ کیا کہ اب شادی اپنی مرضی سے کرے گی۔ اس کی والدہ اور والد نے اس کو بہت غنیمت جانا کہ چلو امید کی کچھ کرن تو نظر آئی۔

Marfat.com

ام سلیم نے اپنے علم اور قیافہ سے یہ تو معلوم کر لیا تھا کہ سلمٰی کا ہونے والا خاوند اعلیٰ خاندان کا فرد ہوگا' کئی جوان اس کے ذہن میں آئے لیکن اس نے کسی کو بھی معیار کے مطابق نہ پا کر مسترد کر دیا۔

ام سلیم کو معاً ایک جوان کے بارے میں خیال آیا جو سلمٰی کے معیار کے مطابق تھا' لیکن وہ سینکڑوں میل دور مکہ میں رہتا تھا۔ام سلیم نے مکہ جانے کی تیاری کر لی۔زمانہ قبل از اسلام بھی سالانہ حج ادا کیا جاتا تھا لیکن اس کے طور طریقے جاہلانہ اور مشرکانہ۔ ...ام سلیم نے مکہ پہنچ کر حج شروع کیا۔طواف کعبہ کے دوران اس کی نظر ہاشم متولی کعبہ پر پڑی جو عرب کے اعلیٰ خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔انہیں دیکھ کر ام سلیم کسی اور ہی سوچ میں پڑ گئی اور طواف کے بعد ہاشم سے ملاقات کی۔

ام سلیم نے کہا کہ میرے علم کے مطابق میں آپ میں کوئی منفرد چیز دیکھ رہی ہوں۔ ہاشم نے بتایا کہ میرے والد عبد مناف نے انتقال سے پہلے فرمایا تھا کہ ہمارے گھرانے میں ایک بہت بڑے نبی کا ظہور ہونے والا ہے۔ام سلیم نے ہاشم کو مدینہ آنے کی دعوت دی اور کہا کہ میں نے آپ کے لئے ایک انتہائی خوبصورت اور پاکباز رشتہ تلاش کیا ہے۔

حج سے فارغ ہو کر ام سلیم مدینہ چلی گئی اور سلمٰی کو ہاشم سے ملاقات اور دیگر گفتگو سے آگاہ کیا۔ہاشم بھی چند دن بعد ایک مختصر قافلے کے ساتھ مدینہ پہنچ گئے۔دو ہفتہ کی مسافت کے بعد ہاشم عمرو کی عالی شان حویلی کے باہر کھڑے تھے۔ہاشم کے چچازاد بھائی وہب نے دربان سے کہا کہ اپنے آقا کو اطلاع دو کہ متولی کعبہ ہاشم ملاقات کیلئے آئے ہیں۔تھوڑی دیر بعد عمرو باہر آئے اور ہاشم کو گلے لگا لیا۔سواری کے اونٹ اصطبل پہنچا دیئے گئے اور مہمانوں کو مہمان خانے میں بٹھایا گیا۔مشروبات سے خاطر مدارت کی گئی۔عمرو نے آنے کا مقصد پوچھا۔وہب نے جناب ہاشم کے اشارے پر گفتگو کا آغاز کیا اور تعارف کرایا۔

Marfat.com

''اے قابلِ احترام میزبان!'' وہب نے کہا.......... ''ہم حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیلؑ کے خاندان سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کعبہ کی تولیت کا شرف بھی ہمیں بخشا ہے۔ اب کعبہ کے متولی حضرت ہاشم ہیں۔''

''میں ان سے واقف ہوں'' ...... عمرو نے کہا۔

''ایک سال پہلے حج پر انہوں نے ثرید سے ہماری دعوت کی تھی۔''

''اب ہم اس لے حاضر ہوئے ہیں کہ ہاشم کو اپنی فرزندی میں قبول فرمائیں'' ...... وہب نے کہا۔

''عمرو کا چہرہ ایک دم سنجیدہ ہو گیا۔ کچھ دیر بعد بولے۔ ''آپ حضرت ابراہیم کی اولاد سے ہیں۔ مجھے آپ کے ہاں رشتہ کرنے سے فخر حاصل ہو گا لیکن مجھے اپنی بیٹی کی رضامندی بھی حاصل کرنی ہو گی۔''

سلمیٰ اپنی سہیلیوں کے ساتھ گھر سے باہر تھی۔ ہاشم ام سلیم کے ہاں چلے گئے۔ جب واپس آئے تو سلمیٰ بھی اپنی سہیلیوں کے ساتھ واپس حویلی میں آ چکی تھی۔ ہاشم نے اُسے پہچاننے میں کوئی مشکل محسوس نہ کی۔ وہ سب سے ممتاز تھی۔ اتنے میں عمرو اندر آیا اور سلمیٰ کو بتایا کہ سردارِ مکہ اور کعبہ کے متولی آئے ہیں ار تمہارا رشتہ چاہتے ہیں۔ سلمیٰ کو فوراً ام سلیم کاہنہ کی باتیں یاد آئیں۔ وہ گھنگھریالے بال، موٹی موٹی آنکھیں، وجیہہ چہرہ۔ عمرو نے سکوت توڑتے ہوئے پوچھا بیٹی میں نے تم سے کوئی بات پوچھی ہے۔ سلمیٰ خیالوں سے نکلی اور بولی میرے محترم والد! مجھ ںسے انکار نہیں لیکن ان کے پہلے ہی تین بیویاں اور تین بیٹے موجود ہیں۔

عمرو حیران رہ گئے۔ انہوں نے باہر جا کر وہب سے پوچھا تو انہوں نے تسلیم کیا کہ ہاشم کی تین شادیاں ہو چکی ہیں اور بچے بھی ہیں، لیکن وہ نورِ نبوت جو ہاشم کی پیشانی میں ہے

Marfat.com

وہ اب تک کسی طرف منتقل نہیں ہوا۔ سلمٰی نے چند شرطیں پیش کیں کہ یہ تسلیم کر لی جائیں تو وہ شادی کر لیں گی چنانچہ وہ شرائط تسلیم کر لی گئیں اور اگلے دن شادی ہو گئی۔

ہاشم مدینہ میں چند دن کے لئے ٹھہر گئے۔ سلمٰی نے حسن سیرت اور کردار سے ہاشم کو اپنا گرویدہ بنالیا اور سلمٰی ان سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہی۔ کم و بیش ایک ماہ مدینہ میں رہنے کے بعد ہاشم نے مکہ واپس جانے کا ارادہ کیا۔ چونکہ سلمٰی نے شادی کے لئے ایک شرط یہ بھی رکھی تھی کہ وہ مکہ نہیں جائے گی بلکہ اپنے والدین کے پاس رہے گی' اب ہاشم نے مکہ جانے کی تیاری کی تو سلمٰی تڑپ اٹھی۔ وہ ہاشم سے الگ نہیں ہونا چاہتی تھی چنانچہ سلمٰی نے اپنے باپ سے کہا کہ وہ بھی کچھ دنوں کے لئے مکہ جانا چاہتی ہے۔ اس طرح میاں بیوی چلے گئے۔ ہاشم نے مکہ کے اہم مقامات سلمٰی کو دکھائے۔

سلمٰی کو میکے سے آئے کئی دن ہو چکے تھے۔ اسے بوڑھے والدین کا خیال آیا۔ اس کے سوا بوڑھے والدین کا اور کوئی نہیں تھا۔ اس نے ہاشم کو کہا کہ اب میرا دل چاہتا ہے کہ واپس مدینہ جاؤں' ماں باپ بہت یاد آ رہے ہیں۔ ہاشم مدینہ جانے کے لئے تیار ہو گئے۔ اپنا سارا کاروبار اپنے چھوٹے بھائی مطلب کے حوالے کیا اور خود سلمٰی کے ساتھ مدینہ چلے گئے۔ بیٹی کو دیکھ کر ماں باپ کے چہرے کھل اٹھے۔

ہاشم مدینہ میں ہی تھے کہ اللہ نے انہیں ایک نہایت حسین و جمیل فرزند عطا کیا۔ نہلا دھلا کر بچہ ہاشم کو پیش کیا گیا۔ ہاشم بچے کو ہاتھوں پر اٹھا کر دیکھ رہے تھے کہ بچے کی پیشانی نور کی تجلی سے چمک رہی تھی۔ ہاشم نے خوشی سے نعرہ لگایا۔ رب کعبہ کی قسم' میں نے گوہر مراد پالیا ہے۔ اپنے بیٹے کا نام شیبہ الحمد رکھا۔ خوشیاں منائی گئیں۔ بچے کا عقیقہ کیا گیا۔ ہاشم اور سلمٰی اللہ تعالٰی کی نعمت سے بہت خوش تھے۔

چھ سات ماہ گزر گئے۔ ایک دن ہاشم نے سلمٰی کو بتایا کہ وہ اپنا کاروبار پھر سے شروع

Marfat.com

کرنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ ایک سال کے لگ بھگ فراغت میں گزر گیا ہے۔ سلمٰی مغموم ہوگئی اور کہا کہ یہ بھی تو سب کچھ آپ کا ہے لیکن ہاشم کی خودداری کو یہ منظور نہ تھا کہ سسرال کی دولت پر بیٹھ جائے۔ ویسے بھی تجارت ان کا پیشہ تھا۔ آخر ایک روز تجارت کا مال اور زادِ راہ باندھا' غلام اور پہرہ دار ساتھ لئے اور یہ قافلہ مدینہ سے چل پڑا۔ سلمٰی محل پر کھڑی قافلے کے جانے کا منظر دیکھنے لگی۔ قافلہ آہستہ آہستہ احد کی پہاڑیوں کے پیچھے چلا گیا اور نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

نہ جانے کتنے ہی دنوں کی مسافت طے کر کے قافلہ دمشق پہنچ گیا۔ دمشق بہت بڑی منڈی تھی۔ ہاشم نے ایک بڑی سرائے میں قیام کیا۔ سرائے کے مالک نے ہاشم کا پُرتپاک استقبال کیا۔ وہ ہاشم کو بہت عرصے سے جانتا تھا۔ ہاشم کا مال بہت پسند کیا جاتا تھا۔ چنانچہ مال جلد ہی فروخت ہو گیا لیکن صحت روز بروز خراب ہونے لگی تھی۔ پیٹ میں درد رہنے لگا تھا۔ کئی ایک اطباء سے علاج کرایا لیکن چند یوم میں حالت تشویشناک ہوگئی۔ ایک رات طبیعت انتہائی خراب ہوگئی۔ اپنے وطن سے کوسوں دور' سلمٰی اور ننھے شیبہ الحمد کی یاد نے اور بھی مغموم کر دیا تھا۔

انہوں نے اپنے ایک قابل اعتماد ملازم عامر کو پاس بٹھا کر کہا کہ آج شاید میری زندگی کی آخری رات ہے' میری چند باتیں غور سے سن لو اور میرے بعد ان پر عمل کرنا۔ مجھے اسی شہر میں دفن کر دینا پھر مدینہ جا کر سلمٰی سے کہنا کہ تیرا شوہر دیارِ غیر میں خالقِ حقیقی سے جاملا ہے اور آخری وقت اسے تمہاری اور شیبہ الحمد کی یاد پریشان کر رہی تھی۔ پھر کہنا کہ بچے کی تربیت اور حفاظت کا خاص خیال رکھنا کیونکہ یہ عام بچہ نہیں ہے۔ پھر مکہ جا کر میرے چھوٹے بھائی مطلب سے کہنا کہ تیرا بھائی ہاشم اللہ کو پیارا ہو گیا ہے اور اس نے کعبہ کی تولیت تمہارے سپرد کی ہے۔ حج کے موقع پر حاجیوں کی دعوت ضرور کرنا کیونکہ یہ ہمارا خاندانی فریضہ ہے۔ یہ

Marfat.com

بھی کہنا کہ میرے تمام مال واموال کا مالک شیبہ الحمد ہے۔ اسے یتیم سمجھتے ہوئے اس کی حفاظت کرنا اور جملہ اشیاء اس کے جوان ہونے پر اس کے حوالے کر دینا۔

وصیت ختم ہوئی ہی تھی کہ ہاشم کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ دوسرے دن دمشق سے باہر ایک مقام پر انہیں دفن کر دیا گیا۔ چند دن میں عامر کی قیادت میں قافلہ واپسی کے لئے تیار ہو گیا اور مدینہ کو چل پڑا۔

سلمٰی کا یہ معمول تھا کہ صبح کو شیبہ الحمد کو لے کر مکان کی چھت پر چلی جاتی اور قافلے کی راہ دیکھنے لگتی تھی۔ چھ سات ماہ کا عرصہ اس نے بہت ہی پریشانی میں گزارا۔ اب اس کے اندازے کے مطابق قافلے کی واپسی کے دن تھے۔ آخر ایک شام ایک قافلہ مدینہ کو آتا نظر آیا۔ ہاشم نے سلمٰی کو بتایا تھا کہ وہ قافلے کے آگے آگے ہوتے ہیں اور سرخ رنگ کا عمامہ سر پر ہوتا ہے لیکن ہاشم نظر نہیں آرہے تھے۔

سلمٰی مایوس دل سے نیچے اتر آئی اور دل میں خیال کیا کہ یہ وہ قافلہ نہیں ہے مگر تھوڑی دیر بعد حویلی میں اونٹوں اور گھوڑوں کے داخل ہونے کی آوازیں آئیں۔ عمرو استقبال کے لئے باہر کھڑے تھے۔ وہ بار بار عامر سے پوچھتے کہ ہاشم کہاں ہیں مگر عامر خاموش تھا۔ آخر اس نے بتایا کہ ہاشم اللہ کو پیارے ہو گئے ہیں۔

عمرو یہ خبر سن کر سکتے میں آگیا پھر حویلی کے اندر گیا۔ سلمٰی اور اس کی ماں نے اسے سوالیہ نگاہوں سے دیکھا۔ عمرو کی آنکھیں آنسوؤں سے چھلک پڑیں اور نواسے کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا' میرا یتیم بیٹا شیبہ! حویلی میں کہرام مچ گیا۔ سلمٰی کی حالت کو تصور میں لایا جا سکتا ہے؟ اس کے بین سننے والوں کے جگر چاک ہوئے جا رہے تھے۔

ماں نے دلاسہ دیا۔ باپ نے سر پر ہاتھ رکھا اور کہا! بیٹی میں زندہ ہوں' میرے ہوتے ہوئے تجھے کسی قسم کا کوئی فکر نہیں ہونا چاہئے۔ لیکن باپ کے یہ الفاظ وہ خلاء پر نہیں کر سکتے

Marfat.com

تھے جو سلمیٰ کی زندگی میں ہاشم چھوڑ گیا تھا۔

عامر نے مکہ جا کر ہاشم کے چھوٹے بھائی مطلب کو ہاشم کی وفات کی خبر دی اور پھر مرحوم کی وصیت سنائی۔ مطلب نے کہا کہ وہ اپنے بھائی کی روح سے وعدہ کرتا ہے کہ اس کی وصیت پر عمل کرے گا۔ عامر وہاں سے فارغ ہو کر مدینہ چلا گیا اور وہیں مستقل سکونت اختیار کر لی۔

شیبہ ماں کے پاس ناز و نعم سے پل رہے تھے۔ ان کا ہر طرح سے خیال رکھا جاتا۔ جب عمر پانچ چھ سال ہوئی تو ماں کی خواہش پر تیر اندازی اور شہسواری کی ٹریننگ دی جانے لگی اور اس وقت کی مطابقت سے تعلیم و تربیت خوب کی گئی۔ اب مطلب کو یہ خواہش دامن گیر ہوئی کہ کسی طرح بھتیجے کو اپنے پاس رکھ سکے۔ کسی نے بتایا کہ شیبہ کو تیر چلاتے دیکھا ہے۔ وہ کہہ رہا تھا کہ میں قبیلہ قریش کا فرد ہوں اور میں ہاشم کا بیٹا ہوں' میرا نشانہ کبھی خطا نہیں ہوتا...... مطلب نے یہ الفاظ سنے تو مدینہ کے لئے سامانِ سفر باندھا اور چل دیئے۔

یہاں تاریخ نویسوں میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ مطلب بچے کو کس طرح مدینہ سے مکہ لے گئے تھے۔ ایک روایت یہ ہے کہ شیبہ گلی میں کھیل رہے تھے مطلب نے ان سے نام پوچھا اور بچے کو اپنے ساتھ چلنے پر رضامند کر لیا اور مطلب نے اونٹنی کو واپس مکہ کی طرف موڑ لیا لیکن دوسری روایت صحیح معلوم ہوتی ہے کہ مطلب سلمیٰ اور اس کے والدین سے ملے اور شیبہ کو کچھ عرصہ کے لئے ساتھ لے جانے کا ارادہ ظاہر کیا جو سلمیٰ اور اس کے والدین نے بادلِ نخواستہ تسلیم کر لیا۔ شیبہ نے بھی مکہ جانے پر رضامندی کا اظہار کیا بلکہ اصرار کیا کہ میں چچا کے ساتھ ضرور جاؤں گا۔ شیبہ کو چچا کے ساتھ جانے کی اجازت دے دی گئی۔

مطلب شیبہ کو لئے مکہ میں داخل ہوئے تو قریش نے دیکھ کر کہا کہ غلام ہے جسے مطلب نے خریدا ہے۔ عربی میں عبد غلام کے لئے بھی بولا جاتا ہے۔ چنانچہ اسی دن سے شیبہ کا نام عبدالمطلب پڑ گیا۔ اس طرح آپ مکہ میں اپنے چچا کے ہاں رہنے لگے۔ کبھی کبھار

Marfat.com

مدینہ نانا نانی اور والدہ کے پاس چلے جاتے۔ جوانی کی دہلیز پر قدم رکھ رہے تھے کہ آپ کے چچا مطلب فوت ہو گئے۔ آپ شروع ہی سے بڑے پُر وقار اور بارعب شخصیت کے مالک تھے۔ ویسے بھی قریش میں بلند درجہ انہی کا تھا۔ کعبہ کے متولی بنے پھر آپ کی شادی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بارہ فرزند عطا کئے۔

عبدالمطلب نے منت مان رکھی تھی کہ خدا نے اگر مجھے دس فرزند عطا کئے تو ایک فرزند کی قربانی دیں گے۔ جب بیٹے سن بلوغت کو پہنچے تو بیٹوں پر قربانی کا قرعہ ڈالا جو عبداللہ کے نام نکل آیا۔ تمام اولاد میں حضرت عبداللہ آپ کو بہت پیارے تھے۔ قریش کے چند معززین نے مشورہ دیا کہ عبداللہ کے بدلے دس اونٹ قربانی کردو لیکن آپ دس اونٹوں سے مطمئن نہ ہوئے۔ بیٹے کی قربانی کے بدلے ایک سو اونٹوں کی قربانی دے کر منت پوری کی۔ اسی قربانی کی وجہ سے حضرت محمد ﷺ کو ابن الذبیحین یعنی دو ذبیح حضرت عبداللہ اور حضرت اسماعیلؑ کا بیٹا کہا جاتا ہے اس واقعہ کے بعد حضرت عبدالمطلب نے اپنے بیٹے حضرتؓ عبداللہ کی شادی بنوزہرہ کے معزز گھرانے میں وہب بن مناف کی بیٹی آمنہؓ سے کر دی۔

حضرت عبدالمطلب کے عہد میں ہی یمن کے بادشاہ ابرہہ نے مکہ معظمہ پر حملہ کرنے کے لئے مکہ کا رخ کیا۔ ابرہہ کے لشکر نے مکہ سے باہر پڑاؤ کیا تو حضرت عبدالمطلب کے اونٹ جو قریب ہی چر رہے تھے ابرہہ کے حواریوں نے اونٹ پکڑ لئے۔ جناب عبدالمطلب اونٹ ڈھونڈ رہے تھے کہ کسی نے بتایا کہ وہ اونٹ تو ابرہہ کے لشکری پکڑ کر لے گئے ہیں تو آپ ابرہہ کے پاس پہنچے۔ ابرہہ نے سوال کیا کہ تم کون ہو اور تمہارے آنے کا مقصد کیا ہے؟۔

حضرت عبدالمطلب نے کہا کہ میرا نام عبدالمطلب ہے میں کعبہ کا متولی ہوں اور میرے آنے کا مقصد یہ ہے کہ میرے اونٹ تمہارے لشکری پکڑ کر لے آئے ہیں۔ مجھے

Marfat.com

واپس دلائے جائیں۔

"کیا تمہیں اس بات کی کوئی فکر نہیں کہ میں کعبہ کو ڈھانے آیا ہوں" ...... ابرہہ نے کہا......... "اور تم کعبہ کے متولی ہو؟"۔

"میں اونٹوں کا مالک ہوں" ...... عبدالمطلب نے کہا...... "مجھے میرے اونٹ دو" کعبہ کا بھی ایک مالک ہے' وہ اس کی حفاظت کرلے گا"۔

ابرہہ اس بے باک گفتگو سے بہت متاثر ہوا اور تمام اونٹ آپ کو واپس کر دیئے۔

حضرت عبداللہ سامان تجارت لے کر شام روانہ ہوئے۔ واپسی پر آپ کی طبیعت خراب ہو گئی۔ آپ مدینہ میں ٹھہر گئے۔ یہ عبدالمطلب کا ننھیال تھا۔ ننھیال کے گھر میں جناب عبداللہ فوت ہو گئے۔ دوسری روایت کے مطابق یثرب میں کھجوریں خریدنے گئے تھے اور وہیں انتقال ہو گیا۔ حضرت آمنہ شادی کے چند ماہ بعد ہی بیوہ ہو گئیں اس کے وفات کے چند ماہ بعد رحمت العالمین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ دنیا میں تشریف لائے اور دنیا کو جاہلیت اور گمراہی کے اندھیروں سے نکالا۔ جناب عبدالمطلب نے پوتے کا نام محمدؐ رکھا' والدہ ماجدہ نے نام احمد رکھا۔ جناب عبدالمطلب نے پیدائش کے ساتویں دن قریش کو دعوتِ طعام پر بلایا۔ کھانے کے بعد اہل قریش نے پوچھا' اے عبدالمطلب' یہ تو تم نے بتایا نہیں کہ پوتے کا نام کیا رکھا ہے؟ جناب عبدالمطلب نے جواب دیا...... "محمد"۔ قریش نے تعجب سے پوچھا کہ آباؤ اجداد کے تمام ناموں کو چھوڑ کر نیا نام کیوں رکھا؟۔

"اس لئے کہ میرا یہ بچہ دنیا بھر کی ستائش اور تعریف کے لائق بنے۔" آپ نے بے ساختہ فرمایا۔

آپ نے بڑے پیار سے آنحضرت کی پرورش فرمائی اور کبھی بھی آپ کو یتیمی کا احساس نہ ہونے دیا۔ جب آپ آٹھ برس کے ہوئے تو شفیق اور مہربان دادا "شیبۃ الحمد" (عبدالمطلب) دنیا سے رخصت ہو گئے۔

Marfat.com

حصہ سوم

Marfat.com

Marfat.com

حضرت آدم علیہ السلام تا اسماعیلؑ کی عمریں

نمبر شمار	نام	عمر
61	اسماعیل علیہ السلام	137سال
62	ابراہیم علیہ السلام	175سال
63	تارہ(آذر)	205سال
64	ناحور	159سال
65	سروج	232سال
66	رعو	239سال
67	فالج	239سال
68	عابر	460سال
69	ازفکشاد	438سال
70	سام	602سال
71	نوح علیہ السلام	950سال
72	لامک	777سال
73	متوشائح	969سال
74	اخنوخ ادریسؑ	365سال
75	یارد	962سال
76	ملہل ایل	895سال

Marfat.com

77	قینان	910سال
78	آنوش	905سال
79	شیث علیہ السلام	912سال
80	آدم علیہ السلام	930سال

Marfat.com

عبدالمطلب کی منت

عبداللہ والد النبی ﷺ

باپ کے لاڈلے فرزند تھے۔ عبدالمطلب نے منت مانی تھی کہ اگر خدا تعالیٰ اسے 10 فرزند عطا فرمائے گا تو وہ ایک کو تقرب الہی کے لئے ذبح کریگا۔

جب عبدالمطلب کے گھر 10 فرزند پیدا ہو چکے۔ تب انہوں نے اپنی منت کو پورا کرنے کا ارادہ کیا۔ قرعہ ڈالا گیا تو عبداللہ کے نام کا قرعہ نکلا۔ عبداللہ نے باپ کی خوشنودی اور مرضاۃ الہی کے لئے، قربان ہونا منظور کر لیا' لیکن ابو طالب نے اپنے برادر شقیق کے بچاؤ کے لئے مزاحمت کی اور اشعار ذیل میں اپنا مدعا باپ سے بیان کیا۔

کلاب ورب البیت ذی الانصاب — ماذبح عبداللہ بالتلعاب

یا شیب ان الریح ذو عقاب — ان لنا جرہ فی الخطاب

اخوال صدق کاسود الغاب!

حضرت عبداللہ کے ننھیال بھی اس مزاحمت میں شامل ہو گئے، بغیرہ بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم نے کہا:

یا عجبا من فعل عبدالمطلب — وذبحہ ابنا کتمثال الذہب

کلا وبیت اللہ مستور الحجب — ماذبح عبداللہ فینا باللعب ؎

آخر فیصلہ ہوا کہ ایک مشہور کاہنہ جو کچھ کہہ دے، اس کے مطابق عمل کیا جائے گا۔

کاہنہ نے کہا کہ قرعہ اونٹوں پر ڈالنا چاہئے اور جب عبداللہ کو چھوڑ کر اونٹوں کا قرعہ نکلے تب

ترجمہ ؎ صفحہ 51 پر دیکھیں

Marfat.com

اتنے اونٹ قربانی کر دینے چاہئیں۔ قرعہ کا آغاز دس اونٹوں سے کیا گیا پھر بیس، تیس، چالیس، پچاس، ساٹھ، ستر، اسی، نوے تک بڑھاتے گئے۔ ہر دفعہ عبداللہ کا نام نکلا لیکن جب اونٹوں کی تعداد ایک سو کر دی گئی تب قرعہ اونٹوں کا نکل آیا اور عبدالمطلب نے بیٹے کے فدیہ اور اپنی منت کے بدلے میں سو اونٹ قربانی کر دیئے۔

اس میں شک نہیں کہ انسانی قربانی ایک وحشیانہ رسم ہے لیکن یہ رسم اس زمانہ تک ہر ایک ملک میں پائی جاتی تھی اور ہند' یونان' مصر' ایران' چین اور افریقہ کے ممالک میں برابر جاری تھی۔

عبدالمطلب کے اس فعل میں اگر کوئی ندرت ہے تو یہ ہے کہ اس نے یہ منت خالص خدائے پاک کے لئے مانی تھی' کسی دیوتا یا بت کے لئے نہیں، جیسا کہ اس رسم کے پابند لوگ کلیتًا غیر اللہ تعالیٰ کے لئے ہی کیا کرتے ہیں، ممکن ہے کہ سردار عبدالمطلب کے دل میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اتباع کا شوق پیدا ہوا ہو' مگر اس شوق میں مامور و غیر مامور کے فرق کو نہ سمجھ کر یہ باور کر لیا ہو کہ ہر ایک باپ ہی کو قربانی فرزند کا حق حاصل ہے۔

خدائے عزوجل نے احسان فرمایا کہ عبدالمطلب کو بھی ایفاء نذر سے سرخرو کیا اور عبداللہ کو بھی بچایا۔

اِس واقعہ سے پیشتر عرب میں انسانی دیت (خون بہا) کے لئے دس اونٹ مقرر تھے' لیکن اس واقعہ کے بعد دیت کی مقدار عام طور پر سو اونٹ ہو گئی۔ گویا عبدالمطلب کے خلوص اور سردار عبداللہ کی اطاعت پدری کا یہ نتیجہ نکلا کہ سارے ملک میں انسان کی قدر و قیمت بڑھ گئی اور یہ ظاہر ہے کہ دیت کی مقدار میں دہ چند ترقی ہو جانے سے۔ واردات قتل کے شمار میں ضرور نمایاں کمی ہو گئی ہو گی اور اس طرح پر یہ واقعہ تمام ملک اور بنی نوع انسان کے لئے یمن و برکت بن گیا۔

Marfat.com

بے شک! جس گرامی سردار کے فرزند نے رحمتہ اللعالمین بننا تھا، اس کے آباء کرام کا بھی بنی نوع انسان کے لئے ایسا ہی محسن ہونا ضروری تھا۔

سردار عبداللہ کی عفت نفس کا ایک واقعہ ابونعیم وخرابطی وابن عساکر نے ابن عباسؓ سے بیان کیا ہے کہ فاطمہ بنت مرالخثعمیہ نے ان سے اظہار محبت کیا اور اپنی جانب متوجہ کرنے کیلئے سو اونٹوں کا عطیہ بھی انکو دینا چاہا' لیکن انہوں نے اس درخواست کے جواب میں یہ قطعہ پڑھ کر سنا دیا۔

اما الحرام فا کمعات دونہ　　　والحل لا احل فاستبینہ

فکیف الی الامر الذی تبغینہ　　　یحمی الکریم عرضہ ودینہا

سردار عبداللہ کا نکاح سیدہ آمنہ سے ہونا تھا، اس نکاح کے بعد وہ ملک شام کو تجارت کے لئے چلے گئے تھے اور واپسی کے وقت مدینے میں اس لئے ٹھہرے تھے کہ اپنے باپ کے حکم کے موافق وہاں سے کھجوروں کا سودا کریں۔ وہیں بیمار ہوئے اور عالم آخرت کو سفر کر گئے۔

نبی ﷺ کے والدین کے اسماء پر نظر کرو، اس زمانہ کی تاریخ پر نظر ڈالتے ہوئے ہر ایک مورخ تعجب کریگا کہ ایسے پاک نام کیونکہ رکھے گئے تھے حقیقت تو یہ ہے کہ یہ بھی ارہاص نبوت تھا' جس بچے کو باپ کے خون سے عبودیت الٰہی اور ماں کے دودھ سے امن عامہ کی گھٹی ملی ہو کچھ تعجب نہ کرنا چاہئے کہ وہ محمود الافعال حمید الصفات ہو اور تمام دنیا کی زبان سے محمد ﷺ کہلائے۔

سردار عبداللہ کا انتقال 25 سال کی عمر میں ہوا تھا' جبکہ نبی ﷺ ہنوز شکم مادر ہی میں تھے۔

ترجمہ صفحہ 153 پر ہے۔

Marfat.com

سیدہ آمنہ (حالاتِ زندگی)

نبی کریم ﷺ کی والدہ ہیں۔ان کے والد وہب بنو زہرہ کے سردار اور قریش میں نہایت محترم تھے۔انکا انتقال ہو چکا تھا اور سیدہ آمنہ نے اپنے چچا وہب کے حضانت (۱) میں پرورش پائی تھی وہیب بھی اپنے بھائی کی طرح قوم کا سید اور مطاع تھا۔سیدہ آمنہ کا سلسلہ نسب یہ ہے۔

یہ ٹیبل بنانا پڑے گا بعد میں بنائیں گے۔

☆......☆......☆

۱۔بچے کی پرورش کی ذمہ داری۔

Marfat.com

اس سلسلہ سے واضح ہوگا کہ زہرہ اور قصی بن کلاب دونوں براور شفیق تھے' سیدہ آمنہ نکاح کے پہلے ہی ہفتہ میں امانت دار نور محمدی بن گئی تھیں۔ ان کا بیان ہے کہ مجھے بوڑھی عورتوں نے کہا کہ حمل کے دنوں میں کچھ لوہا گردن میں لٹکا لو اور کچھ بازوؤں پر باندھ لو۔ میں نے ایسا ہی کرلیا۔ مگر چند روز کے بعد دیکھا کہ وہ لوہے کی چیزیں کہیں گر پڑی تھی۔ پھر میں نے کچھ بھی نہ باندھا۔

سیدہ آمنہ کے خواب میں بتایا گیا تھا کہ پیٹ کے بچے کا نام احمد رکھنا۔ چنانچہ ماں نے آنحضرت ﷺ کا نام احمد رکھا اور دادا نے محمد تجویز کیا۔ پس محمد و احمد دونوں مبارک نام حضور کے ذاتی نام ہیں۔

اس خواب کے بعد ہی سیدہ آمنہ کو یقین ہوگیا تھا کہ ان کا مولود نہایت مبارک و مسعود ہوگا چنانچہ جب حلیمہ نے آنحضرت ﷺ کو گود لینے میں اس لئے تامل کیا کہ حضور یتیم بچے ہیں تو سیدہ نے فرمایا تھا،

یا ظیر سلی عن ابنک فانہ

اے دایہ اس بچے سے مطمئن رہو۔

سیکون لہ شان

اس کی بڑی شان ہونے والی ہے۔

حلیمہ بچے کو لے کر چلیں تو سیدہ آمنہ نے یہ اشعار کئے۔

اعیذ باللہ ذی الجلال ۔۔۔ من شر ما مر علی الجبال

حتی اراہ حامل الحلال ۔۔۔ ویفعل العرف الی الموالی

وغیرھم من حشرۃ الرجال!

ترجمہ: 55 پر

Marfat.com

دو سال کے بعد جب آنحضرت ﷺ کا دودھ چھڑایا گیا تو مائی حلیمہ حضور کو مکہ میں لائیں۔ اس وقت مکہ میں وبا کی بیماری تھی دانشمند والدہ نے حضور کو پھر واپس بھیج دیا۔

پانچ سال کی عمر کے بعد مائی حلیمہ نبی ﷺ کو پھر واپس لائیں اس وقت ماں نے اس آنکھوں کے نور کو جس نے تمام دنیا کے سامنے نور حقہ روشن فرمایا اپنے پاس رکھ لیا اور پھر ان کو ساتھ لیکر یثرب (مدینہ) گئیں۔ ننھیال کے ملنے کا بہانہ تھا اور غالباً بے وطن متوفی شوہر کی مٹی دیکھنے کا شوق دل میں پیدا ہوا تھا۔

وہاں ایک مہینہ تک دار البابغہ میں قیام کیا۔ اس سفر میں دو اونٹ سواری کے لئے اور ام ایمن لونڈی بھی ساتھ تھی۔ نبی ﷺ جب 47 سال کے بعد مدینہ میں ہجرت فرما کر تشریف لے گئے تو بچپن کی سب باتوں کو یاد کر کے ان کا ذکر فرمایا کرتے تھے کہ یہاں ایک لڑکی انیسہ ہوتی تھی جو ہمارے ساتھ کھیلا کرتی تھی۔ اس قلعہ کے اوپر پرندہ آ بیٹھا کرتا تھا۔ بچے اسے اڑایا کرتے تھے۔ اس گھر میں میری ماں یہاں بیٹھا کرتی تھی اور اس گھر میں میرے والد کی قبر اس جگہ بنائی ہوئی تھی اور بنو عدی بن النجار کی باولی میں میں خوب تیرنا سیکھ گیا تھا۔

سیدہ آمنہ ایک ماہ قیام یثرب کے بعد مکہ کو واپس ہوئیں تو مقام ابواء پہنچ کر انکا انتقال ہو گیا۔ غالباً پیارے شوہر کی مفارقت کا وہ اندوہ جو قبر کے دیکھنے سے بڑھ گیا اور قلب پر چھا گیا تھا اپنا کام کر گیا اور یہ پیکر محبت پھر زیادہ دیر تک زندہ نہ رہ سکا اور اللہ تعالیٰ کی وہ حکمت کاملہ پوری ہوئی کہ نبی ﷺ اپنی تربیت میں پدر و مادر (ہر دو) کے بار منت سے سبکدوش رہے۔

سیدہ آمنہ کے اشعار اپنے شوہر کی وفات پر درج ذیل ہیں۔

عفا جانب البطحاء من ابن هاشم
وجاور لحدا خارجا في الغما غم

دعتہ	المنایا	دعوۃ	فا	جابہا

و	ماترکت	فی	الناس	مثل	ابن	ہاشم

عشیۃ	راحو	یحملون	سربرہ
تعاورہ	اصحابہ	فی	التراحم

فان	یک	غالتہ	المنا	یاوریبھا
فقد	کان	معطاءً	کثیرا	التراحم

ترجمہ:

''ہاشم کا ایک فرزند بطحا کی جانب جا کر چھپ گیا وہ لحد میں بہادروں کی بانگ وخروش کے ساتھ جا سویا۔ موت نے اسے پکارا اور وہ چلا گیا افسوس موت نے اس کا نظیر بھی کوئی نہ چھوڑا۔ اس کے دوست شام کے وقت اس کی لاش اٹھا لے چلے اور زادِ راہ محبت وہ نوبت بنوبت کاندھا بدلتے اور اس کے اوصاف باری باری بیان کرتے تھے خواہ موت نے اسے ہم سے دور ہی کر دیا مگر اس میں شک نہیں کہ وہ بہت زیادہ سخی اور غریبوں کا زیادہ ہمدرد تھا۔

Marfat.com

Marfat.com

حصہ چہارم

Marfat.com

Marfat.com

حالات زندگی سیدنا محمد ﷺ

[1] سیدنا محمدؐ بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصیٰ ہمارے نبی ہیں۔ دادا نے آنحضرت کا نام محمدؐ اور ماں نے خواب میں ایک فرشتے سے بشارت پا کر احمد رکھا تھا۔ نبی ﷺ حضرت ابراہیم (خلیل الرحمان وابوالانبیاء) کی اولاد سے ہیں جو ہاجرہ بی بی کے بطن سے ہوئی۔ ہاجرہ بادشاہ مصر ''رقیون'' کی بیٹی تھی۔ خدا کے ہاں انکا ایسا درجہ تھا۔

....

حضرت ابراہیم کا نام شروع میں ابرام تھا۔ خدا نے ابراہیم رکھا۔ اسکے معنے ''قوموں کا باپ'' ہیں۔ (پیدائش 17 باب 5 ورس) بنی اسماعیل و بنی اسرائیل و بنوعیسو۔ و بنوقطورہ انہی کی اولاد ہیں، پادری صاحبان جو صرف بنی اسرائیل کا نام ہی زبان پر رکھتے ہیں وہ غور

---

[1] لفظ محمد، حمد سے اسم مفعول ہے۔ یعنی مضاعف سے مبالغہ کے لئے ہے اور احمد بھی حمد سے واقع علی المفعول ہے۔ اسم محمد سے حمد کی کثرت وکمیت اور اسم احمد سے حمد کی صفت اور کیفیت ظاہر ہوتی ہے۔ حسان بن ثابتؓ کا شعر ہے۔ وشق لہ من اسمہ لیجلہ، فذوالعرش محمود وھذا محمد۔ (خدا نے اسکی عظمت ظاہر کرنے کیلئے اس کا نام اپنے نام سے مشتق کیا۔ دیکھو رب العرش تو محمود ہے اور آنحضرت مقام شفاعت کا نام محمود ہے۔

خطبات احمدیہ صفحہ 431 حدیث میں ہے کہ زمین پر میرا نام محمد اور آسمان پر احمد ہے تورات میں اسم مبارک محمد اور انجیل میں احمد ہے۔

سیدہ آمنہ بی بی کو نام رکھنے کی بشارت فرشتے کی معرفت ایسے ہی ملی تھی جیسے کہ فرشتے کی بشارت سے ہاجرہ بی بی نے اسماعیل کا نام پیدائش 11/16 باب اور مریم نے یسوع کا نام (لوقا اباب 31 ورس) رکھا تھا۔

Marfat.com

کریں کہ انکے قول کے مطابق حضرت ابراہیم قوموں کا باپ کیونکر ثابت ہوئے۔

....ور

کہ خدا کے فرشتے انکے سامنے آیا کرتے اور خدا کے پیغام پہنچایا کرتے تھے۔

ہاجرہ بی بی کے فرزند کا نام اسماعیل ہے جو حضرت ابراہیم کے پہلوٹے بیٹے ہیں باپ نے ان کو وادی میں اس جگہ آباد کیا تھا جہاں اب مکہ معظمہ ہے۔ خدا نے اسماعیل کے لئے زمزم کا چشمہ ظاہر کیا تھا۔

حضرت اسماعیل کو خدا نے بارہ بیٹے دیئے تھے ان میں سے قیدار بہت مشہور ہیں۔ توارات میں ان کا ذکر بکثرت آیا ہے۔

قیدار کی اولاد میں عدنان اور عدنان کی اولاد میں قصیٰ بہت مشہور ہیں جو چار واسطے سے نبی ﷺ کے دادا ہیں۔

نبی ﷺ کی ماں کا نام آمنہ ہے جو وہب کی بیٹی ہیں وہب قبیلہ بنو زہرہ کا سردار تھا ان کا سلسلہ نسب فہر الملقب بہ قریش کے ساتھ جا ملتا ہے۔

اس لئے نبی ﷺ ددھیال اور ننھیال میں عرب کے بہترین قبیلہ' بہترین قوم اور شاخ میں سے ہیں۔

ہمارے نبی ﷺ موسم بہار میں دوشنبہ کے دن 9 ربیع الاول عام الفیل۔ مطابق 22 اپریل 571ء مطابق یکم جیٹھ 627 بکرمی کو مکہ معظمہ میں بعد از صبح صادق وقبل از طلوع نیر عالمتاب پیدا ہوئے حضور اپنے والدین کے اکلوتے بچے تھے۔ والد بزرگوار کا آنحضرت کی پیدائش سے پہلے انتقال ہو گیا تھا۔

عبدالمطلب آنحضرت کے دادا نے خود بھی یتیمی کا زمانہ دیکھا ہوا تھا' اپنے چوبیس سالہ نوجوان پیارے فرزند عبداللہ کی اس یادگار کے پیدا ہونے کی خبر سنتے ہی گھر میں آئے

Marfat.com

اور بچے کو خانہ کعبہ میں لے گئے اور دعا مانگ کر واپس لائے۔ ساتویں دن قربانی کی اور تمام قریش کو دعوت دی۔ دعوت کھا کر لوگوں نے پوچھا کہ آپ نے بچے کا نام کیا رکھا۔ عبدالمطلب نے کہا "محمد" لوگوں نے تعجب سے پوچھا کہ آپ نے اپنے خاندان کے سب مروجہ ناموں کو چھوڑ کر یہ نام کیوں رکھا۔ کہا میں چاہتا ہوں کہ میرا بچہ دنیا بھر کی ستائش اور تعریف کا شایاں قرار پائے۔

---

22 اپریل گریگورین رول کے مطابق ہے جس پر ستمبر 1752ء سے انگریزی تقویم کا حساب شروع ہوا ہے لیکن قاعدہ قدیم کے مطابق 9 ربیع مطابق 19 اپریل 284 جولین کے تھی اور گریگورین نے اس 19 کو 20 اپریل 571ء بروئے حساب قدیم قرار دیا۔ 9 یوم پہلے مگر سمت 628 پروشٹہ کا آغاز 22 مارچ 571ء کو ہوا تھا یعنی اعتدال ربیعی سے واضح ہو کہ شمسی سال کی صحیح مقدار 365 دن 5 گھنٹے 48 منٹ 46 سیکنڈ ہے۔ مگر سمت پروشٹہ کے جاری کرنیوالوں نے 23 منٹ 23 سیکنڈ کی مقدار اس سے زیادہ تجویز کی اس زیادتی کی وجہ سے سمت پروشٹہ سنہ عیسوی کے مقابلہ میں 23 منٹ 23 سیکنڈ کی تاخیر سے شروع ہوتا ہے سمت پروشٹہ کا آغاز یوم یک شنبہ (مطابق 14 مارچ 4657 جولین) ہوا تھا یعنی اعتدال ربیعی سے ایک یوم بعد اور ہمارے زمانہ میں 1972 پروشٹہ 13 اپریل 1915ء کو شروع ہوا ہے یعنی اعتدال ربیعی سے 23 یوم بعد آئندہ بھی سمت پروشٹہ میں اسی تناسب سے یہ فرق پڑتا رہیگا۔ یعنی 1/2/61 سال کے بعد سمت کا شروع ایک دن موخر ہوتا رہیگا۔ غرض سمت پروشٹہ میں جو غلطی متعلق مقدار سال شمسی کے ابتدائی قائمی سمت مذکور سے موجود ہے اسی کی وجہ یہ ہے کہ 628 پروشٹہ کا یکم جیٹھ مطابق 22 اپریل 571 تھا اور سمت 1972 پروشٹہ کا یکم جیٹھ مطابق 14 مئی 1915ء کے ہے۔

Marfat.com

یوم ولادت باسعادت کو مکہ معظمہ میں صبح صادق کا طلوع 4 بجکر 20 منٹ (دھوپ گھڑی کے گھنٹوں کے حساب سے) یا 9 بجکر 57 منٹ (حساب مروجہ حال عرب سے) ہوا تھا اور آفتاب اس وقت برج حمل سے 31 درجہ 20 دقیقے پر تھا اور تاریخ یکم جیٹھ کے شروع ہونے پر 13 گھنٹے 16 منٹ گزر چکے تھے۔

یسعیاہ 9/6 میں ہے۔ ''ہمکو ایک بیٹا بخشا گیا'' یہ بشارت نبی ﷺ کی ہے جو حضرت مسیح کی نہیں ہو سکتی کیونکہ انجیل متی سے ظاہر ہے کہ مسیح کی اور بھی بہنیں اور بھائی تھے اور وہ مریم کے اکلوتے بچے نہ تھے۔

ایام رضاعت: شرفاء مکہ کا دستور تھا کہ آب وہوا کے لحاظ سے اپنے بچوں کو جبکہ وہ آٹھ دن کے ہو جاتے تھے دودھ پلانے والیوں کے سپرد کر کے باہر بھیج دیا کرتے تھے۔ اسی دستور کے موافق آنحضرت کو بھی حلیمہ سعدیہ کے سپرد کر دیا گیا وہ ہر چھٹے مہینے لا کر انکی والدہ اور دیگر اقربا کو دکھلا جاتی تھیں۔ دو برس کے بعد آپ کا دودھ چھٹایا گیا۔ مائی حلیمہ آپ کو لے کر حضرت آمنہ کے پاس آئیں۔ حضرت آمنہ نے اس خیال سے (کہ وہاں کی آب و ہوا حضورؐ کے خوب موافق تھی اور) شاید مکہ کی آب وہوا موافق نہ ہو۔ پھر مائی حلیمہ ہی کے سپرد کر دیا۔

والدہ مکرمہ کا انتقال: جب آنحضرت کی عمر چار برس کی ہوئی تو والدہ مکرمہ نے آنحضرت کو اپنے پاس رکھ لیا۔ جب آنحضرت کی عمر چھ برس کی ہوئی تو والدہ کا انتقال ہو گیا۔ اور دادا نے آپ کی پرورش اور نگرانی اپنے ذمہ لی۔

جب آنحضرت کی عمر آٹھ برس 10 دن کی ہوئی تو آپ کے دادا عبدالمطلب نے 82 برس کی عمر میں وفات پائی۔

Marfat.com

ابو طالب کی تربیت: ابو طالب آنحضرت کے چچا تھے اور آپ کے والد عبداللہ کے حقیقی بھائی۔ اب وہ آنحضرت کی نگرانی اور تربیت کے ذمہ دار بنے۔

بحیرہ راہب کی ملاقات: اکثر کتابوں میں بیان کیا گیا ہے کہ آنحضرت جب بارہ سال کے ہوئے تو اپنے چچا ابو طالب کے ساتھ جبکہ وہ تجارت شام کو جاتے تھے۔ سفر میں گئے۔ بصری میں بحیرہ راہب نے آنحضرت کو پہچان لیا کہ نبی موعود یہی نوجوان ہے۔ چچا کو کہا کہ اسے یہودیوں کے ملک میں نہ لیجاؤ۔ وہ اسے پہچان کر کہیں گزند نہ پہنچائیں۔ شفیق چچا نے آنحضرت کو بصری ہی سے واپس کر دیا۔

اس بارے میں جو حدیث ترمذی وغیرہ میں ہے اس میں یہ بھی ہے کہ چچا نے واپس کرتے وقت آنحضرتؐ کے ساتھ بلالؓ کو بھیجا تھا۔ ابن قیمؒ کہتے ہیں کہ یہ صریح غلطی ہے اول تو اس وقت بلال نہ ابو طالب کے پاس تھا نہ ابو بکر کے پاس، دوسرے یہ بھی ممکن ہے کہ وہ ان دنوں موجود ہی نہ ہو۔

(۲) قرآن مجید کی آیت **وکانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا فلما جاءھم ما عرفوا کفروا بہ** سے ثابت ہے کہ یہودی رسول موعود کے انتظار میں رہا کرتے تھے اور سمجھتے تھے کہ اس کے آنے پر یہودیوں کو کافروں پر فتح و نصرت ہو گی۔ یہ اعتقاد ان کا اس وقت تک رہا جب تک کہ قرآن مجید نہ اترا۔ اس آیت سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ بحیرہ راہب کا قول غلط تھا، کیونکہ اگر یہودی اس لڑکپن میں آنحضرت کو پہچان لیتے تو اپنے اعتقاد کے مطابق حضور کو اپنی فتح و نصرت کا دیوتا سمجھ کر نہایت خدمت گزاری کرتے۔ نتیجہ یہ ہے کہ راہب کی داستان نا قابل اعتبار ہے۔

تجارت کا خیال: جب نبی ﷺ جوان ہوئے۔ تو آپ کا خیال پہلے تجارت کی

Marfat.com

طرف ہوا۔ مگر گھر کا روپیہ پاس نہ تھا۔ مکہ میں نہایت شریف خاندان کی ایک بیوہ عورت (خدیجہ) تھی وہ بہت مالدار تھی اپنا روپیہ تجارت میں لگائے رکھتی تھی۔ اُس نے آنحضرت کی خوبیاں اور اوصاف سن کر اور آپ کی سچائی' دیانت داری' سلیقہ شعاری کا حال معلوم کر کے خود درخواست کر دی کہ اس کے روپے سے تجارت کریں۔ آنحضرت اس کا مال لے کر تجارت کو گئے۔ اس تجارت میں بہت نفع ہوا۔

اس سفر میں خدیجہؓ کا غلام میسرہ بھی آنحضرتؐ کے ساتھ تھا۔ اس نے آنحضرتؐ کی ان تمام خوبیوں اور بزرگیوں کا ذکر خدیجہؓ کو سنایا جو سفر میں خود دیکھی تھیں۔ ان اوصاف کو سن کر خدیجہ نے درخواست کر کے آنحضرتؐ کے ساتھ نکاح کر لیا۔ حالانکہ خدیجہؓ اس سے پہلے بڑے بڑے سرداروں کی درخواست نکاح کو رد کر چکی تھی۔

نکاح: جب یہ نکاح ہوا تو آنحضرتؐ کی عمر ۲۵ سال اور خدیجہ بی بی کی عمر ۴۰ سال کی تھی۔ آنحضرتؐ کے نکاح میں وہ ۲۵ سال تک زندہ رہیں۔ آنحضرتؐ ان کے مرجانے کے بعد بھی اکثر ان کا محبت سے ذکر کیا کرتے۔ اور ان کی سہیلیوں سے بھی عزت اور شفقت کا برتاؤ کیا کرتے تھے۔

اس شادی کے بعد آنحضرت کا تمام وقت خدا کی عبادت۔ اور بنی آدم کی بہبودی و خیراندیشی میں پورا ہوا کرتا تھا۔

ظہور قدسی: "خیابان ہستی اجڑا پڑا تھا' خزاں کی چیرہ دستیوں سے گلوں کی نکہت افشانیوں اور عنادل کی نغمہ ریزیوں کی یاد تک بھی گلدستہ طاق نسیاں بن چکی تھیں۔ روشیں ویران تھیں اور آبجوئیں خشک...... جہاں کبھی سبزہ نودمیدہ جنت نگاہ ہوا کرتا تھا' وہاں خاک اڑ رہی تھی۔ یاس وقنوط کی ایک ہمہ گیر کیفیت طاری تھی کہ اچانک فاران کی چوٹیوں سے

Marfat.com

ایک گھنگھور گھٹا اٹھی، جس کا قطرہ بہار آفریں اور جس کا ہر چھینٹا فردوس بداماں تھا۔ یہ گھٹا برسی اور خوب دل کھول کر برسی، یہاں تک کہ گلزار عالم میں پھر آثار حیات نمودار ہونے لگے۔ انسانیت کے پژمردہ چہرے پر پھر شباب وقوت کی سرمستیاں ظہور پذیر ہونے لگیں۔ خودداری وعزت نفس، شجاعت وایثار کے افسردہ درختوں کی عریاں شاخوں کو از سر نو خلعت برگ وبار عطا ہوئی۔ قمریوں نے پھر عفت قلب ونظر کا نغمہ چھیڑا۔ توہمات وعقائد باطلہ کے قفس کی تیلیاں ایک ایک کر کے ٹوٹیں اور ہمارے بشریت کو توحید کی مقدس ومعطر رفعتوں سے پھر دعوت پرواز آنے لگی۔ دنیا والوں نے اس شوخ وشنگ اور خیرات وبرکات سے بھرپور گھٹا کو محمد ﷺ کے دلنواز نام سے پکارا۔ عالم بالا کے مکینوں نے اسے احمد کہا لیکن حقیقت کی دلفریبیوں سے نقاب اس وقت اٹھا جب اس کے خالق وپروردگار نے اسے اپنی کائنات سے یوں روشناس کیا۔ وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین ربیع الاول کا مہینہ اور دوشنبہ کا دن تھا اور صبح صادق کی ضیاء بار سہانی گھڑی تھی۔ رات کی بھیانک سیاہی چھٹ رہی تھی اور دن کا اجالا پھیلنے لگا تھا۔ جب مکہ کے سردار عبدالمطلب کی جواں سال بیوہ بہو کے سادہ سے مکان میں ازلی سعادتوں اور ابدی مسرتوں کا نور چمکا۔ ایسا موعود مسعود تولد ہوا جس کے من موہنے مکھڑے نے صرف اپنی غمزدہ ماں کو ہی سچی خوشیوں سے مسرور نہیں کیا بلکہ ہر درد کے مارے کے لبوں پر مسکراہٹیں کھیلنے لگیں۔ اس نورانی پیکر کے جلوہ فرمانے سے صرف حضرت عبداللہ کا غم کدہ جگمگانے نہیں لگا بلکہ جہاں کہیں بھی مایوسیوں اور حرماں نصیبیوں نے اپنے اپنے پنجے گاڑ رکھے تھے، وہاں امید کی کرنیں روشنی پھیلانے لگیں اور ٹوٹے دلوں کو بہلانے لگیں۔ صرف جزیرہ عرب کا بخت خفتہ ہی بیدار نہیں ہوا، بلکہ انسانیت جو صدیوں سے ہوا وہوس کی زنجیروں میں جکڑی ہوئی تھی اور ظلم وستم کے آہنی شکنجوں میں کسی ہوئی، کراہ رہی تھی اس کو ہر قسم کی ذہنی، معاشی اور سیاسی غلامی سے رہائی کا مژدہ جاں افزا ملا۔ فقط مکہ وحجاز

Marfat.com

کے خدا فراموش باشندے خداشناس اور خود شناس نہیں بنے بلکہ عرب وعجم کے ہر مکین کے لئے میخانہ معرفت کے دروازے کھول دیئے گئے اور سارے نوع انسانی کو دعوت دی گئی کہ جس کا جی چاہے آگے آئے اور اس مئے طہور سے جتنے جام نوش جاں کرنے کی ہمت رکھتا ہے' اٹھائے اور اپنے لبوں سے لگا لے۔ طیور خوش نواز مزمہ سنج ہوئے کہ خزاں کی چیرہ دستیوں سے تباہ حال گلشن انسانیت کو سرمدی بہاروں سے آشنا کرنے والا آ گیا۔ سر بگریباں غنچے خوشی سے پھولے نہیں سمارہے تھے کہ انہیں جگانے والا آیا اور جگا کر انہیں شگفتہ پھول بنانے والا آیا۔ افسردہ کلیاں مسکرانے لگی تھیں کہ ان کے دامن کو رنگ ونکہت سے فردوس بداماں کرنے والا آیا۔ علم وآگاہی کے سمندروں میں حکمت کے جو آبدار موتی آغوش صدف میں صدیوں سے بے مصرف پڑے تھے ان میں شوق نمود انگڑائیاں لینے لگا۔"

ولادت: توحید کا غلغلہ اٹھا۔ چمنستان سعادت میں بہار آ گئی۔ آفتاب ہدایت کی شعاعیں ہر طرف پھیل گئیں' اخلاق انسانیت کا آئینہ پرتو قدس سے چمک اٹھا...... یعنی یتیم عبداللہ' جگر گوشہ آمنہ شاہِ حرم' حکمران عرب' فرمانروائے عالم' شہنشاہ کونین:

شمۂ نہ مسند ہفت اختران ختم رسل خاتم پیغمبران
احمد مرسل کہ خرد خاک اوست ہر دو جہاں بستہ فتراک اوست
امی و گویا بہ زبان فصیح ازالف آدم و میم مسیح
رسم ترنج است کہ در روزگار پیش دہد میوہ پس آرد بہار

عالم قدس سے عالم امکان میں تشریف فرمائے عزت واجلال ہوئے!

تاریخ ولادت: اللھم صل علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم

تاریخ ولادت کے متعلق مصر کے مشہور ہیئت دان عالم محمود پاشا فلکی نے ایک رسالہ لکھا ہے جس میں انہوں نے دلائل ریاضی سے ثابت کیا ہے کہ آپ کی ولادت 9 ربیع

Marfat.com

الاول روز دوشنبہ (پیر) بمطابق 20 اپریل 571ء میں ہوئی۔

دادا نے اپنے مرحوم لخت جگر کی یادگار کو اپنی گود میں لیا اور خانکہ کعبہ میں جا کر دعا مانگی۔ ساتویں دن تمام قبیلہ کی دعوت کی اور بچہ کا نام محمد رکھا' لوگوں نے ازراہ استعجاب پوچھا' کہ آپ نے اپنے خاندان کے مروجہ ناموں کو چھوڑ کر یہ نام رکھا تو کہا میں چاہتا ہوں کہ میرا بچہ دنیا بھر کی ستائش اور تعریف کا شایان قرار پائے یہ اسم گرامی دادا کی طرف سے تجویز ہوا' لیکن والدہ نے احمد نام رکھا۔

شان حضورت بزبان حق: حضور ﷺ کے جو یہ ابتدائی حالات بیان کئے گئے ہیں ان کا مقصد صرف یہی ہے کہ جس عظیم الشان ہستی کے متعلق خلوص اور محبت کے عملی تقاضوں کی بات ہو رہی ہے پتہ چل سکے کہ اس ہستی کی شان اللہ تعالیٰ کے ہاں کس قدر بلند و بالا ہے۔ جب کبھی کسی کی تعریف بیان کی جاتی ہے تو واصف کیلئے ضروری ہے کہ وہ اسے اچھی طرح سے جانتا اور پہچانتا ہو۔ آقائے نامدار ﷺ کی شان اتنی ارفع و اعلیٰ ہے کہ کوئی انسان اس کا احاطہ وادراک کر ہی نہیں سکتا۔ دوسرا مقصد سیرت کے کچھ پہلوؤں پر روشنی ڈالنے کا یہ بھی ہے تاکہ بھولی بسری یادیں پھر سے تازہ ہو جائیں۔ حضور ﷺ کی عظمت مرتبہ اور شان وشوکت کی اصلی حقیقت تو صرف رب العزت ہی جانتا ہے۔ اس لئے حضور ﷺ نے ایک مرتبہ حضرت صدیق اکبرؓ سے فرمایا ''اے ابوبکر! میری حقیقت کو میرے رب کے سوا کسی نے نہ پہچانا۔ اس لئے حضور ﷺ کی شان جو اللہ تعالیٰ نے خود اپنی کتاب مبین قرآن حکیم میں جا بجا بیان فرمائی ہے اس انداز سے حضور ﷺ کی شان کوئی انسان بیان کر ہی نہیں سکتا۔ اس طرح کی متعدد ایسی قرآنی آیات میں سے صرف چند آیات کا یہاں ترجمہ پیش کیا جا رہا ہے۔ جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب حضرت محمد ﷺ کی شان بیان فرمائی ہے تاکہ ان آیات کی روشنی میں آپ ﷺ کی عظمت اور مرتبہ کا صحیح اندازہ ہو سکے۔ اصل متن

Marfat.com

قرآن پاک میں دیکھ لیں۔ضیاء القرآن تفسیر پیر محمد کرم شاہ ازہری کے مطابق ہے۔

نمبر شمار	سورہ نمبر	نام سورہ	آیت نمبر	ترجمہ
1	3	آل عمران	32	آپ فرمائیے اطاعت اللہ کی اور اس کے رسول کی۔ پھر اگر وہ منہ پھیریں تو یقیناً اللہ تعالیٰ دوست نہیں رکھتا' کفر کرنے والوں کو۔
2	3	آل عمران	132	اور اطاعت کرو اللہ کی اور (رسول کریم) کی تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔
3		آل عمران	164	یقیناً بڑا احسان فرمایا اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر جب اس نے بھیجا ان میں ایک رسول انہیں میں سے پڑھتا ہے ان پر اللہ کی آیتیں اور پاک کرتا ہے اور سکھاتا ہے انہیں قرآن اور سنت اگرچہ وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔
4	4	النساء	14	اور جو نافرمانی کرے گا اللہ کی اور اس کے رسول کی اور تجاوز کرے گا اللہ کی (مقررہ) حدوں سے داخل کرے گا اسے آگ میں ہمیشہ رہے گا اس میں اور اس کے لئے عذاب ہے ذلیل کرنے والا۔

Marfat.com

5	4	النساء	59	اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اطاعت کرو اپنے ذی......رسول کی اور حاکموں کی جو تم میں سے ہوں، پھر اگر جھگڑنے لگو تم کسی چیز میں تو لوٹا دو اسے اللہ اور (اپنے) رسول (کے فرمان) کی طرف اگر تم ایمان رکھتے ہو اللہ پر اور روزِ قیامت پر یہی بہتر ہے اور بہت اچھا ہے اس کا انجام۔
6	4	النساء	64	اور نہیں بھیجا ہم نے کوئی رسول مگر اس لئے کہ اس کی اطاعت کی جائے۔ اللہ کے اذن سے اور اگر یہ لوگ جب ظلم کر بیٹھے تھے۔ اپنے آپ پر حاضر ہوتے آپ کے پاس اور مغفرت طلب کرتے اللہ تعالیٰ سے نیز مغفرت کرتا ان کے لئے رسول (کریم) بھی تو وہ ضرور پاتے اللہ تعالیٰ کو، بہت توبہ قبول فرمانے والا نہایت رحم کرنے والا

Marfat.com

7	4	النساء	65	پس (اے مصطفیٰ! تیرے رب کی قسم یہ لوگ مومن نہیں ہوسکتے یہاں تک کہ حاکم بنائیں آپ کو ہر اس جھگڑے میں جو پھوٹ پڑا ان کے درمیان۔ پھر نہ پائیں اپنے نفسوں میں تنگی اس سے جو فیصلہ آپ نے کیا اور تسلیم کرلیں دل وجان سے۔
8	4	النساء	69	اور جو اطاعت کرتے ہیں اللہ کی اور (اس کے) رسول کی تو وہ ان لوگوں کے ساتھ ہونگے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین اور کیا ہی اچھے ہیں یہ ساتھی۔
9	4	النساء	70	یہ محض فضل ہے اللہ تعالیٰ کا اور کافی ہے اللہ تعالیٰ جاننے والا،
10	4	النساء	80	جس نے اطاعت کی رسول کی تو یقیناً اس نے اطاعت کی اللہ کی اور جس نے منہ پھیرا تو نہیں بھیجا ہم نے آپ کو ان کا پاسبان بنا کر

Marfat.com

اور جو شخص مخالفت کرے (اللہ کی) رسولؐ کی اس کے بعد کہ روشن ہو گئی اس کیلئے ہدایت کی راہ اور چلے اس راہ پر جو الگ ہے مسلمانوں کی راہ سے تم ہم پھرنے دیں گے اسے جدھر وہ خود پھر آئے اور ڈال دیں گے اسے جہنم میں اور یہ بہت بری پلٹنے کی جگہ ہے۔	115	النساء	4	11
اے اہل کتاب! بیشک آ گیا ہے تمہارے پاس ہمارا رسولؐ ...... کھول کر بیان کرتا ہے۔ تمہارے لئے بہت سی ایسی چیزیں جنہیں تم چھپایا کرتے تھے' کتاب سے اور درگزر فرماتا ہے بہت سی باتوں سے۔ بے شک تشریف لایا ہے تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور اور ایک کتاب ظاہر کرنے والی	15	المائدہ	5	12
دکھاتا ہے اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ انہیں جو پیروی کرتے ہیں اسکی خوشنودی کی' سلامتی کی راہیں اور نکالتا ہے انہیں تاریکیوں سے اجالے کی طرف اپنی توفیق سے اور دکھاتا ہے انہیں راہِ راست	16	المائدہ	5	13

Marfat.com

14	8	الانفال	17	تم نے نہیں قتل کیا انہیں بلکہ اللہ نے قتل کیا انہیں اور (اے محبوب) نہیں پھینکی آپ نے (وہ مشتِ خاک) جب آپ نے پھینکی تا کہ احسان فرمائے مومنوں پر اپنی جناب سے بہترین احسان، بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا' جاننے والا ہے
15	9	التوبہ	61	اور کچھ ان میں سے ایسے ہیں جو (اپنی بد زبانی سے) اذیت دیتے ہیں نبی (کریم) کو اور کہتے ہیں یہ کانوں کا کچا ہے' فرمائیے وہ سنتا ہے جس میں بھلا ہے تمہارا' یقین رکھتا ہے اللہ پر اور یقین کرتا ہے مومنوں (کی بات پر) اور سراپا رحمت ہے' ان کیلئے جو ایمان لائے تم میں سے اور جو لوگ دکھ پہنچاتے ہیں اللہ کے رسول کو ان کے لئے دردناک عذاب ہے

Marfat.com

16	17	بنی اسرائیل	1	(ہر عیب سے) پاک ہے وہ ذات جس نے سیر کرائی اپنے بندے کو رات کے قلیل حصہ میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک بابرکت بنا دیا ہم نے جس کے گردونواح کو تاکہ ہم دکھائیں اپنے بندے کو اپنی قدرت کی نشانیاں' بے شک وہی ہے سب کچھ سننے اور سب کچھ دیکھنے والا۔
17	33	احزاب	56	بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس نبی مکرم پر، اے ایمان والو! تم میں بھی آپ پر درود بھیجا کرو اور بڑے (ادب ومحبت سے) سلام عرض کیا کرو۔
18	33	احزاب	57	بے شک جو لوگ ایذا پہنچاتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو اللہ تعالیٰ انہیں اپنی رحمت سے محروم کر دیتا ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اور اس نے تیار کر رکھا ہے ان کے لئے رسوا کن عذاب۔

تفسیر سورہ الاحزاب آیت نمبر 56 بمطابق ضیاء القرآن

اس آیت میں ہمیں بارگاہِ رسالت میں صلوٰۃ وسلام عرض کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ جس میں فعلِ صلوٰۃ (درود) کے تین فاعل ہیں۔ (1) اللہ تعالیٰ (2) فرشتے (3) اہل اسلام۔ جب اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تو اس کا معنی یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کی بھری

Marfat.com

محفل میں اپنے محبوب کریم ﷺ کی تعریف وثناء کرتا ہے اور جب اس کی نسبت ملائکہ کی طرف ہوتو صلوٰۃ کا معنی دعا ہے کہ ملائکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کے پیارے رسول کے درجات کی بلندی اور مقامات کی رفعت کے لئے دست بدعا ہیں۔ گرائمر کی رُو سے ان اللہ و ملائیکتہ کے معنی ہوں گے اللہ تعالیٰ ہمیشہ، ہر دم، ہر گھڑی اپنے نبی کریم پر اپنی رحمتیں نازل فرماتا رہتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے محبوب کریم ﷺ کی رفعت شان کے لئے دعائیں مانگتے رہتے ہیں تو اہل اسلام کے لئے بھی لازمی ہے کہ وہ حضور ﷺ پر درود اور سلام بھیجتے رہیں۔ یُصلون فعل مضارع ہے جس میں حال اور مستقبل کے معنی پائے جاتے ہیں۔ یعنی ابد تک صلوٰۃ اللہ اور اس کے فرشتے بھیجتے ہیں اور بھیجیں گے بلاناغہ، دوسری بات یہ ہے کہ فعل مضارع میں زمان ومکان کی بھی کوئی قید نہیں۔ کائنات کی ہر جگہ اور ہر گوشہ میں اور ہر وقت صلوٰۃ کا یہ سلسلہ جاری وساری ہے اس ضمن میں بعض حضرات کئی طرح کے اعتراضات کرتے ہیں جن پر توجہ نہیں دینی چاہئے۔ ہمیں اپنا کام جاری رکھنا چاہئے۔ نیز یہ کہ صلوا فعل امر ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اس آئیہ مبارکہ کی تلاوت کے بعد اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں درود وسلام پڑھنا لازمی ہے۔ درود ابراہیمی میں سلام کا ذکر نہیں اس لئے مومنین کو حکم ہے کہ تم دونوں کام کرو یعنی صلوٰۃ بھی اور سلام بھی۔ صل اللہ علی حبیبہ محمد وآلہ و اصحابہ وبارک وسلم۔

نمبر شمار	سورہ نمبر	نام سورہ	آیت نمبر	ترجمہ
19	48	الفتح	8	بے شک ہم نے بھیجا ہے آپ کو گواہ بنا کر (اپنی رحمت کی) خوشخبری سنانے والا (عذاب سے) بروقت ڈرانے والا تاکہ اے لوگو! تم ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور تاکہ

Marfat.com

				تم ان کی مدد کرو اور دل و جان سے انکی تعظیم کرو۔ اور پاکی بیان کرو اللہ کی صبح وشام
20	48	الفتح	10	عنقریب آپ سے عرض کریں گے وہ دیہاتی جو پیچھے چھوڑ گئے تھے' ہمیں بہت مشغول رکھا ہمارے مالوں اور اہل وعیال نے پس ہمارے لئے معافی طلب کریں۔ (اے حبیبؐ!) یہ اپنی زبانوں سے ایسی باتیں کرتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں آپؐ انہیں فرمایئے کون ہے جو اختیار رکھتا ہو تمہارے لئے اللہ کے مقابلے میں کسی چیز کا۔ اگر ارادہ فرمائے تمہارے لئے کسی ضرر کا یا ارادہ فرمائے تمہارے لئے کسی نفع کا' بلکہ اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کرتے ہو اس سے پوری طرح باخبر ہے۔
21	49	الحجرات	2	اے ایمان والو! نہ بلند کیا کرو اپنی آوازوں کو نبی (کریم) کی آواز سے اور نہ زور سے آپ کے ساتھ بات کیا کرو جس طرح زور سے تم ایک دوسرے سے باتیں کرتے ہو (اس بے ادبی سے) کہیں ضائع نہ ہو جائیں تمہارے اعمال اور تمہیں خبر تک نہ ہو

Marfat.com

22	58	المجادلہ	12

اے ایمان والو! جب تنہائی میں بات کرنا چاہو رسولؐ (مکرم) سے تو سرگوشی سے پہلے صدقہ دیا کرو۔ یہ بات تمہارے لئے بہتر ہے اور (دلوں کو) پاک کرنے والی ہے اور اگر تم (اس کی سکت) نہ پاؤ تو بے شک اللہ تعالیٰ غفور ورحیم ہے

تزویج خدیجہؓ: حضرت خدیجہؓ ایک معزز خاتون تھیں۔ ان کا سلسلہ نسب پانچویں پشت میں آنحضرتؐ کے خاندان سے ملتا ہے اور اس رشتہ کے لحاظ سے وہ آپؐ کی چچیری بہن تھیں۔ ان کی دو شادیاں پہلے ہو چکی تھیں۔ اب وہ بیوہ تھیں' چونکہ نہایت شریف النفس اور پاکیزہ اخلاق تھیں۔ جاہلیت میں لوگ ان کو طاہرہ کے نام سے پکارتے تھے۔ نہایت دولت مند تھیں۔ طبقات ابن سعد میں لکھا ہے کہ جب اہل مکہ کا قافلہ تجارت کو روانہ ہوتا تھا تو اکیلا ان کا سامان تمام قریش کے برابر ہوتا تھا۔

جناب رسول ﷺ کی عمر اب پچیس برس کی ہو چکی تھی۔ متعدد قومی کاموں میں آپؐ شریک ہو چکے تھے۔ تجارت کے کاروبار کے ذریعہ سے لوگوں کے ساتھ معاملات پیش آتے تھے۔ اس بنا پر آپؐ کے حسن معاملہ' راست بازی' صدق و دیانت اور پاکیزہ اخلاق کی عام شہرت ہو چکی تھی۔ یہاں تک کہ زبانِ خلق نے آپؐ کو امین کا لقب دے دیا تھا۔ حضرت خدیجہؓ نے ان اسباب کے لحاظ سے آنحضرتؐ کے پاس پیغام بھیجا کہ ''آپؐ میرا مال تجارت لے کر شام کو جائیں۔ جو معاوضہ میں اوروں کو دیتی ہوں آپؐ کو اس کا مضاعف (یعنی دوگنا) دوں گی۔'' آنحضرتؐ نے قبول فرمایا اور مالِ تجارت لے کر بصریٰ تشریف لے گئے۔

واپس آنے کے تقریباً تین مہینہ کے بعد حضرت خدیجہؓ نے آپؐ کے پاس شادی کا

Marfat.com

پیغام بھیجا۔ آپ کے والد کا انتقال ہو چکا تھا۔ لیکن ان کے چچا عمرو بن اسد زندہ تھے۔ عرب میں عورتوں کو یہ آزادی حاصل تھی کہ شادی بیاہ کے متعلق خود گفتگو کر سکتی تھیں۔ اور اس میں بالغہ نابالغہ کی قید نہ تھی۔ حضرت خدیجہؓ نے چچا کے ہوتے خود براہِ راست تمام مراتب طے کیے۔ تاریخ معین پر ابو طالب اور تمام رؤسائے خاندان جن میں حضرت حمزہؓ بھی تھے، حضرت خدیجہؓ کے مکان پر آئے۔ ابو طالب نے خطبۂ نکاح پڑھا اور پانسو طلائی درہم مہر قرار پایا۔

بعض روایتوں میں ہے کہ حضرت خدیجہؓ کے والد زندہ تھے اور ان کی موجودگی میں نکاح ہوا لیکن شراب میں مخمور تھے۔ جب ہوش میں آئے تو نکاح کا حال سن کر برہم ہوئے کہ یہ برابر کا جوڑ نہیں۔ لیکن یہ روایت صحیح نہیں۔ امام سہیلی نے بہ تصریح اور بدلیل ثابت کیا ہے کہ حضرت خدیجہؓ کے والد جنگِ فجار سے قبل انتقال کر چکے تھے۔

حضرت خدیجہؓ جس مکان میں رہتی تھی وہ آج بھی (حسب بیانِ مورخ طبری) انہی کے نام سے مشہور ہے۔ امیر معاویہؓ نے اس مکان کو خرید کر مسجد بنا دیا تھا۔

شادی کے وقت حضرت خدیجہؓ کی عمر چالیس برس کی تھی اور پہلے دو شوہروں سے دو صاحبزادے اور ایک صاحبزادی تھی۔ ان کے نام اور مفصل حالات آگے آئیں گے۔

آنحضرتؐ کی جس قدر اولاد ہوئی بجز حضرت ابراہیمؑ کے حضرت خدیجہؓ ہی کے بطن سے ہوئی ان کے حالات آگے تفصیل سے آئیں گے۔

Marfat.com

حضور نبی کریم ﷺ کی سب سے پہلی شادی

کے موقع پر ابو طالب اور ورقہ بن نوفل کا خطبہ نکاح

حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ دلہن بنی ہوئی ہیں اور جان آمنہؓ اور جگر گوشۂ عبداللہ حضرت محمد ﷺ دولہا بنے بیٹھے ہیں اور سرداران قریش مہمان و میزبان اس مبارک تقریب میں حاضر ہیں۔ حضرت ابو طالب نبی کریم ﷺ کے پیارے چچا خوشی سے پھولے نہیں سمارہے تھے اور آپ کی ازدواجی زندگی کا سب سے پہلا خطبہ نکاح اس طرح پڑھ رہے تھے۔

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے ہمیں حضرت ابراہیم کی اولاد اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی کھیتی، سعد کی نسل اور مضر کے عنصر سے پیدا کیا۔ اپنے گھر کا مجاور اور حرم کا نگہبان بنایا۔ ہمیں اس نے وہ گھر عنایت فرمایا۔ جس کا حج کیا جاتا ہے اور جو امن و آشتی کی آمجگاہ ہے ہم اس کا شکر ادا کرتے ہیں۔ جس نے لوگوں کو یہ فضیلت دی۔

اے لوگو! میرے بھتیجے محمد بن عبداللہ سے کون واقف نہیں ہے۔ بے شک آپ کے پاس مال نہیں ہے، لیکن مال ڈھلتی پھرتی چھاؤں ہے اور ایک عارضی چیز ہے۔ اے حاضرین تم محمد ﷺ کی قرابت کو جانتے ہو وہ خویلد کی بیٹی خدیجہؓ سے نکاح کرنا چاہتے ہیں۔ اور میرے مال سے بیس اونٹ مہر مقرر کرتے ہیں۔ خدا کی قسم میرا بھتیجا بڑی شان اور بزرگی والا ہے۔ جب ابو طالب کا خطبہ ختم ہوا تو ورقہ بن نوفل نے (جو حضرت خدیجہؓ کے چچازاد بھائی تھے) خطبہ پڑھا اس کا مضمون یہ ہے:

''حمد و ثناء خدا کے لئے جس نے ہمیں ویسا ہی بنایا جیسا کہ ابو طالب نے آپ سے ذکر کیا اور ہمیں وہ تمام فضیلتیں عطا فرمائیں جن کو شمار کیا گیا ہے، پس ہم لوگ تمام عرب کے

Marfat.com

پیشوا اور سردار ہیں' اور آپ لوگ تمام فضائل کے اہل ہیں کوئی جماعت آپ کے فضائل کا انکار نہیں کر سکتی' اور کوئی شخص آپکے فخر و شرف کو رد نہیں کر سکتا اور بے شک ہم لوگوں نے نہایت رغبت سے آپ کے ساتھ شامل ہونے کو پسند کیا۔'' پس اے قریش! گواہ رہو کہ خدیجہؓ بنت خویلد کو میں نے محمدؐ بن عبداللہ کی زوجیت میں دے دیا۔ چار سو مثقال حق مہر پر۔

ابو طالب نے فرمایا کہ اے ورقہ' عمر بن اسد موجود ہیں۔ میں بہتر سمجھتا ہوں کہ وہ بھی آپ کے بیان میں شامل ہوں۔ عمر بن اسد نے کہا کہ میں نے خدیجہؓ بنت خویلد کو محمد ﷺ بن عبداللہ کی زوجیت میں دیا' اس طرح سے ایجاب و قبول ہو گیا۔

نکاح کے وقت حضرت خدیجہؓ کی عمر 40 (چالیس) سال کی تھی' بیوہ تھیں اور اس سے قبل ان کے دو نکاح ہو چکے تھے۔ ایک ابی ہالہ بن زرارہ سے' اس سے دو اولادیں ہوئیں۔

ہند بن ابی ہالہ اور زینب بنت ابی ہالہ،

اس کے بعد عتیق بن عائذ مخزومی سے' اس سے بھی دو اولادیں ہوئیں تھیں۔ عبداللہ بن عتیق اور ایک لڑکی۔

خدیجہ محمد ﷺ کی رفیقہ حیات بن چکی ہیں۔ اس کی تنہائیوں میں محمد ﷺ کے میٹھے بول کوثر و تسنیم کی لہریں بن چکے ہیں۔ ان کے قلب و جگر کی ویرانیاں محمد ﷺ کے ارتباط و اختلاط سے مہک اٹھی ہیں اور محبت کی بھینی بھینی خوشبو سے دونوں مسرور ہیں۔ خدیجہؓ نے بھی اپنا تن من دھن سب محمد ﷺ کے قدموں میں نچھاور کر دیا ہے۔

محمد ﷺ نے کاشانہ خدیجہؓ کو اپنا مسکن بنا لیا ہے۔ خدیجہؓ کا گھر اب محمد ﷺ کا گھر بن چکا ہے اور پھر یہ گھر ایسا مثالی گھر بن چکا ہے کہ جس سے اولادِ آدم کے لئے سورج کے تاریک اور چاند کے بے نور ہونے تک روشنی ملتی رہے گی۔ شہر مکہ کو اس گھر پر ناز ہے۔ اہل مکہ اسے رشک کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں اور دکھ درد کی گھڑیوں میں اس گھر کی طرف لپکتے ہیں۔

Marfat.com

خدیجہؓ کے کم سن بیٹے ابو ہالہ محمد کی شفقت سے مسرور ہیں۔ لونڈی غلام ان کی عقیدت سے معمور ہیں اور یوں زندگی کا یہ قافلہ شاداں وفرحاں اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہے۔

جب اس مقدس ترین جوڑے کی عائلی زندگی کے دو ڈھائی سال گزر گئے تو اللہ تعالیٰ نے فرزند سعید سے نوازا جس کا اسم گرامی قاسمؓ رکھا گیا اور محمد ﷺ ابوالقاسم کہلائے۔

قاسمؓ کا متبسم اور چاند سا مکھڑا اس کاشانے کے لئے خوشیوں کا گہوارہ بن چکا تھا، کبھی مقدس والدین اپنے بیٹے کی بلائیں لیتے تو کبھی لوریاں دیتے۔ کس چاؤ اور ناز ونعم سے قاسم کی پرورش ہوئی اس کا لطف اس ماں سے پوچھئے جس کی آخری عمر کی اولاد ہو، اس باپ سے پوچھئے جسے جوانی میں پہلے پہل اولاد نرینہ عطا کی گئی ہو۔

کاشانہ محمد ﷺ میں مسرت وشادمانی کی بہاریں آئی ہوئی تھیں۔ ربوبیت کی گرم جوشیاں تھیں اور امیدوں کی ہماہمی تھی۔ قاسمؓ کو لڑکھڑاتے ہوئے چلتا دیکھ کر محمد ﷺ اور خدیجہؓ کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔

لیکن یہ کیا ہوا کہ خوشی اُداسی میں تبدیل ہونے لگی۔ لوریاں دعائیں بن گئیں۔ کیونکہ پیارا قاسم بیمار پڑ چکا ہے اور والدین کی انتہائی کوششوں کے باوجود کاشانہ محمدی ﷺ کا یہ چراغ گل ہو گیا۔ شاید رب محمدی ﷺ نے پسر کی جدائی کا صدمہ دے کر سینۂ محمد ﷺ میں گداز پیدا کرنا تھا اور یہ تسلیم ورضا جو آخر تک ایسی خوشگوار اور سنگت ومحبت کی آئینہ دار رہی کہ اس کی کہیں مثال نہیں ملتی۔

Marfat.com

حصہ پنجم

Marfat.com

Marfat.com

امہات المومنین

ازواج النبی ﷺ کے جداگانہ حالات

حالات ام المومنین خدیجۃ الکبریٰؓ

خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزی بن قصی قریشیۃ الاسدیۃ ان کے والد خویلد عرب کے مشہور تاجر اور قریش میں معزز و نامور تھے۔ ان کی والدہ کا نام فاطمہ بن زائدہ تھا۔ اس کا سلسلہ نسب بھی نبی ﷺ کے ساتھ لوی میں شامل ہو جاتا ہے۔ حضرت خدیجہؓ کے چچا عمرو بن اسد نے ان کا نکاح نبی ﷺ سے کیا۔ مہر کے 6 اونٹ مقرر ہوئے تھے اس وقت حضرت خدیجہؓ کی عمر 40 سال اور نبی ﷺ کی عمر 25 سال کی تھی۔

ان کا پہلا نکاح عتیق بن عائذ مخزومی سے ہوا تھا' اس سے کچھ اولاد نہیں ہوئی۔ اس کے فوت ہو جانے کے بعد دوسرا نکاح ابو ہالہ ھند بن بناش تمیمی سے ہوا تھا۔

نبی ﷺ کا یہ پہلا نکاح تھا۔ اس نکاح کی درخواست حضرت خدیجہؓ ہی کی جانب سے کی گئی تھی۔ نکاح کے بعد نبی ﷺ فکر معیشت سے آزاد ہو کر ذکر و فکر ربانی میں ہمہ تن مصروف ہو گئے تھے۔ پانی کی مشک اور ستوں کی تھیلی لے کر غار حراء میں عبادت کیا کرتے۔ حضور کی واپسی تک طاہرہ خدیجۃ الکبریٰ ستو تیار کر چھوڑتیں۔

حضرت خدیجہؓ کا لقب جاہلیت میں بھی طاہرہ تھا۔ یہ اسلام میں سب سے پہلے داخل ہوئیں۔ ان پر کسی مرد یا عورت کو تقدم فی الاسلام حاصل نہیں۔ جب نبی ﷺ نے ان سے نزول وحی کا ذکر کیا تو مشکلاۃ نبوۃ پر غور کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا "لقد خشیت علی نفسی"۔ مجھے

Marfat.com

اپنی جان کا اندیشہ ہے۔ حضرت خدیجہؓ نے جواب میں عرض کیا'' کلا واللہ ما یخزیک اللہ ابدا انک تصل الرحم وتحمل الکل وتکسب المعدوم وتقری الضیف وتعین علی نوآئب الحق''، یعنی آپ کی دانشمند (حیات نے تسلی دیتے ہوئے عرض کیا کہ یہ اندیشہ آپ ہرگز نہ کریں۔ بخدا آپ کو اللہ تعالیٰ کبھی رسوا نہیں کرے گا اس لئے کہ: (1) صلہ رحمی آپ کا شیوہ ہے۔ (2) لوگوں کا بوجھ آپ برداشت کرتے ہیں۔ (3) ناداروں کی امداد کرتے ہیں۔ (4) مہمانوں کی خاطر تواضع آپ کا شعار ہے۔ (5) مصیبت کے وقت لوگوں کی امداد کرنا آپ کا طریقہ ہے۔ اس کے بعد حضرت خدیجہؓ نے مزید انشراح صدر اور طمانیت قلب خود کیلئے یہ کیا کہ نبی ﷺ کو اپنے چچیرے بھائی، ورقہ بن نوفل بن اسد کے پاس لے گئیں ورقہ عیسائی تھا اور الٰہیات کا بڑا عالم تھا۔ خدیجہؓ نے نبی ﷺ سے عرض کیا کہ حضور ان کو وہ واقعہ سنا دیں۔ نبی ﷺ نے جبریل کے آنے اور وحی پہنچانے کا حال اسے بھی سنا دیا۔ اس نے اقرار کیا کہ یہ وہی ناموس اکبر ہے جو موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوا کرتا تھا۔

نبی کریم ﷺ نے تمام دنیا و آخرت کی چار برگزیدہ عورتوں میں سے ایک حضرت خدیجہؓ کو شمار کیا ہے۔ حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ ایک دفعہ نبی ﷺ نے حضرت خدیجہؓ کی تعریف ان الفاظ میں فرمائی۔

1- وہ مجھ پر ایمان لائی جب کہ اوروں نے کفر اختیار کیا۔

2- اس نے میری تصدیق کی جب کہ اوروں نے مجھے جھٹلایا۔

3- اس نے اپنے مال میں مجھے شریک کیا جب کہ اوروں نے مجھے کسب مال سے روکا۔

4- خدا نے مجھے اس کے بطن سے اولاد دی جبکہ کسی دوسری بیوی سے نہیں ہوئی۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ایک بار حسانہ مزنیہ نبی ﷺ سے ملنے آئی۔ نبی ﷺ

Marfat.com

نہایت مہربانی سے اُس کا حال دریافت فرماتے رہے اور پوچھتے رہے کہ ہمارے بعد تمہارا کیا حال رہا۔ وہ چلی گئی تو میں نے پوچھا کہ یہ بڑھیا کون تھی۔ جس سے ایسی عنایت سے حضور باتیں فرماتے رہے۔ فرمایا' خدیجہؓ کی سہیلی ہے۔ اسے خدیجہؓ کے ساتھ بہت محبت تھی۔

امام محمدؒ بن اسماعیل بخاریؒ نے اپنی صحیح کے باب تزویج النبیؐ خدیجہؓ وفضا میں بروائت ابو ہریرہؓ روایت کی ہے

ترجمہ: جبریل نبی ﷺ کی خدمت میں آئے کہا ابھی خدیجہ حضور کے پاس ایک برتن جس میں کچھ کھانے پینے کی چیز ہے۔ لیکر حاضر ہوتی ہیں آپ ان سے رب العالمین کا سلام نیز میرا سلام کہہ دیجئے اور ان کو ایک ایوان جنت کی بشارت دید یجئے۔ جو خالص مروارید سے ہوگا جس کے اندر کوئی رنج والم نہیں۔

فرزندان خدیجہؓ الکبریٰ

ھالہ، اور طاہر، اور ھند، حضرت خدیجہؓ کے فرزند، ابو ہالہ سے ہیں یہ تینوں صحابی ہیں۔

1- ھالہ بن خدیجہؓ الکبریٰ کا ذکر صحیح بخاری میں آیا ہے کہ انہوں نے رسول ﷺ سے اندر حاضر ہونے کیلیئے اذن چاہا۔ تو حضور ﷺ نے نام سنکر فرمایا "اللھم ھال" ہالہ کے فرزند کا نام ہند تھا اور وہ اپنے باپ سے روایت بھی رکھتے ہیں۔

2- طاہر بن خدیجہؓ الکبریٰ کو نبی ﷺ نے ایک ربع یمن کا حاکم مقرر فرمادیا تھا اور انتقال نبوی ﷺ تک یہ بدستور برسر حکومت تھے۔ ان کی حکومت میں قبائل عک اور اشعرئین تھے۔ وفات نبوی کے بعد یمن میں ہی قبائل سب سے پہلے مرتد ہوئے۔ ابو بکر صدیقؓ نے طاہر کو ان سے قتال کرنے کا حکم دیا۔ طاہر نے بمعیت مسروق بن الاجدع لشکر کشی کی اور فتح عظیم حاصل ہوئی جس سے فتنہ فوراً دب گیا۔ اس واقعہ کے متعلق طاہر کے مندرجہ ذیل اشعار ہیں،

Marfat.com

ترجمہ:

بخدا اگر خدا ہی کی مدد نہ ہوتی تو ان فسادی گروہوں کو ریگستان میں شکست نہ دی جا سکتی۔ میری آنکھوں نے ایسا کوئی گروہ نہیں دیکھا جیسا کہ میں نے سر راہ ان خبیث گروہوں کو دیکھا تھا۔ ہم نے ان پہاڑوں کی بلند اور ڈھانپ لینے والی چوٹیوں اور صاف زمین پر قتل کیا۔ ہم نے ان کے مال وزر پر جنگ میں قوت سے قبضہ حاصل کیا اور رشوت وشغب کی طرف متوجہ نہ ہوئے۔

3- ھند بن خدیجہ الکبریٰؓ، یہ آنحضرت ﷺ کے ربیب (پروردہ ہیں) جنگ جمل میں حضرت علی مرتضیٰؓ کی جانب تھے اور وہیں شہید ہوئے۔

ہند فصاحت و بلاغت میں مسلمہ تھے اور وصاف النبی مشہور تھے۔ نبی ﷺ کا حلیہ نہایت خوبی اور صحت سے بیان کیا کرتے تھے۔

4- ھند بن ہند کا انتقال بصرہ میں ہوا۔ ان دنوں طاعون کا زور تھا اور وہ لوگ اپنے اپنے مردوں کی تجہیز و تکفین میں مصروف تھے۔ انکی چارپائی اٹھانے والے صرف چار آدمی تھے۔ ایک عورت نے یہ دیکھا اور واہند بن ہنداہ وا ابن ربیب رسول اللہ کا نعرہ لگایا جسے سن کر تمام لوگ اپنے اپنے مردوں کو چھوڑ کر ان کے جنازہ پر جمع ہو گئے اور دن بھر تمام بازار بند رہے۔

اقارب: حضرت خدیجہ الکبریٰ کی ایک بہن ہالہ بنت خویلد تھیں جو صحابیہ تھیں۔ ان کے فرزند ابو العاص بن ربیع ہیں جو سیدہ زینب کے شوہر اور نبی ﷺ کے اولین داماد ہیں۔ ایک بہن کا نام رقیقہ ہے۔ جنکی بیٹی امیمہ بنت عبد صحابیہ ہیں۔ امیمہ سے روایت حدیث انکی بیٹی حکیمہ اور محمدؒ بن المنکدر رنے کی ہے۔ عوام حضرت خدیجہؓ کے برادر حقیقی ہیں۔ اونکے فرزندؒ زبیر بن العوام (جو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں) اور سائب بن العوام حضرت خدیجہؓ کے حقیقی

Marfat.com

بھتیجے ہیں۔

اولاد النبی: طاہرہ خدیجہؓ کے بطن اطہر سے جو اولاد نبی کی ہوئی اس کا ذکر اولاد نبوی کی ذیل میں درج ہے۔ حضرت خدیجہؓ کا انتقال رمضان 10 نبوت کو مکہ معظمہ میں ہوا۔ بیت النبی ﷺ میں انکی مدت قیام 24 سال 6 ماہ یا 25 سال ہے۔

آلِ النبی ﷺ

نبی ﷺ کے فرزندان نرینہ تین اور دختران طاہرہ چار ہیں ہر ایک کا جداگانہ مختصر حال تحریر کیا جاتا ہے

(الف) ابناء النبی ﷺ

1- قاسمؑ

پہلے مولود ہیں۔ جو نبی ﷺ کے گھر میں خدیجہ طاہرہ سے پیدا ہوئے۔ پاؤں پر چلنا سیکھ گئے تھے کہ رہ گرائے عالم جاودانی ہوئے۔

نبی ﷺ کی کنیت "ابوالقاسم" ان ہی کے نام پر ہے۔ احادیث صحیحہ میں ہے کہ نبی ﷺ منع فرمایا کرتے تھے کہ کوئی شخص حضور کے نام اور کنیت کو اپنے لئے جمع کرے۔ اور ابو القاسم محمد کہلائے۔ بعض نے اس کو زمان نبوی سے مختص قرار دیا ہے۔

2- عبداللہؓ

انہی کا لقب طیب و طاہر ہے۔ مکہ معظمہ میں بعثت نبوۃ کے بعد پیدا ہوئے تھے مکہ معظمہ ہی میں وفات پائی۔

انہی کی وفات پر سورہ کوثر کا نزول ہوا تھا۔ کفار سمجھتے تھے کہ فرزند نرینہ کے نہ بچنے سے اب کوئی محمد کا نام لیوا نہیں رہا۔ ان کو معلوم نہ تھا کہ زبور 17 -45 حضور ہی کی ثناء میں ہے

Marfat.com

''میں ساری پشتوں کو تیرا نام یاد دلاؤں گا پس سارے لوگ ابدالا آباد تیری ستائش کریں گے'' زبور 72-17، بھی حضور ہی کی شان میں ہے ''اس کا نام ابد تک باقی رہے گا جب تک کہ آفتاب رہے گا اس کا نام رواج رہے گا۔ لوگ اس کے باعث اپنے تئیں مبارک کہیں گے ساری قومیں اسے مبارک باد دینگی'' زبور 72-15، بھی حضور ہی کی شان میں ہے ''اس کے حق میں سدا دعا ہوگی، ہر روز اسکی مبارک باد کہی جاویگی''۔

انہی بشارت صحف سابقہ اور اعلان قرآن مبین کا اثر ہے کہ ان کافروں کے جن کو اپنی کثرت اولاد کا غرور تھا۔ آج کوئی بھی نام نہیں لیتا۔ بلکہ انکی نسل کا کوئی بچہ بھی اپنی نسبت وہاں تک نہیں پہنچاتا۔ لیکن حضور کا ذکر خیر اور اسم ہمایوں اذان وتکبیر' تشہد وصلوٰۃ' درود وکلمہ طیب میں زبانوں پر جاری اور دلوں پر حاوی ہے۔

3-ابراہیمؑ

مدینہ منورہ میں ماریہ خاتون کے بطن سے پیدا ہوئے۔ ولادت کی اطلاع ابورافع نے جو سلمی دایہ کا شوہر تھا۔ نبی ﷺ کے حضور میں پہنچائی تھی۔ حضور نے اسے ایک غلام عطا فرمایا اور بچہ کا نام اپنے والد بزرگوار خلیل الرحمٰن ﷺ کے نام پر ''ابراہیم'' رکھا۔ ام بردہ بنت المنذر بن زید الانصاری نے جو برا بن اوس انصاری کی زوجہ ہیں ان کو دودھ پلایا۔ نبی ﷺ نے ام بردہ کو ایک قطعہ نخلستان عطا فرمایا تھا۔ سیدنا ابراہیم کے ابھی ایام رضاعت باقی تھے کہ حوریان فردوس کی چھاتیوں کا شیر پینے کو خلد بریں جا سدھارے۔

نبی ﷺ نے جب آخری وقت میں ان کو دیکھا تو وہ سانس چھوڑ رہے تھے حضور نے ان کو گود میں اٹھایا اور زبان سے فرمایا۔

ترجمہ: ابراہیم حکم الٰہی کے سامنے ہم تیرے کس کام آسکتے ہیں۔

پھر ارشاد فرمایا:

Marfat.com

ترجمہ: ہم جانتے ہیں کہ موت تو امر حق اور وعدہ صدق ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ پیچھے رہ جانے والے بھی پہلے جانے والوں کے ساتھ جاملیں گے اگر ایسا نہ ہوتا۔ تب ہم ابراہیمؑ کا الم اس سے بھی زیادہ کرتے۔ آنکھ میں نم ہے، دل میں غم ہے، مگر ہم کوئی بات ایسی نہ کہیں گے جو رب کو ناپسند ہو۔

اتفاق یہ ہوا کہ جس روز سیدنا ابراہیم کا انتقال ہوا۔ اسی روز سورج گرہن بھی ہوا۔ قدیم عرب کا اعتقاد تھا کہ کسوف وخسوف کسی بڑے آدمی کی موت سے ہوا کرتا ہے۔ اب اس واقعہ پر کچھ کچھ مسلمان بھی کہنے لگے کہ سورج ابراہیمؑ ہی کی موت سے گھنایا گیا۔ نبی ﷺ نے یہ سنا تو یہ خطبہ دیا۔

ترجمہ: سورج، چاند، کسی بھی انسان کی موت سے نہیں گھناتے۔ وہ تو اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں جب تم گہن دیکھو تو نماز پڑھا کرو۔

انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں

ترجمہ: ابراہیمؑ سے پنگوڑا ابھرا ابھرا نظر آتا تھا اگر وہ زندہ رہتا تو نبی ہوتا، مگر زندہ کیسے رہتا، ہمارے نبی محمد رسول ﷺ تو آخرین نبی ہیں۔

ابن ابی اوفیؓ کے الفاظ ہیں:

ترجمہ: وہ بچپن ہی میں مرگیا، اگر تقدیر الٰہی میں یہ ہوتا کہ محمد ﷺ کے بعد بھی کوئی نبی ہو، تو وہ زندہ ضرور رہتا۔ لیکن حضور ﷺ کے بعد تو کوئی بھی نبی نہیں۔

سیدنا ابراہیمؑ کی والدہ ماریہ خاتون تھیں جو قبطی نسل سے تھیں۔ جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہم عصر شاہ مصر نے ہاجرہ خاتون کو پیش کیا تھا۔ اسی طرح نبی ﷺ کے ہم عصر شاہ مصر نے ماریہ خاتون کو خدمت نبوی میں بھیجا۔ اس مثال میں فرق ہے تو اس قدر کہ حضرت ابراہیم کا ہم عہد بت پرست و جبار تھا اور نبی ﷺ کا ہم عصر ایک پابند مذہب عیسائی

Marfat.com

اور مصر، ان دنوں میں عسائیت کی تحقیقات میں بہت منہمک تھا۔ اس واقعہ سے وہ پیشن گوئی پوری ہوئی جو داؤد علیہ السلام کی معرفت دی گئی تھی۔

دو بادشاہوں کی بیٹیاں تیری عزت والیوں میں ہیں۔ ملکہ اوفیر کی سونے سے آراستہ ہو کے تیرے داہنے ہاتھ کھڑی ہے۔" زبور 45-9 نیز یہ۔

بشارت پوری ہوئی۔ وو ترسیس اور جزیروں کے سلاطین نذریں لاویں گے اور سبا اور سیبا کے بادشاہ ہدیے گزرانیں گے" زبور 72-10۔

یہ یاد رکھنا چاہئے کہ واقدی نے اور واقدی کی روایت سے ابن سعد نے ولادت ابراہیم 8ھ اور وفات 10 ربیع الاوّل ۱۰ھ تحریر کی ہے اس پر ان کا بھی اتفاق ہے کہ یوم وفات کو سورج گرہن تھا۔"

روایات بالا میں ولادت کا ماہ و سال اور علی ہذا وفات کی تاریخ اور مہینہ سب غلط ہیں۔ صحیح صرف اس قدر ہے کہ 10ھ میں وفات ہوئی اور اس روز کسوف شمس تھا۔ مواہب لدنیہ میں 10ھ کے ساتھ تاریخ 28 یا 29 غالباً بتلائی گئی ہے، مگر مہینہ کا تعین پھر غلط کیا گیا۔ نبی ﷺ نے کسوف کو "ایۃ من الایات" فرمایا ہے۔ پس مورخ کیلئے بھی یہ واقعہ از برائے تصحیح تاریخ ایک آیت ہے۔ حساب لگایا گیا تو 10ھ کا سورج گرہن 29 شوال بروز دوشنبہ مطابق 28/30 جنوری 632 ثابت ہوا۔ انڈین کرونالج اور انڈین اے رار کنگھم اور انڈین کلینڈر رابرٹ سیول نے بھی یہی تاریخ اس گرہن کی تسلیم کی ہے۔ ہندوستان میں اس روز 28 شوال تھی۔ عرب کے حساب سے 29 ہو سکتی ہے اور اسی کو محمود پاشا فلکی نے اپنے رسالہ نتائج الافہام مطبوعہ مصر 1305ھ کے ص 10 پر اختیار کیا ہے، اب کہ تاریخ وفات 29 شوال 10ھ متحقق ہو گئی تو امام بخاریؒ کی روایت عن عائشہ صدیقہؓ اور مسند امام احمدؒ کی روایت عن جابرؓ پر بھی غور کر لینا چاہئے۔ صحیح بخاری میں عمر 17 یا 18 ماہ اور مسند میں پورے

18 ماہ بیان کی گئی ہے۔ پس ان روایات صحیحہ سے زمانہ ولادت متعین کر لینا چاہئے۔ 18 ماہ پہلے کے شہور کو شمار کر جاؤ۔ جمادی الاول 9 ھ آئے گا۔ یہی مہینہ ولادت سیدنا ابراہیمؑ کا ہوا۔ اس تحقیقات سے دیگر سب مختلف روایتوں کا ضعف نمایاں ہو جاتا ہے جو سیدنا ابراہیم کی عمر اور تاریخ ولادت اور تاریخ وفات کے متعلق ہیں۔

صحیح مسلم کی حدیث عن انسؓ میں ہے کہ سورۂ کوثر کا نزول ان کے سامنے ہوا تھا۔ اس حدیث کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ سورۂ کوثر کا نزول مکرر مدینہ طیبہ میں بھی ہوا اور اس کا وقت غالباً وفات سیدنا ابراہیمؑ کا زمانہ ہی ہو سکتا ہے۔

ابراہیم علیہ السلام کی وفات پر منصب نبوۃ کی شان دیکھو۔ سانس چھوڑتے بچہ کو گود میں اٹھایا تو لانغنی عنک شیئاً یہ کیسی زبردست تعلیم توحید دی ہے۔

موت پر صبر کیلئے کیسی عجیب دلیل امر صدق، وعدحق اور الحاق آخر بہ اوّل کی فرمائی ہے پھر دلی رنج اور رضائے الٰہی کا ذکر فرما کر انسان کی کمزوری اور ایمان کی طاقت وقوت کا بیان فرمایا ہے۔

ذرا غور کرو کہ اصلاح عقیدۂ مردم کا فرض کس قدر جلد غم فرزند پر غالب آ جاتا ہے اور نبی ﷺ کیسی سرعت و آمادگی سے وعظ و نصیحت میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ جب کہ عام طور پر ایسی سوانح و مصائب میں لوگ اپنے آپ کو غم زدہ تصور کر کے بصورت ماتم بیٹھ جایا کرتے ہیں۔

(ب) بنات النبی ﷺ

نبی ﷺ کی بیٹیاں چار ہیں۔ چاروں خدیجہ الکبریٰ کے بطن طاہرہ سے ہیں اور سب کی ولادت مکہ معظمہ میں ہوئی۔

1- زینبؓ، جو قاسمؓ سے چھوٹی اور دیگر اولاد النبی سے بڑی ہیں۔

Marfat.com

2- رقیہؓ جو زینب سے چھوٹی ہیں۔

3- ام کلثومؓ جو رقیہ سے چھوٹی ہیں۔

4- فاطمہؓ جو ام کلثوم سے چھوٹی ہیں۔

یہ امر قرآن المجید ہی سے ثابت ہے کہ نبی ﷺ کی بیٹیاں 3 یا 3 سے زیادہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یاایھا النبی قل لازواجک وبناتک ونساء المومنین۔ (احزاب ع 8) آیت بالا نے عہد نبوی کی مؤمنات کو تین اقسام پر منقسم فرمایا ہے۔ (1) ازدواج النبی۔ (2) بنات النبی۔ (3) نساء المومنین۔ یہ مسلمہ ہے کہ لفظ بنات جمع بنت کی ہے۔ اور عربی زبان میں صیغہ جمع دو سے اوپر کے لئے ہے۔

اب یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے اسی سورۂ احزاب میں پھر یہ بھی فرمان دیا ہے۔

ادعوھم لا باءھم ھواقسط عنداللہ

ترجمہ: ان کو ان کے باپوں کی نسبت سے پکارا کرو۔ یہی بات اللہ تعالیٰ کے نزدیک سچ اور انصاف کی ہے۔

یہ حکم ایسے اشخاص کے متعلق ہے جن کو لوگ ان کے اصلی باپوں کے سوا کسی دیگر تربیت کنندہ کی ابیت کی نسبت دے کر بلایا کرتے تھے۔

یہ امر سچ اور انصاف سے بعید ہوتا۔ کہ اللہ عزوجل نے خود ہی تو احزاب کے رکوع اول میں یہ حکم دیا کہ ہر ایک کو اس کے اصلی باپ سے منسوب کیا کریں اور پھر اللہ تعالیٰ ہی جو اصدق الصادقین ہے اسی سورہ قرآنی کے آٹھویں رکوع میں ایسی لڑکیوں کو نبی ﷺ کی بیٹیاں بتلاتا۔ جو دراصل حضور کے خون سے نہ تھیں۔ حالانکہ قرآن مجید کے کلام الٰہی ہونے کی دلیل و برہان یہ فرمائی گئی ہے کہ اس میں اختلاف نہیں پایا جاتا۔

Marfat.com

اس کلام محکم پر یہ قیاس نہیں چل سکتا کہ شاید بیویوں کی بیٹیوں کو مجازاً بنات کہہ دیا گیا ہو۔ کیونکہ حقیقت کے سامنے مجاز کی کیا وقعت ہے اور منطوق الٰہی کے سامنے قیاس انسانی کی کیا منزلت۔

معہذا عربی زبان ایسی وسیع ہے کہ بیویوں کی بیٹیوں کے لئے الگ لُغت موجود ہے۔ خود قرآن پاک نے ایسی لڑکیوں کے لئے لفظ ربائب کا استعمال کیا ہے۔ لفظ بنات نہیں۔ الغرض کلام اللہ کے لفظ بنا تک نے علماء نسب کی تحقیقات کی تصدیق فرما دی ہے۔

اب ہم ہر ایک بنت النبیؐ کا جداگانہ ذکر کرتے ہیں۔

1- سیدہ زینبؓ

جب سیدہ زینب پیدا ہوئیں تو اس وقت نبی ﷺ کی عمر مبارک 30 سال کی تھی۔ ان کا نکاح مکہ ہی میں ابو العاص بن ربیع بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی سے ہوا تھا۔ ابوالعاص کی والدہ ہالہ بنت خویلد حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی سگی بہن ہیں یہ نکاح حضرت خدیجہؓ کے سامنے ہوا تھا۔

سیدہ زینبؓ اپنی والدہ کے ساتھ ہی داخل اسلام ہو گئی تھیں۔ مگر ابوالعاص کا اسلام بہت تاخیر میں رہا۔ جنگ بدر میں ابوالعاص قریش کی جانب تھے۔ انکو عبداللہ بن جبیر بن نعمان انصاری نے اسیر کیا تھا۔ سیدہ زینب نے ان کے فدیہ میں اپنا وہ ہار بھیجا تھا۔ جو خدیجۃ الکبریٰ نے بیٹی کو جہیز میں دیا تھا۔

ابتدائے ایام نبوت میں کافران مکہ نے ابوالعاص کو بہت اکسایا کہ وہ زینبؓ کو طلاق دے دے۔ مگر اس نے ہمیشہ انکار ہی کیا۔ ایک موقعہ پر نبی ﷺ نے ابوالعاص کے اس فعل کو توصیف شکر گزاری کے ساتھ فرمائی تھی۔

ابوالعاص نے اسیری بدر سے رہائی پاتے وقت نبی ﷺ سے وعدہ کر لیا تھا۔ کہ سیدہ

Marfat.com

زینب کو ہجرت کی اجازت دے دیگا۔ چنانچہ سیدہ اپنے والد مکرم کی خدمت اقدس میں پہنچ گئیں۔ سفر ہجرت میں سیدہ زینب کی مزاحمت ہبار بن الاسود نے نیزہ تان کر کی تھی۔ اس صدمہ سے ان کا حمل ساقط ہو گیا تھا۔ نبی ﷺ نے ان کی منقبت میں فرمایا ہے۔ ھی افضل بناتی اصیبت فی،

ترجمہ: وہ میری بیٹیوں میں افضل ہے میرے لئے اسے مصیبت پہنچی۔

ابو العاص کو سیدہ زینب سے بہت محبت تھی۔ ان کی مدح میں ابو العاص کے یہ دو شعر ہیں۔

ترجمہ: مجھے زینب یاد آتی ہے تو میں نے کہا کہ حرم کا ہر ایک باشندہ سرسبز و شاداب رہے۔ زینب تو امین کی بیٹی ہے صالحہ ہے اور ہر ایک شوہر اپنی ایسی بیوی کی تعریف ہی کرے گا۔ جیسے اوصاف تعریف ہی کرے گا جیسے اوصاف کہ مجھے معلوم ہیں۔

ابو العاص 6ھ میں تجارت کے لئے شام گئے تھے۔ اس وقت قبیلہ قریش مسلمانوں کا فریق جنگ تھا۔ اس لئے ابو بصیر و ابو جندل کے ہمراہی مسلمانوں نے جو اسلام لانے کے جرم میں قریش کی قید میں رہ چکے تھے۔ اور اب سرحد شام پر ایک پہاڑ پر جا گزین تھے۔ اس قافلہ کا تمام سامان ضبط کر لیا۔ مگر ابو العاص کو گرفتار نہ کیا۔ ابو العاص وہاں سے سیدھا مدینہ طیبہ پہنچا۔ نماز صبح کے وقت مسجد میں سیدہ زینب کی یہ آواز مسلمانوں کے کان میں پڑی۔

''انی قد اجرت ابا العاص بن الربیع'' میں ابو العاص بن ربیع کو پناہ دیتی ہوں۔

یہ آواز اس وقت سنی گئی جب مسلمان نماز میں داخل ہو چکے تھے۔ نماز سے فارغ ہوئے تو نبی ﷺ نے فرمایا۔ لوگو! تم نے بھی کچھ سنا جو میں نے سنا ہے سب نے عرض کی ہاں فرمایا:

ترجمہ: بخدا مجھے اس سے پہلے کچھ بھی علم نہ تھا۔ میں نے یہ آواز تمہارے ساتھ ہی سنی

Marfat.com

ہے اور پناہ دینے کا حق تو ہر ادنیٰ مسلمان کو بھی حاصل ہے۔

پھر نبی ﷺ گھر میں بیٹی کے پاس گئے اور اسے فرمایا:

ترجمہ: بیٹی ابو العاص کو عزت سے ٹھہراؤ۔ خود اس سے الگ رہو تو اسے حلال نہیں۔

سیدہ زینب نے عرض کیا کہ وہ تو اپنے قافلہ کے مال کی واپسی کیلئے آیا ہے۔ تب نبی ﷺ نے لوگوں میں یہ تقریر فرمائی۔

ترجمہ: اس شخص کا جو تعلق ہم سے ہے وہ تم جانتے ہی ہو۔ تم کو اس کا مال ہاتھ لگ گیا ہے اور وہ داد الٰہی ہے۔ مگر میں پسند کرتا ہوں کہ تم اس پر احسان کرو اور مال واپس کر دو۔ لیکن اگر تم کو اس سے انکار ہو تو میں سمجھتا ہوں کہ تم زیادہ حق دار ہو۔

لوگوں نے سارا مال حتیٰ کہ اونٹ کے نکیل کی رسی بھی۔ واپس کر دی۔ ابو العاص سارا مال لے کر مکہ پہنچا اور ہر ایک شخص کی ذرا ذرا چیز ادا کر دی۔ پھر دریافت کیا کہ کسی شخص کا کچھ رہ گیا ہو۔ تو بتلا دے سب نے کہا خدا تجھے جزا دے۔ خیر دے۔ تم تو وفی و کریم نکلے۔ تب ابو العاص نے کلمہ شہادت پڑھا اور فرمایا کہ اب تک مجھے یہی خیال اسلام سے روکتا رہا کہ کوئی شخص مجھے مال مار لینے کا الزام نہ دے۔ اب میری ذمہ داری نہ رہی تو میں خلعت اسلام سے ملبس و مزین ہوتا اور مدینہ کو روانہ ہوتا ہوں۔ وہ مدینہ پہنچے تو نبی ﷺ نے سیدہ زینب کی رخصتی چھ سال کی مفارقت کے بعد نکاح اول ہی پر ابو العاص کے گھر کر دی۔

سیدہ زینب کا انتقال 8ھ کو مدینہ منورہ میں ہوا۔ اس کے غسل میت کی کیفیت مشہور شیر دل صحابیہ ام سلیطؓ نے بیان کی ہے یہ روایت صحیحین میں موجود ہے۔

ابو العاصؓ نے بماہ ذی الحجہ 12ھ وفات پائی۔ ان کا لقب حسر البطحاء تھا۔

سیدہ زینب کے بطن سے ایک دختر امامہ نام۔ ایک فرزند علی نام پیدا ہوئے تھے۔

امامہؓ نبی ﷺ کی وہ پیاری نواسی ہیں جن کو گود میں لیکر نبی ﷺ نے نماز پڑھی تھی۔ یہ

Marfat.com

حدیث صحیح مسلم ونسائی وابوداؤد میں ہے نبی ﷺ نے ایک باران کو "احب اھلی الی" فرمایا تھا۔

سیدہ فاطمہ بتولؑ نے علی مرتضیٰؓ کو وصیت فرمائی تھی کہ امامہ کو اپنے نکاح میں لے لیں۔ اس وصیت پر عمل کیا گیا۔ پھر جب مولیٰ علیؓ مجروح ہوئے۔ تو حضور نے امامہؓ کو وصیت فرمائی کہ اگر وہ نکاح کرنا چاہیں تو مغیرہ بن نوفل سے جو حارث عم النبی ﷺ کے پوتے تھے کرلیں۔ وصیت پر عمل کیا گیا اور امیر المومنین حسنؓ کی اجازت سے نکاح ثانی پڑھا گیا۔ مغیرہ کے ہاں سیدہ امامہ کے بطن سے ایک فرزند پیدا ہوئے۔ یحییٰ نام تھا۔ یہ نسل دنیا سے ناپید ہو چکی ہے۔

علیؓ سبط الرسول کو ابوالعاصؓ نے رضاعت کے لئے ایک قبیلہ میں چھوڑ رکھا تھا۔ نبی ﷺ نے ان کو ایام رضاعت کے بعد مدینہ منگوالیا اور انکی پرورش اپنی تربیت میں فرمائی۔

فتح مکہ کے دن یہی علیؓ سبط الرسول نبی ﷺ کی ناقہ پر حضور کی ردیف تھے۔

ہنوز عنفوان بلوغ تھا کہ رفعت بخش علیین ہوئے۔

صحیح بخاری کی حدیث عن اسامہ بن زیدؓ میں ہے۔ ہم نبی ﷺ کی خدمت میں تھے کہ حضور کی ایک لڑکی کا خادم آیا کہ وہ حضور کو بلا رہی ہیں اور ان کا فرزند بستر موت پر ہے۔ فرمایا جاؤ' لڑکی سے کہہ دو۔

ترجمہ: خدا ہی کا ہے جو کچھ کہ وہ واپس لیتا ہے۔ یا عطا کرتا ہے اور اس کے ہاں ہر چیز کا وقت مقرر ہے۔

لڑکی سے یہ بھی کہہ دینا کہ صبر وشکیب قائم رکھے" خادم پھر واپس آیا کہا وہ حضور کو قسم دیتی ہیں کہ حضور ضرور تشریف لائیں۔ نبی ﷺ چل پڑے۔ حضور کے ساتھ سعد بن عبادہ اور معاذ بن جبلؓ بھی تھے۔ حضور کو بچہ دکھلایا گیا وہ اس وقت سانس توڑ رہا اور سسکیاں بھر رہا

Marfat.com

تھا،" غالباً یہ حدیث علی سبط الرسول ہی کی وفات کے متعلق ہے۔"

سیدہ رقیہؓ

نبی ﷺ کی دوسری بیٹی ہیں جو حضور کی 33 سالہ عمر میں پیدا ہوئیں۔ بعثت سے پہلے ان کا نکاح عتبہ بن ابولہب سے ہوا۔ بعثت کے بعد جب تبت یدا ابی لھب الخ سورہ نازل ہوئی تو ابولہب اپنے لڑکے سے کہنے لگا میرا تیرے ساتھ رہنا حرام ہے اگر تو اس (حضرت محمد ﷺ) کی لڑکی کو طلاق نہ دے اس پر اس نے خلوت سے قبل آپ کو طلاق دے دی۔ انہوں نے اپنی والدہ حضرت خدیجہؓ کے ساتھ ہی اسلام قبول فرمایا۔

اس وقت یہ بات مکہ بھر میں مشہور تھی، احسن زوجین راھما انسان رقیہ وزوجھا عثمان (سب سے اچھا جوڑہ جو دیکھا گیا ہے وہ رقیہ وعثمان ہیں)

سیدہ رقیہ کے بطن طاہرہ سے ایک فرزند پیدا ہوا تھا جو سبط رسول ﷺ ہیں۔ ان کا نام عبداللہ تھا۔ سیدہ رقیہ کو 2ھ میں چیچک نکلی اور اسی مرض میں ان کا ارتحال ہوا۔ نبی ﷺ جب جنگ بدر کو تشریف لے جا رہے تھے اس وقت سیدہ صاحب فراش تھیں۔ نبی ﷺ نے ان کی تیمارداری کے لئے عثمان غنی اور اسامہ بن زیدؓ کو مدینہ میں چھوڑا تھا۔ زید بن حارثہؓ جس روز فتح کی بشارت لیکر مدینہ منورہ پہنچے تو اس وقت سیدہ کی تدفین ہو رہی تھی عمر بوقت وفات 21 سال تھی۔

عبداللہ سبط رسول اپنی والدہ کے بعد دو سال تک زندہ رہے۔ انکی عمر چھ سال کی تھی کہ ایک مرغ نے انکی آنکھ کے قریب ٹھونگ ماردی۔ زخم پک گیا۔ آخر یہ والدہ کا یادگار بھی آغوش مادر میں جا سویا۔

سیدہ ام کلثومؓ: نبی ﷺ کی تیسری دختر ہیں 3ھ میں انکا نکاح حضرت عثمان غنیؓ سے

Marfat.com

ہوا۔ اسی لئے انکو ذوالنورین کا خطاب کیونکہ ختمیت پناہی کے دو جگر گوشے یکے بعد دیگرے ان کے سکینۂ قلب بنائے گئے۔ ام کلثومؓ کے نکاح کے وقت نبی ﷺ نے حضرت عثمانؓ کو بلا کر فرمایا۔ یہ جبریل ہیں جو کہہ رہے ہیں کہ خدائے بزرگ کا حکم ہے کہ میں اپنی دوسری بیٹی تجھ ہی سے بیاہ دوں۔

جن دنوں سیدہ رقیہ کا انتقال ہوا تھا انہی دنوں میں عمر فاروقؓ کی دختر حفصہ بھی بیوہ ہوگئی تھیں۔ عمر فاروقؓ نے عثمان غنیؓ سے اپنی لڑکی کا ذکر کیا۔ انہوں نے انکار سا کر دیا۔ عمر فاروقؓ نے اپنے رنج کا اظہار نبیؐ سے کیا تو حضور نے فرمایا۔

ترجمہ: عثمانؓ کو حفصہؓ سے بہتر زوجہ ملے گی۔ اور حفصہؓ کو عثمانؓ سے بہتر شوہر ملے گا۔

اس ارشاد کے بعد حفصہ بنت فاروقؓ کو ام المومنین ہونے کا شرف عطا ہوا۔ اور عثمان غنیؓ کو ذوالنورین بننے کی عزت حاصل ہوئی۔

سیدہ رقیہ ام کلثوم کی بڑی بہن کے اولاد نہیں ہوئی۔ 9ھ کو ان کا انتقال ہوا۔ علی مرتضیٰؓ وفضل بن عباسؓ و اسامہ بن زیدؓ نے مراسم تدفین پورے کئے۔ صحیح بخاری میں انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ام کلثومؓ کی قبر پر بیٹھے ہوئے تھے اور حضور کی ہر دو چشم نورانی میں پانی تھا۔

سیدۃ النساء العالمین فاطمہؓ

خدیجۃ الکبریٰ کے بطن سے نبی ﷺ کی سب سے چھوٹی بیٹی ہیں۔ ان کی ولادت غالباً نبی ﷺ کی عمر مبارک کے اکتالیسویں سال میں ہوئی۔

سیدہ ابھی بچی ہی تھیں کہ نبی ﷺ کعبہ میں نماز پڑھنے گئے۔ وہاں بہت سے کفار قریش موجود تھے۔ جب حضور سجدہ میں گئے تو عقبہ بن ابی معیط نے اونٹ کی اوجھ حضور کی پیٹھ پر لا رکھی۔ حضور اسی طرح سجدہ میں تھے کہ حضرت فاطمہؓ آئیں۔ انہوں نے باپ کی

Marfat.com

پشت سے اوجھ کو گرادیا۔ اور عقبہ کے لئے بددعا فرمائی۔

علی مرتضیٰؓ کے ساتھ سیدہ کا نکاح واقعہ بدر کے بعد اور احد سے پہلے ہوا تھا۔ جنگ احد میں سیدہ نے عملاً حصہ لیا۔ مدینہ میں یہ خبر مشہور ہوگئی کہ نبی ﷺ شہید ہو گئے ہیں۔ سیدہ میدان جنگ میں پہنچیں۔ اس وقت حضور غار سے باہر نکل رہے تھے۔ سیدہ نے باپ کے زخموں کو دھویا اور جب دیکھا کہ خون نہیں تھمتا۔ تو کھجور کی صف کو جلا کر اس کی راکھ زخموں پر رکھی۔ جس کے بعد خون بند ہو گیا۔

عمران بن حصین سے روایت ہے کہ ایک بار سیدہ فاطمہ بیمار ہوئیں۔ نبی ﷺ نے دریافت کیا کہ پیاری بیٹی کیا حال ہے۔ انہوں نے فرمایا مجھے تکلیف ہی ہے اور مزید برآں یہ کہ ہمارے ہاں کوئی کھانے کی شے بھی نہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا۔

ترجمہ: بیٹی! تم اس پر خوش نہیں ہو کہ تم نساء عالمین کی سیدہ ہو۔ فاطمہؓ نے فرمایا۔ باوا جان! مریم علیہ السلام کدھر گئیں۔ فرمایا وہ اپنے زمانے کی عورتوں کی سردار ہیں۔ اور تم اپنے زمانے کی عورتوں کی سردار ہو اور تمہارا شوہر دنیا اور آخرت میں سید ہے۔

ابی ثعلبہ الخشنی سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب کسی سفر سے لوٹ کر آتے۔ تو اول مسجد میں تشریف لے جاتے دو رکعت نفل پڑھ کر پھر سیدہ فاطمہؓ کے گھر تشریف لے جاتے۔ پھر اپنے گھر تشریف ارزائی فرماتے۔ ابن عباسؓ نے نبی ﷺ سے روات کی ہے کہ نساء اہل الجنۃ کی سردار مریم، پھر فاطمہؓ پھر خدیجہؓ پھر آسیہ زن فرعون ہیں۔ ام المومنین عائشہؓ فاطمہ سے بڑھ کر کوئی بھی رسول اللہ ﷺ کا مشابہ بات چیت میں نہ تھا۔ وہ جب باپ کے پاس آیا کرتیں تو نبی ﷺ آگے بڑھتے۔ پیشانی پر بوسہ دیتے۔ مرحبا فرمایا کرتے تھے اور جب آنحضرت ﷺ بیٹی سے ملنے جاتے وہ بھی اسی طرح سے ملا کرتی تھیں۔ ام المومنین حضرت عائشہؓ ہی سے روایت ہے؛

Marfat.com

ترجمہ: میں نے فاطمہؓ سے بڑھ کر کسی کو سچ بولنے والا نہ دیکھا۔ ہاں وہی ایسا ہو سکتا ہے جو نبی ﷺ کا جایا ہو۔

ام المومنین عائشہؓ سے جمیع بن عمیر صحابی نے پوچھا کہ رسول ﷺ کو سب سے زیادہ پیارا کون تھا۔ عائشہؓ نے کہا ''فاطمہؓ''، انہوں نے پوچھا کہ مردوں میں سے کون تھا۔ جواب دیا شوہر فاطمہ اور یہ بھی بتلا دیا کہ علیؓ تو بڑے صوام وقوام تھے۔

اسماء بنت عمیسؓ کا بیان ہے کہ ایک بار حضرت فاطمہؓ نے ان سے کہا کہ عورتوں کا جنازہ جس طرح اب لیجایا جاتا ہے۔ مجھے تو یہ اچھا معلوم نہیں ہوتا۔ جنازے کے اوپر ایک چادر ڈال دیتے ہیں جس میں اس کا پیکر نظر آتا رہتا ہے۔ اسماءؓ نے کہا۔ میں نے حبشہ میں ایک دستور دیکھا ہے، تمہیں دکھلاتی ہوں پھر انہوں نے کھجور کی تازہ شاخیں منگوا کر چارپائی پر لگائیں۔ اوران پر کپڑا ڈال دیا۔ حضرت فاطمہؓ نے فرمایا۔ یہ بہت ہی درست اور بہت ہی اچھا ہے۔ مرد وعورت کے جنازے کی پہچان بھی ہو جاتی ہے جب میں مر جاؤں تو تو اور علیؓ مجھے غسل دینا۔ اور کسی کو شامل نہ کرنا۔

حضرت سیدہؓ کی وفات، شب سہ شنبہ 3 رمضان 11 ھ کو ہوئی ان کی وصیت کے مطابق اسماء بنت عمیسؓ زوجہ ابوبکر صدیقؓ اور علی مرتضیٰؓ نے ان کو غسل دیا۔ حضرت عباسؓ یا حضرت علیؓ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اہل بیت میں سے وہی سب سے پہلے نبی ﷺ سے آخرت میں جا ملیں۔ سیدہ کی عمر کے متعلق معلوم ہوتا ہے کہ قدیم سے اختلاف چلا آتا ہے۔ زبیر بن بکار سے روایت ہے کہ ہشام بن عبدالملک کے پاس حضرت عبداللہ بن حسن بن امام حسن آئے۔ وہاں کلبی پہلے سے موجود تھے۔ ہشام نے دریافت کیا کہ سیدہ فاطمہؓ کی عمر کیا تھی؟ عبداللہ نے کہا تیس سال، کلبی نے بتلایا پینتیس سال۔ ہشام نے عبداللہ کو مخاطب کر کے کہا۔ ابو محمدؒ سنتے ہو کہ کلبی جو تاریخ میں سر برآوردہ ہے کیا کہتا ہے۔ انہوں نے کہا!

Marfat.com

میری ماں کا حال مجھ سے دریافت کیجئے۔اور کلبی کی ماں کا حال کلبی سے پوچھ لیجئے۔

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ نبی ﷺ نے اپنی مرض الموت میں حضرت فاطمہؓ کو بلایا، ان کے کان میں کچھ بات کی تو وہ رو پڑیں' پھر انکو بلایا اور سرگوشی کی۔تو وہ ہنسنے لگیں۔ میں نے فاطمہؓ سے روایت کیا کہ وہ کیا باتیں تھیں۔فاطمہؓ نے کہا کہ پہلے مجھے بتلایا کہ میں اس مرض میں انتقال کر جاؤں گا۔یہ سن کر میں رو پڑی تھی پھر بتلایا کہ میں (فاطمہؓ) حضور کو خاندان کے سب اشخاص سے پہلے جاملونگی۔اس پر میں خوش ہوگئی تھی۔

وفات نبوی پر سیدہؓ کے اشعار ہیں۔

ترجمہ:

ہماری محرومی حضور سے ایسی ہی ہے جیسے زمین سے تراوت کا جاتے رہنا

جب سے آپ غائب ہوئے ہمارے پاس سے وحی اور کلام الٰہی کا انقطاع ہوگیا

کاش! حضور کے انتقال کے پیشتر اور اس وقت کے پیشتر جبکہ مٹی نے حضور کو پوشیدہ کر دیا تھا ہمیں موت آجاتی اور ہم مرگئے ہوتے۔

سیدہ فاطمہؓ کو اپنی ہمشیرگان پر بھی یہ خاص شرف حاصل ہے کہ دنیا میں ان ہی کی ذرتیت چلی اور ان ہی کی ذریت سے ائمۃ العظام ہوئے جنکی شان اسلام میں نہایت ارفع و اعلیٰ ہے۔علیہم السلام۔

سیدہ کے بطن اطہر سے: امام حسنؓ، امام حسینؓ سیدہ ام کلثومؓ سیدہ زینب پیدا ہوئے۔

سیدہ ام کلثوم بنت فاطمہؓ کا نکاح عمر فاروقؓ سے ہوا۔چالیس ہزار درہم ان کا مہر تھا۔ ان کے بطن سے حضرت عمرؓ کے ہاں زیدہ اور رقیہ پیدا ہوئے۔حضرت فاروقؓ کے بعد ان کا نکاح ثانی عون بن جعفر طیار سے ہوا تھا۔

زید بن عمرؓ کا اسی روز انتقال ہوا۔جس روز ان کی والدہ ام کلثوم بنت علی مرتضیٰؓ کا

Marfat.com

انتقال ہوا تھا۔ بنو عدی کسی بات پر جھگڑ رہے تھے۔ زیدؓ ان میں صلح کرانے کیلئے نکلے۔ تاریکئی شب میں ان کو شناخت نہیں کیا گیا۔ ایک شخص کی ضرب ان کے سر پر لگی۔ چندروز مضروب رہ کر رہگرائے عالم بقا ہوئے۔

سیدہ زینب بنت فاطمہؓ کا نکاح عبداللہ بن جعفر طیار سے ہوا تھا۔ میدان کربلا میں اپنے برادر مکرم امام محترم حسین علیہ السلام کے ہمراہ تھیں۔ گرفتاری کے بعد انہوں نے نہایت صبر و استقامت سے جملہ مصائب کو برداشت کیا اور اہل بیت حسین علیہ السلام کی حضانت فرمائی اور اعداء اشقیا کو خوب خوب جواب دیئے۔ انکے فرزند عدی بن عبداللہ بن جعفر بھی میدان کربلا میں شہید ہوئے۔

سیدہ نساء العالمین کی اولاد میں بعض نے محسن اور رقیہ کے نام بھی ایزاد کیے ہیں اور اکثر نے یہ نام نہیں لکھے۔ جنہوں نے محسن اور رقیہ کے نام لکھے وہ بھی مانتے ہیں کہ ہر دو کا انتقال بہت صغرسنی میں ہو گیا تھا۔ اس لئے ان کے حالات تاریخ میں نہیں۔

سیدہ فاطمہؓ کی قبر میں بھی اختلاف ہے۔ بعض نے لکھا ہے کہ وہ اپنے ہی گھر میں مدفون ہوئیں اور جب مسجد نبوی کو وسعت دی گئی۔ تب یہ جگہ شامل مسجد نبوی ہو گئی تھی۔ اصول الکافی میں شیخ کلینی نے بھی یہی بیان کیا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ بنو امیہ نے اس جگہ کو شامل مسجد نبوی کر دیا تھا۔ اکثر مورخین کا رجحان ہے کہ ان کی قبر مبارک بقیع میں ہے۔ امام حسنؓ اور امام زین العابدین حضرت عباس ﷺ کی قبور اسی جگہ پہلو بہ پہلو ہیں۔ مسعودی نے مروج الذہب میں تحریر کیا ہے کہ 304ھ میں بقیع میں ایک پتھر ملا تھا جس پر یہ تحریر تھا۔

ھذا قبر فاطمہؓ بنت الرسول ﷺ

مرویات

1۔ نسائی نے ثوبانؓ سے ایک حدیث روایت کی ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک بار

Marfat.com

نبی ﷺ حضرت فاطمہؓ کے گھر گئے۔ وہ سونے کا ہار اپنے گلے سے اتار کر ہند بنت ہبیرہ کو دکھلا رہی تھیں اور کہہ رہی تھیں کہ علیؓ نے لا کر دیا ہے۔ نبی ﷺ نے یہ ہار بیٹی کے ہاتھ میں دیکھا اور فوراً واپس چلے آئے۔ حضرت فاطمہؓ سمجھ گئیں۔ انہوں نے ہار کو فروخت کر دیا اور ایک غلام خریدا اور اسے راہ خدا میں آزاد کر دیا۔ نبی ﷺ کو اطلاع ہوئی تو خوش ہوئے اور الحمدللہ فرمایا۔

2- فاطمہ بنت الحسینؓ نے اپنی جدہ سیدہ فاطمہؓ سے روایت کی ہے کہ مسجد میں داخل ہوتے وقت درود شریف پڑھ کر رب اغفرلی ذنوبی وافتح لی ابواب رحمتک پڑھنا چاہئے اور خروج مسجد کے وقت درود شریف کے بعد یہی دعا پڑھنی چاہئے۔ رحمتک کی جگہ فضلک بدل لینا چاہئے۔ اِسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔ روایت میں ارسال ہے کیونکہ فاطمہ بنت الحسینؓ نے اپنی جدہ کو نہیں دیکھا تھا۔

3- ایک نہایت صحیح حدیث جسے نسائی کے سوا باقی جملہ صحاح میں روایت کیا گیا ہے۔ یہ ہے کہ علی مرتضیٰؓ نے ایک روز ابن عبدالواحد سے فرمایا۔ میں تجھ سے فاطمہؓ بنت الرسول ﷺ کی ایک بات کہوں۔ جو سارے کنبہ میں نبی ﷺ کو بہت پیاری تھیں۔ ابن عبدالواحد نے کہا ہاں!۔

علیؓ نے کہا فاطمہؓ نے اتنی چکی پیسی کہ ہاتھوں میں نشان پڑ گئے۔ پانی کے لئے مشک اٹھائی کہ گردن پر نشان پڑ گیا۔ گھر میں جھاڑو دی کہ سب کپڑے میلے ہو گئے۔ انہیں ایام میں نبی ﷺ کے پاس کچھ خدام آئے۔ میں نے فاطمہؓ سے کہا تم اپنے ابا کے پاس جاؤ اور ایک خادم مانگو۔ فاطمہؓ گئیں مگر وہاں ہجوم تھا۔ مل نہ سکیں۔ اگلے روز نبی ﷺ خود آئے اور دریافت فرمایا کہ کیا ضرورت تھی؟ فاطمہؓ چپ کر گئیں۔ میں نے کہا کہ میں حضور کو بتلاتا ہوں۔ چکی پیستے پیستے ان کے ہاتھوں پر نشان پڑ گئے ہیں اور مشک اٹھاتے اٹھاتے گردن پر

Marfat.com

نشان پڑ گئے۔ میں نے دیکھا تھا کہ حضور کے پاس کچھ خادم آئے ہیں اور میں نے ہی ان سے کہا تھا کہ حضور کے پاس جائیں۔ خادم مانگیں کہ اس تکلیف سے رہائی ہو۔ نبی ﷺ نے فرمایا۔

ترجمہ: اے فاطمہ! تقویٰ اختیار کرو۔ فرائض الٰہی ادا کرو۔ اپنے کنبہ کے اعمال کو اپنا دستور بناؤ اور جب بستر خواب پر لیٹو تب 33 بار سبحان اللہ 33 بار الحمد للہ 34 بار اللہ اکبر پڑھو یہ پورا سو ہو گیا یہ عمل تیرے لئے خادم سے بہتر ہے۔

حضرت فاطمہؓ نے فرمایا،

میں خدا سے اور رسول خدا سے اسی حال پر خوش ہوں۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں۔ فاطمہؓ کو خادمہ نہ دی۔ اس حدیث سے حضرت علی مرتضیٰؓ کے کنبہ کی معیشت سیدہ فاطمہؓ کی زہد و ریاضت اور رضا و تسلیم اور نبی ﷺ کی اپنے لئے اور اپنے احب اہلؓ کے لئے دنیا و اموال دنیا سے علیحدگی و برأت بخوبی آشکار ہوتی ہے۔

4-ایک اور روایت ہے۔ جسی ابن عدی و بیہقی نے حضرت انسؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: مطلب یہ ہے کہ اس وظیفہ کو میری وصیت سمجھ کر پڑھا کرو۔ یا حی یاقیوم۔

Marfat.com

حصہ ششم

Marfat.com

Marfat.com

آغاز نبوت سے ہجرت تک

رسالت کے لئے حضور کی ذات گرامی کا انتخاب ہو چکا تھا۔ قدرت جس نورانی قلب کو وحی قرآن کے متاع گراں کا امین بنانا چاہتی تھی اس تربیت کیلئے خاص اہتمام کی ضرورت تھی۔ یہ تدبر و تفکر کی منزلیں، یہ سوز و گداز، یہ تپش و خلش، تلاشِ حق میں یہ دشت نوردیاں اور صحرا پیمایاں اس لئے تھیں کہ پیکر آب و گل میں وہ سیرت فولادی پیدا ہو جائے جس سے وہ انقلاب آفرین پیغام کا حامل ہو جائے جس کیلئے زمانہ اس کے انتظار میں چشم براہ تھا۔ چنانچہ جب مشیت کے اندازوں کے مطابق نگاہ شوق میں تاب نظارہ پیدا ہو گئی تو وحی کی آمد کا آغاز ہو گیا۔ غارِ حرا کی تنہائیوں میں حضور ﷺ کی عبادات ایک انفرادی تجربہ تھا، لیکن اب حقیقت کا انکشاف تماماً و کمالاً ہو چکا تھا۔ رموز کائنات کے پردے اُٹھ چکے تھے تو حکم ہوا میرے محبوب اٹھو اور اپنے پروردگار کی کبریائی بیان کرو اور تمام دنیا کے حالات درست کرو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''اے تمام دنیا کے درست کرنے والے! اٹھو اور نوع انسان کو غیر فطری زندگی کے نتائج و عواقب سے آگاہ کرو اور اس کی کبریائی کا اعلان کرو تا کہ اس سے انسان میں خود عظمت و کبریائی کی صفات پیدا ہو جائیں۔'' (سورۃ مدثر)۔ اب حضور ﷺ نے بڑی تندہی سے اعلانیہ فرض نبوت ادا کرنا شروع کر دیا۔ یہ کانٹوں کی سیج تھی۔ سخت مشکلات کا سامنا تھا۔ مگر آپ ﷺ نے اس مشن کو پوری ہمت، جرأت اور استقامت کے ساتھ جاری رکھا۔ اس عرصہ میں جن حالات و واقعات سے آپ ﷺ کا واسطہ پڑا وہ سیرت کی تمام کتابوں میں بالوضاحت بیان کر دیئے گئے ہیں۔ یہاں ان کا اعادہ نفس مضمون سے غیر متعلقہ ہو جائے گا۔ مکہ کے ہنگامہ خیز اور پریشان کن دور سے بالآخر آپ ﷺ 23 ستمبر 621ء کو مدینہ تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ کی آمد کی خوشی میں مدینہ کی نوخیز بچیوں نے دف پر بڑے والہانہ انداز سے ان اشعار کے ساتھ خوش آمدید کہا:

Marfat.com

ہم پر بدر کا چاند طلوع ہوا

ثنیات الوداع سے

ہم پر شکر واجب ہے

جب تک خدا کا نام لیا جائے گا

اے ہم میں رسولؐ بن کر آنے والے

آپ اطاعت یافتہ امر کے ساتھ آئے

جب آپؐ نے حضرت ابوایوب انصاریؓ کے گھر قیام کرنے کا فیصلہ فرمالیا تو بنونجار کے قبیلہ کی چھوٹی چھوٹی بچیوں نے بھی دف پر بڑے ذوق سے استقبال کیا۔ ابوایوب انصاری اور یہ بچیاں دراصل سلمٰی کے خاندان یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ننھیال میں سے تھیں۔ یہ گارہی تھیں۔

ہم بنونجار کی لڑکیاں ہیں

محمدؐ! کیا ہی اچھے ہمسایہ ہیں

مدنی زندگی کے دس سال

ہجرت کے بعد مدینہ کے قیام کے دوران میں ہونے والے ناخوشگوار حالات و واقعات جن سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو واسطہ پڑا۔ ان کا تفصیلی ذکر قرآن و حدیث اور سیرت کی کتابوں میں موجود ہے۔ زیر نظر کتاب کا تعلق چونکہ ایک خاص عنوان اور حب رسول ﷺ اور اس کے عملی تقاضوں سے ہے۔ اس لئے ان کا اعادہ یہاں نہیں کیا جارہا۔ تاہم عملی محبت کا تقاضا یہ تو ضروری ہے کہ جس شخص سے محبت کا دعویٰ کیا جائے اس کے ارشادات پر بلا چون و چراں اور اگر چہ مگر چہ کہئے بغیر عمل کرنا لازمی اور ضروری ہے ورنہ محض زبانی کلامی محبت کا دعویٰ اللہ تعالیٰ اور خود اللہ تعالیٰ کے محبوبؐ کے ہاں کیسے قابل قبول ہوسکتا

Marfat.com

ہے؟ مگر افسوس! ایک عرصہ سے مسلمانان عالم احکامات الٰہیہ اور ارشادات نبویہ سے صرف نظر کر کے یہود و نصاریٰ کے سامنے سرافگندہ ہو چکے ہیں۔ اس ضمن میں جی چاہتا ہے کہ مسلمانوں کو انکے اعمال و کردار سے: جو سراسر خلاف احکامات الٰہیہ اور شرعیہ ہیں جن کا شکوہ خود رسول اللہ ﷺ نے اللہ کے ہاں کیا۔ خبردار کیا جائے تا کہ شاید کسی کے دل میں میری کوئی بات اثر کر جائے اور توبہ کر کے راہ راست اختیار کر لے۔ اس لئے نہایت مختصر انداز سے اس ضمن میں اظہار خیال کیا جا رہا ہے۔ تکمیل دین کے اعلانِ باری تعالیٰ کے بعد ابتدائی اور بالخصوص قرون اول) قرون اولیٰ اور قرون وسطیٰ تک اسلام ترقی پذیر رہا۔ مگر بد قسمتی سے ان ادوار کے بعد حالات بڑے دگرگوں ہو گئے۔ عالم اسلام پر سخت مصیبت اور ابتلا کا دور شروع ہو گیا۔ امت مسلمہ میں باہمی انتشار و افتراق کا ایک عظیم فتنہ رونما ہوا جس کی وجہ سے مغربی اقوام نے مسلمانوں کو ذلت و رسوائی کے گھڑے میں پھینک کر انکی زمینیں چھین لیں اور خواتین کی عزتیں پامال کر دیں۔ یہ دردناک قومی المیہ صرف اور صرف قرآن و سنت سے مہجوری ہے۔ جس کا یہاں ذکر کرنا صرف ان داغوں کی یاد تازہ کرنا ہے جو مسلمانوں نے خود اپنے سینوں پر لگائے۔ گویا۔

گر تو می خواہی داشتن داغ ہائے سینہ را
گاہے گاہے باز خواں ایں قصہ پارینہ را

اس موضوع پر مفکر اسلام اقبالؒ نے بھی خوب کہا ہے۔

باز خوانم قصہ پارینات ۔۔۔ تازہ سازم داغ ہائے سینہ ات

ملت اسلامیہ کی مجموعی طور پر ذلت و مسکنت، اس کے اضمحلال و انحطاط، ضعف و زوال، محکومی و غلامی اور ہلاکت و بربادی کی وجوہات اقبالؒ نے اس شعر میں بیان کر دی ہیں۔

خوار از مہجوریٔ قرآن شدی ۔۔۔ شکوہ سنج گردش دوراں شدی

Marfat.com

جب قوم کے معاندانہ رویہ سے غمزدہ ہو کر حضور ﷺ نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کی کہ میری قوم نے ہدایت و رشد کے اس صحیفہ (قرآن مجید) کو بالکل نظرانداز کر دیا ہے اور اس کی طرف التفات ہی نہیں کرتی۔ شب بھر رستم و اسفندیار کے قصے سنتے سناتے رہتے ہیں۔ اپنے شعرا کے فحش قصیدے مزے لے لے کر پڑھتے ہیں۔ لیکن اس کتاب مقدس کی طرف قطعاً توجہ نہیں دیتے۔ تو اللہ تعالیٰ نے سورہ الفرقان 30:25 میں آپ ﷺ کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا۔ (ترجمہ) اور رسول عرض کرے گا ہمیشہ سے چلا آتا ہے کہ مجرم لوگ انبیاء کرام کی دشمنی اور عداوت میں لگے رہتے ہیں اس لئے آپ مت گھبرایئے! اسی کیفیت سے متاثر ہو کر اقبالؒ نے فرمایا ہے۔

گر تو غا خواہی مسلماں زیستن　　　نیست ممکن جز بقرآں زیستن

ارشاد ربانی ہے کہ اگر تم احکامات الٰہیہ اور اسوۂ حسنہ سے روگردانی کرو گے تو اللہ تمہاری جگہ دوسری قوم پیدا کر دے گا۔ پھر وہ تم جیسے نہ ہونگے (سورہ محمد 38:47) معیشت کی تنگی کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ (ترجمہ) ''اور جس نے میری یاد سے منہ پھیرا تو بے شک اس کیلئے تنگ زندگانی ہے اور ہم اسے قیامت کے دن اندھا اٹھائیں گے'' (سورہ طٰہٰ 124:20) ''وہ کہے گا اے رب میرے! مجھے تو نے اندھا اٹھایا؟ میں تو انکھیارا تھا (125)

''فرمائے گا یونہی تیرے پاس ہماری آیتیں آئی تھیں تو نے انہیں بھلا دیا اور ایسے ہی آج تیری کوئی خبر نہ لے گا (126:20) اور ہم ایسا ہی بدلا دیتے ہیں موحد سے بڑھے اور اپنے رب کی آیتوں پر ایمان نہ لائے اور بے شک آخرت کا عذاب سب سے سخت تر اور سب سے دیر پا ہے (127:20)۔ حضرت امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ ''معیشۃ ضنکا'' کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جو شخص ذکر الٰہی سے منہ موڑتا ہے اور احکام

Marfat.com

خداوندی سے روگردانی کرتا ہے وہ دولت اور ثروت کے انبار جمع کر لینے کے باوجود اور جاہ و جلال کے بلند ترین منصب پر فائز ہونے کے باوجود اطمینان قلب کی نعمت سے محروم رہتا ہے اس کے دستر خوان پر لذیز ترین کھانے چنے جاتے ہیں۔ وہ بیش قیمتی لباس زیب تن کئے ہوتا ہے لیکن اس کا دل اداس' روح بے چین اور طبیعت افسردہ رہتی ہے۔ سچی خوشی سے وہ کبھی بہرہ مند نہیں ہوتا۔ دن رات دولت یا اقتدار کے حصول میں سرگرداں رہتا ہے۔ پھر اس کی حفاظت کی فکر ہر وقت دامن گیر رہتی ہے۔ وہ حرام اور ناجائز ذرائع اپنانے اور وعدہ خلافی کرنے سے باز نہیں آتا اس طرح اس کا ضمیر اسے ملامت کرتا رہتا ہے اور یہ ملامت بڑی شدید اور دل آزار ہوتی ہے۔ وہ خود اپنی آنکھوں میں مجرم ہوتا ہے۔ اس کے دامن کے بدنما داغ اُسے ہر وقت گھورتے رہتے ہیں۔

یہ ایک بہت بڑا المیہ ہے کہ مسلمانوں نے دین صرف ظاہری عبادات اور جاہلی رسومات کی ادائیگی تک ہی محدود کر لیا ہے۔ باقی احکاماتِ الٰہیہ یعنی معاملات' اخلاقیات اور عقائد کو نظر انداز کر رکھا ہے۔

حالانکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ نیکی بس یہی نہیں کہ تم نماز' روزہ' حج اور زکوٰۃ تک ہی پیروی کرو بلکہ تمام قرآنی احکامات کی پوری طرح سے تعمیل کرنا ہی اصل نیکی ہے۔ (سورہ البقرہ 2:177) اسی لئے مسلم امہ آج زمانے کی حریف قوتوں کا مقابلہ کرنے کا عزم ہار چکی ہے۔ ذلت و مسکنت' محکومی و غلامی ان کا مقدر بن چکی ہے۔ مسلمانان عالم پر مصیبت' ذلت و رسوائی اور ان کے ضعف و زوال' اضمحلال و انحطاط کی اصل وجہ صرف یہی ہے کہ انہوں نے عبادات کے علاوہ دیگر قوانین الٰہیہ اور شرعی احکام کو پس پشت ڈال رکھا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید میں تدبر و تفکر کرو اور اصلاحِ احوال کے لئے لائحہ عمل اختیار کرو۔ اس دنیوی زندگی کو کھیل تماشا ہی نہ سمجھ لینا چاہئے (سورۃ عنکبوت 29:64)

Marfat.com

سورہ محمدؐ 24:47 کا ترجمہ ملاحظہ ہو"تو کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے یا دلوں پر قفل لگ رہے ہیں۔ قرآن کے اپنے الفاظ کی تاثیر عجیب ہے۔"افلا یتقد برون القرآن امر علی قلوب اقفالھا" اقبالؒ نے فرمایا ہے۔

سینہ ہا از گرمئ قرآں تہی
از چنیں مرداں چہ امید بہی!

صاحب قرآں و بے ذوق طلب
العجب' ثم العجب' ثم العجب

تا دلش از گرمئ قرآں تپید
موج بیتابش چو گرہر آرمید

آں کتاب زندہ، قرآن حکیم
حکمت لایزال است وقدیم

ارشاد باری تعالیٰ ہے (سورۃ الانفال 46:8) ترجمہ:"اللہ اور اللہ کے رسول کا حکم مانو اور آپس میں جھگڑو نہیں کہ پھر بزدلی کرو گے اور تمہاری بندھی ہوئی ہوا اکھڑ جائے گی اور صبر کرو، بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے" پھر اسی سورہ مبارکہ کی آیات صابرین کی یوں تعریف فرمائی۔ 65 میں ترجمہ"اے غیب کی خبریں بتانے والے! مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دو! اگر تم میں سے بیس صبر والے ہونگے دو سو پر غالب ہونگے اور اگر تم میں سے سو ہوں تو کافروں کے ہزار پر غالب آئیں گے اس لئے کہ وہ سمجھ نہیں رکھتے۔" اگلی آیت 66 میں مزید وضاحت یوں فرمائی کہ ترجمہ"اب اللہ تعالیٰ نے تم پر تخفیف فرمائی اور اسے معلوم ہے کہ تم کمزور ہو، تو اگر تم میں سو صبر والے ہوں دو سو پر غالب آئیں گے اللہ کے حکم سے اور اللہ صبر والوں کے ساتھ ہے۔"

ارشاد ربانی ہے کہ قوم کے ایک سنجیدہ اور باخبر طبقے کا فرض ہے کہ وہ خود بھی قرآن و سنت پر پوری سنجیدگی سے عمل پیرا ہو اور والیان ملک اور صاحبان اختیار و اقتدار کو بھی مجبور کرے کہ حکمرانی اور جہانبانی کے صرف وہی طور طریقے اور انداز اپنائیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کے لئے قرآن مجید میں ارشاد فرمائے ہیں جس کی وضاحت کے لئے اپنا رسول

Marfat.com

مبعوث فرمایا تاکہ پہلے آپؐ خود عمل کر کے دکھائیں۔ چنانچہ سورہ احزاب کی آیت 21 میں فرمایا۔ ترجمہ "یقیناً اللہ کے رسولؐ میں ہے ایک نمونہ تم میں سے اس کیلئے جو اللہ اور یوم آخرت کی امید رکھتا ہے اور اللہ کو کثرت سے یاد کرتا ہے۔" گویا شرعی اعتبار سے اسلام کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام جس طرح سے وہ قرآن میں نازل ہوئے ہیں بے چون و چرا بلا حیل و حجت پورے دلی اخلاص کے ساتھ ان کی اطاعت کرے اور اس انداز سے اطاعت کرے جس کا نقشہ سنت مطہرہ میں ملتا ہے کیونکہ قرآن حکیم کے ارشادات کا واجب العمل نمونہ وہی ہے جو شریعت کے عین مطابق ہو۔ شریعت کا دیوانی اور فوجداری ضابطہ مکمل ترین مجموعۂ قوانین ہے جسے خالق کائنات کی ہدایت کے مطابق تشکیل دیا گیا ہے۔ شریعت میں انسانی زندگی کے ہر شعبہ کے متعلق جامع اور واضح قوانین موجود ہیں۔ دراصل شریعت اعمال کی اچھائی اور برائی کی جانچ کی کسوٹی ہے۔ خلاف شرع اعمال چاہے وہ بظاہر کتنے ہی اچھے دکھائی دیں ضرر سے خالی نہیں ہو سکتے۔ شریعت کی بنیاد اللہ تعالیٰ کی رضا اور منشا پر مبنی ہے اسی لئے کسی فرد یا جماعت کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ اس پر تنقید کرے یا اس میں اپنی مرضی کے مطابق کوئی تبدیلی کرے۔ اس لئے شریعت دنیا کے دوسرے مجموعہ ہائے قوانین سے اس معاملے میں مختلف ہے۔ آنحضرت ﷺ جو عالمگیر شریعت اور دائمی ہدایت لے کر آئے ان تعلیمات کی ہمہ گیری اور ہمہ رسی سے انسانی زندگی کا کوئی چھوٹے سے چھوٹا پہلو بھی نظر انداز نہیں ہوا۔ کتاب سنت کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونا ہی فی الحقیقت اسلام ہے۔ شریعت محمدیؐ ان چار عنوانات کا مجموعہ ہے۔ پہلا عقائد دوسرا عبادات' تیسرا معاملات اور چوتھا اخلاقیات۔ بے شک ارشاد ربانی کے مطابق۔ ترجمہ "اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسولؐ کی فرماں برداری کرو اور انکی جو تم میں سے حاکم ہو۔ (سورہ النساء 59:5) مگر شرط یہ ہے کہ حاکم خود تابع شریعت ہو۔ اولی الامر مطلق العنان نہیں ہو سکتے۔

Marfat.com

اسلامی حکومت میں اللہ تعالیٰ ہی حاکم کل ہے اور اولی الامر صرف نائب یا امین ہوتے ہیں۔ اس لئے احکامات الٰہیہ کی پابندی اور تعمیل ان پر سب سے پہلے عائد ہوتی ہے۔ اولی الامر کی تابع داری اور فرماں برداری مسلمانوں پر صرف اس صورت میں فرض اور واجب ہوتی ہے جب کہ خود وہ اسلامی شریعت کی حدود و قیود میں رہ کر حکومت کریں۔ مسلمانوں کا اولی الامر صرف مسلمان ہی ہو سکتا ہے۔ مگر جب والیان ملک اور صاحبان اختیار و اقتدار خود قرآن و سنت کو پس پشت ڈال دیں گے۔ عیش و عشرت میں بدمست، جبر و استبداد کے مرتکب، زود رنج اور منتقم مزاج ہونگے۔ داخلی اور خارجی امور پر مکمل گرفت نہ ہوگی۔ ملکی حالات باہمی افہام و تفہیم سے حل کرنے کی بجائے ضد، انا اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے مزید الجھا دیں گے۔ جب سیاسی، سماجی، معاشی اور معاشرتی برائیاں عام ہونگی، ڈاکہ زنی، جبراً آبروریزی اور امن و امان تباہ ہوگا۔ جب ہر سو افراتفری اور آہ و زاری شہروں میں عام ہوگی تو ان ناگفتہ بہہ حالات میں اولی الامر کی فرماں برداری اور اطاعت کرنی گویا اللہ تعالیٰ کی ناراضی کو دعوت دینا ہے۔ خلاصہ ان تمام گزارشات کا صرف یہ ہے کہ حب رسولؐ کے عملی تقاضے تبھی پورے ہو سکتے ہیں۔ جب کہ مسلمانان عالم احکامات الٰہیہ کے ساتھ ساتھ ارشادات نبویہ پر بھی پوری طرح سے عمل پیرا ہوں۔ زبانی کلامی ادب و احترام، عزت و توقیر اپنی جگہ بے حد ضروری اور قابل صد تعریف ہے۔ مگر عملی طور پر عمل کرنا سونے پر سہاگہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح معنوں میں رسول اللہ کی سنت پر چلنے کی توفیق دے۔ آمین

کلمہ توحید و رسالت

یہ اسلام کا پہلا رکن ہے۔ کلمہ کے معنی اللہ کے سوا کوئی اور عبادت کے لائق نہیں جس کی عبادت کی جائے اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ لا الہ الا اللہ کہتے ہی ہم تسلیم کر لیتے ہیں کہ دنیا کی ہر چیز اور ہر شے اللہ کی ہے۔ وہ خالق ہے رازق ہے۔ موت اور زندگی

Marfat.com

اس کی طرف سے ہے۔ مصیبت اور راحت اس کی طرف سے ہے۔ جو کچھ کسی کو ملتا ہے اس کا دینے والا حقیقت میں وہی ہے۔ جو کچھ کسی سے چھینا جاتا ہے وہ اس کے حکم سے ہے۔ ڈرنا چاہئے تو اس سے مانگنا چاہئے تو اس سے سر جھکانا چاہئے تو اس کے سامنے۔ ہمارا اصلی فرض یہ ہے کہ اس کا حکم مانیں اور اس کے قانون کی پیروی کریں۔ توحید کے بعد محمد رسول اللہ کہہ کر ہم تسلیم کرتے ہیں کہ رسول پاک اللہ کے وہ ایلچی ہیں جن کے ذریعہ خدا نے اپنا قانون ہمارے پاس بھیجا۔ خدا کو اپنا آقا اور شہنشاہ مان لینے کے بعد یہ معلوم ہونا بھی ضروری ہے اُس شہنشاہ کے احکام کیا ہیں؟ ہم کون سے کام کریں جن سے وہ خوش ہوتا ہے اور کون سے کام نہ کریں جس سے وہ ناراض ہوتا ہے؟ کس قانون پر چلنے سے وہ ہمیں بخشے گا اور کس کی خلاف ورزی کرنے پر وہ ہمیں سزا دے گا۔ یہ سب باتیں بتانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو اپنا پیامبر مقرر کیا۔ اس کے ذریعہ سے اپنی کتاب ہمارے پاس بھیجی۔ اس کی تشریح و توضیح فرمائی۔ یوں اس کلمہ کے ذریعہ ہم اسلام میں داخل ہوتے ہیں۔

سَچّی اور سُچّی محبت

حضرت امیر خسروؒ کا یہ مشہور شعر ملاحظہ ہو۔

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی
تاکس نہ گوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری

دراصل سچی سُچی محبت ہی جملہ کمالات کا منبع اور تمام فیوض و برکات کا سرچشمہ ہے۔ عقل بے مایہ امامت کی سزا اور نہیں۔ یہ سراب کو آب اور آب کو سراب بتایا کرتی ہے۔ اس کے سہارے چلنے والے منزل مقصود تک نہیں پہنچا کرتے۔ وہ ہمیشہ سرگرداں و حیران اور گور در بیابان ہوتے آئے ہیں۔ مگر جنہوں نے محبت سے تمسک اختیار کیا وہ کامران ہو گئے۔ محبت کائنات کے جملہ اجسام کو حرکت اور ان کے عمل کی روح رواں ہے اس کے دم قدم

Marfat.com

سے زندگی کی رنگینی ہے۔ اقبالؒ فرماتے ہیں

زبان سے کہہ بھی دیا لا الہ تو کیا حاصل
دل و نظر جو مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

منافقین

بدبخت ہیں وہ لوگ جو حضورﷺ کی شان رفیع میں سوقیانہ باتیں کرتے ہیں۔ آپ کے علم خداداد پر معترض ہوتے ہیں۔ ادب واحترام کو ملحوظ نہیں رکھتے۔ اپنے ظاہری علم پر اپنی عبادات پر اور اپنی نیکیوں پر مغرور ہیں۔ ارشاد ربانی ہے کہ اگر کسی نے میرے نبیﷺ کی آواز سے اونچی آواز کر لی تو اس گستاخی کے بدلے اس کے تمام اعمال غارت ہو جائیں گے اور اسے خبر تک نہ ہوگی۔ اس کے باوجود اگر علم وزہد کا خمار نہ اترے اور اس غلط فہمی کا شکار ہو کہ تم بڑے غازی اور نمازی ہو۔ صائم الدھر اور قائم الیل ہو مفسر ہو۔ محدث ہو واعظ آتش بیان ہو اور زعم یہ ہو کہ جنت انتظار میں ہے۔ مگر اس کی بدبختی اور بدنصیبی کا کیا عالم ہوگا جب روزِ محشر اس کی بے ادبی اور سرکشی کی وجہ سے اس کے تمام اعمال ضبط ہو چکے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کا بڑا اور واضح ارشاد ہے۔ (ترجمہ) ''اے پیغمبر! ان لوگوں سے کہہ دو اگر واقعی تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھنے والے ہو تو چاہیے میری پیروی کرو اس طرح خدا تم سے محبت کرنے لگے گا۔ حُبِ رسول کا تقاضا تو یہ ہے کہ۔

بہ منزل کوش مانند مہ نو در نیلی فضا ہر دم فزوں شو
مقام خویش اگر خواہی دریں دیر بحق دل بند و راہِ مصطفیٰ رو

غازی علم الدین شہید کی حُبِ رسولؐ

حُبِ رسولﷺ کے دعوے داروں کو سب سے پہلے اپنی شکل وصورت، لباس اور طور

Marfat.com

اطوار شریعت محمدی ﷺ کے مطابق ڈھالنے چاہیں۔ نعت گوئی اور نعت خوانی کو ذریعہ معاش نہ بنانا چاہیے۔ دراصل نعت تو مخالفین اسلام کی لسانی گستاخیوں کے جواب کے لئے وجود میں آئی تھی جس میں خود حضور ﷺ کی رضا مبارک بھی شامل تھی۔ بلکہ شیخ سعدی شیرازیؒ اپنی مشہور رباعی بلغ العلیٰ (الخ) کے آخری مصرعہ پر اٹک گئے تھے۔ بہت کوشش کے باوجود بات نہ بنی تو حضور ﷺ سے مدد چاہی۔ آپ ﷺ نے فرمایا سعدیہ! کیوں نہیں کہتے ''صلوا علیہ وآلہ'' (الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ وسلم علیک یا حبیب اللہ) اسی سبب گلستان دربار نبوی سے منظور شدہ ہے۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ ناموس رسالت کی حفاظت شہیدان ناموسِ رسالت کی طرح کرنا بھی اشد ضروری ہے۔ ع محبت خوب ہے' غیرت مگر اس سے فزوں تر ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ جب علامہ اقبالؒ نے غازی علم الدین شہید کے شگفتہ چہرے کی آخری زیارت کی تو وہ بے اختیار کہہ اٹھے کہ ''اسیں گلاں ای کردے رہے' تے ترکھاناں دامنڈا بازی لے گیا'' مولانا رومؒ نے ایک عاشق کی مثال پیش کی ہے جو ظاہری حسن کا پرستار تھا۔ ایک لڑکی پنگھٹ سے پانی بھر کے لے جا رہی تھی اور یہ عاشق بھی اس کے پیچھے پیچھے اپنے عشق کے دعوے کرتا جا رہا تھا۔ لڑکی نے دیکھا تو کھڑی ہوگئی۔ پوچھا کیا بات ہے؟ کہا عشق ہوگیا ہے۔ لڑکی نے کہا وہ دیکھو میرے پیچھے میری بہن آ رہی ہے۔ جو مجھ سے بھی زیادہ خوبصورت ہے۔ اُس عاشق نے جب پیچھے مڑ کر دیکھا تو ایک زوردار تھپڑ اس کے منہ پر جڑتے ہوئے کہا کہ تم اپنے عشق میں جھوٹے دعوے دار ہو کہ فوراً پیچھے مڑ کر دیکھنا شروع کر دیا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی حضورؐ سے محبت کا دعویٰ تو کرتا ہے پھر بھی' اگر چہ' مگر چہ اور چونکہ چنانچہ بھی کرتا ہے تو اس کی محبت چہ معنی دارد۔ وہ بدباطن ہوگا اگر کسی شخص کا خیال یہ ہو کہ رسول سے مراد خود قرآن ہے اس کی اطاعت مشروع ہے۔ اسی اطاعت رسول کے علاوہ کوئی شے مشروع نہیں اور پھر اس کا عقیدہ ہو کہ نبی نزول اوقات وحی

Marfat.com

تک بحیثیت نبی ہے اس کے علاوہ اس کی حیثیت ایک بشر کی سی ہے۔ (العیاذ باللہ) تو ایسے شخص کا انجام کیا ہوگا؟ واصل جہنم ہی ہوگا۔

ماحصل

1- آن ذاتِ خداوند کے مخفی است بعالم
پیدا و عیاں است بچشمانِ محمد ﷺ (سعدی شیرازیؒ)

2- گر نبودے ذات پاکت را وجود
کن نگفتے خالق ارض وسماء

3- غالب ثنائے خواجہ بہ یزدان گذاشتم
کاں ذات پاک مرتبہ دانِ محمد ﷺ است

4- بہ مصطفی برسان خویش را کہ دین ہمہ اوست
گر بہ او نرسیدی تمام بولہبی است

یقیناً حُبِ رسولؐ کے عملی تقاضے یہ نہیں ہیں کہ رسول اللہ کے ادب واحترام کے زبانی دعوے تو کرے مگر اندر سے عداوت اور دشمنی کے سبب گستاخی اور بے ادبی کرتا رہے۔ ایسے شخص کی بدنصیبی اور بدبختی کا کیا عالم ہوگا؟ جب روزِ محشر رسول اللہ اور اللہ تعالیٰ کے دربار میں پیش ہوگا تو ایسے لوگوں کے چہرے مکروہ اور سیاہ ہوں گے۔ دنیا میں دیکھ لیں ایسے گستاخانِ رسول کے چہروں پر کبھی نورانیت نہ ہوگی۔ بلکہ وحشت اور نحوست کے آثار نمایاں ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے محبان رسول اللہ ﷺ کو اپنے فضل وکرم سے دین ودنیا کی نعمتوں سے مالا مال کر دیا ہے۔ اور چہرے نورانی بنا دیئے ہیں۔ بالآخر گستاخانِ رسول اللہ ﷺ کو مشورہ ہے کہ مولانا رومؒ کے ان اشعار پر عمل کر کے اپنی آخرت سنوار لیں۔

از بہاراں کے شود سر سبز سنگ خاک شوتا گل روی رنگ رنگ

Marfat.com

سالہا تو سنگ بودی دل خراش   آزموں ویک زمانے خاک باش

عبادت بے مقصد نہیں ہوا کرتی: عبادت ایک نتیجہ رکھتی ہے اور وہ یہ ہے کہ جس کی عبادت کی جائے اس کے ہر حکم کی بلا چون و چرا اطاعت اور فرماں برداری کی جائے مگر ہمارا حال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ کے ہر حکم پر کوئی نہ کوئی سوال کئے بغیر رہتے ہی نہیں۔ محبت میں سوال نہیں ہوا کرتا۔ محبت میں صرف اطاعت ہوتی ہے امور وہ بھی غیر مشروط اطاعت۔

تکمیل دین کا اعلان

آج کے دین میں نے تمہارا دین تمہارے لئے مکمل کر دیا۔ (القرآن)

آخری حج: 10ھ میں آنحضرت ﷺ نے حج کا ارادہ کیا۔ اب رحمتِ عالم کا عملاً ظہور ہو چکا تھا اس لئے اس کے سایہ میں پناہ لینے کیلئے اطراف عرب سے مخلوق خدا کھنچی آ رہی تھی۔ ایک اندازے کے مطابق ایک لاکھ چوبیس ہزار مسلمانوں کا اجتماع ہوا۔

25 ذی قعدہ ہفتہ کے روز سرور کائنات نے کوچ کیا۔ ذی الحلیفہ پر آپ نے احرام باندھا اور بلند آواز سے۔

لبیک اللھم لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد والنعمۃ لک

اے خدا ہم تیرے لئے حاضر ہیں۔ اے خدا ہم تیرے لئے حاضر ہیں، تیرا کوئی شریک نہیں۔ والملک لا شریک لک

ہم تیرے سامنے حاضر ہیں۔ تعریف اور نعمت سب تیری ہے اور بادشاہی تیری ہی ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں' کا ترانہ بلند کیا۔ جب یہ مقدس قافلہ کسی ٹیلہ سے گزرتا تو تین بار بلند آواز سے تکبیر کہی جاتی اور دفعتہً پہاڑوں کی چوٹیاں اس کی جوابی آواز سے گونج اٹھتیں۔

Marfat.com

4 ذی الحجہ کو زائرین مکہ معظمہ میں داخل ہوئے، کعبہ نظر آیا تو حضورؐ نے فرمایا۔

''اے خدا! اس گھر کو عزت وشرف دے!!''

کعبہ کا طواف کیا' مقام ابراہیم میں دو رکعت نماز پڑھی اور صفاء کی پہاڑی پر چڑھ کر فرمایا! خدا کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کی بادشاہی اور اسی کی حمد ہے۔ وہی مارتا ہے' وہی زندہ کرتا ہے۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ کوئی خدا نہیں مگر' وہی اکیلا خدا' اسی نے اپنا وعدہ پورا کیا اپنے بندہ کی مدد کی اور اکیلے سارے مخالف گروہوں کو شکست دی۔

آخری تاریخی خطبہ

9 ذی الحجہ کو عرفات کے میدان میں جبل رحمت کے سامنے مسجد نمرہ میں حضورؐ نے وہ تاریخی خطبہ دیا جس کا ایک ایک حرف آج بھی اور ہمیشہ کے لئے انسانیت کیلئے اسوۂ اور نمونہ ہے۔ آج خدائی جلال اور انسانی عظمت کا دن تھا۔ توحید الٰہی کے بعد حضورؐ نے فرمایا۔

مسلمانو! میرا کلام سنو تا کہ میں تمہارے لئے تمام ضروری امور بیان کو دوں۔ میں خیال کرتا ہوں کہ میں اور تم پھر کبھی اس مجلس میں اکٹھے نہ ہوں گے۔ مسلمانوں کی جان مال اور آبرو تم پر قیامت تک اسی طرح حرام ہیں جیسے اسدن (عرفہ) اس مہینہ (ذی الحجہ) اور اس شہر مکہ کی حرمت کے لئے۔ اس لئے جس شخص کے پاس کسی کی امانت ہو وہ اس کو ادا کرے تم عنقریب بارگاہِ خداوندی میں حاضر ہو گے اور تم سے تمہارے اعمال کے بارے میں باز پرس ہوگی۔ خبردار! میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے لگو، مسلمانو! جاہلیت کی ہر ایک بات کو میں اپنے قدموں کے نیچے پامال کرتا ہوں۔ جاہلیت کے تمام جھگڑے آج ختم ہوتے ہیں۔ پہلا خون جو میرے خاندان کا ہے، یعنی ابن ربیعہ بن حارث کا خون جو بنو سعد میں دودھ پیتا تھا اور ہزیل نے اس کو مار ڈالا تھا۔ میں چھوڑتا

Marfat.com

ہوں۔

میں جاہلیت کے زمانے کا سود ملیا میٹ کرتا ہوں اپنے خاندان میں عباس بن عبدالمطلب کا سود تمام کا تمام چھوڑ دیا گیا۔

اے لوگو! عورتوں کے معاملے میں اللہ سے ڈرتے رہو ان کے تم پر ویسے ہی حقوق ہیں جیسے تمہارے ان پر۔ میں تم میں وہ چیز چھوڑ کر جارہا ہوں کہ تم اسے مضبوطی سے پکڑو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ وہ اللہ کی کتاب (قرآن عزیز) ہے۔

میرے بعد نہ تو کوئی پیغمبر ہے اور نہ کوئی جدید اُمت پیدا ہونے والی ہے خوب سن لو کہ اپنے پروردگار کی عبادت کرو نماز پڑھو۔ سال میں ایک ماہ روزے رکھو زکوٰۃ دو حج کرو اور اپنے اولیائے حکام کی (معروف میں) اطاعت کرو جس کی جزا یہ ہو گی کہ تم فردوسِ بریں میں داخل ہو گے۔

مسلمانو! قیامت کے دن تم سے میری بابت بھی سوال کیا جائے گا۔ بتاؤ کہ تم کیا جواب دو گے؟۔

"ڈیڑھ لاکھ زبانوں نے ایک ساتھ گواہی دی،

ہم کہیں گے، کہ آپ نے اللہ کے احکام پہنچا دیئے آپ نے رسالت و نبوت کا حق ادا کر دیا۔ آپ نے ہم کو کھوٹے اور کھرے کی بابت ہر بات بتا دی۔"

اب آپ نے شہادت کی انگلی کو اٹھایا۔ پھر لوگوں کی طرف جھکاتے ہوئے فرمایا

"اے خدا! سن لے کہ تیرے بندے کیا کہہ رہے ہیں۔"

"اے خدا! گواہ رہنا کہ تیرے بندے میرے ادائے فرض کی گواہی دے رہے ہیں۔"

پھر فرمایا! مسلمانو! تم کو چاہیے کہ ان باتوں کو ان لوگوں تک بھی پہنچا دو۔ جو اس وقت

Marfat.com

یہاں موجود نہیں۔

اس وقت جب حضور نبوت کا یہ آخری فرض ادا کر رہے تھے، قرآن پاک کی آخری آیت نازل ہوئی جس کا ترجمہ یہ ہے "آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا۔"

عظمت محمدی ﷺ

یہ تھا تکمیل اسلام اور اتمام نعمت کا (پر جلال دن) آج سے 22 برس پہلے خدا کا ایک پاک بندہ خدا کی مخلوق کو آستانہ حق پر جھکانے کے لئے مامور ہوا۔ تو ہر طرف سرکشی اور بغاوت کی حالت تھی، مگر آج اسی آواز پر ڈیڑھ لاکھ گردنیں جھکی ہوئی تھیں۔

یتیم عبداللہ آج فرمانروائے عرب وعجم تھا۔ اسلام کی اقبال مندی نے معصوم فطرت کو جلا بخشی تو انسانیت کے اجڑے ہوئے باغ میں پھر بہار آ گئی، بتوں کی فرمانروائی ختم ہو گئی۔ شراب کے دریا سوکھ گئے اور اللہ اکبر کے نعرے بلند ہوئے۔

یہ ہے محمد عربی ﷺ کی عظمت!

نماز سے فارغ ہو کر اونٹنی پر سوار مسلمانوں کے ساتھ حضور موقف (عرفات) تشریف لائے اور وہاں کھڑے ہو کر دیر تک قبلہ کی طرف منہ کئے ہوئے دعا وزاری میں مصروف رہے۔ جب آفتاب غروب ہونے لگا تو چلنے کی تیاری کی، اب ڈیڑھ لاکھ انسانوں کے سمندر میں تلاطم بپا ہو گیا۔ آپ کے آزاد کردہ غلام کا فرزند اسامہ بن زید آپ کے پیچھے سوار تھا اور فدائیوں کا ایک جہان آپ کے گرد اللہ اکبر کے نعرے بلند ہو رہے تھے۔ آپ آگے بڑھتے جاتے تھے اور ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے زبان سے فرماتے جاتے تھے۔

لوگو! امن اور سکون کے ساتھ، لوگو! امن اور سکون کے ساتھ!"۔

مغرب کا وقت تنگ ہو رہا تھا کہ سارا قافلہ مزدلفہ کے مقام پر پہنچا یہاں پہلے مغرب

Marfat.com

اور پھر عشاء کی نماز ادا ہوئی۔ (حج میں نویں ذی الحجہ کو ظہر اور عصر ایک ساتھ اور مغرب اور عشاء کی نمازیں ایک ساتھ ادا کی جاتی ہیں)

اب آپ نے مسلمانوں کو الوداع کہی اور سب کاموں سے فارغ ہو کر 14 ذی الحجہ کو فجر کی نماز خانہ کعبہ میں پڑھ کر سب لوگ روانہ ہو گئے اور حضورؐ نے بھی مہاجرین وانصار کی معیت میں مدینہ کا عزم فرمایا،

۱۱ھ

مکہ معظمہ سے واپسی کے بعد 26 صفر 11 ھ بروز شنبہ (ہفتہ) آنحضرت ﷺ نے ایک لشکر جہاد روم کے لئے تیار فرمایا جس میں صدیق اکبرؓ فاروق اعظمؓ اور ابوعبیدہؓ جیسے اکابر بھی شامل تھے، مگر اس کے امیر حضرت اسامہؓ مقرر ہوئے۔ یہ آخری لشکر تھا جس کی روانگی کا حضورؐ نے خود انتظام فرمایا تھا۔ یہ ابھی روانہ نہ ہوا تھا کہ حضور کو بخار ہو گیا۔

مرض وفات

28 صفر 11 ھ چہار شنبہ (بدھ) کی رات میں آپ نے قبرستان بقیع غرقد میں تشریف لے جا کر اہل قبور کے لئے دعائے مغفرت فرمائی اور فرمایا:

"اے اہل مقابر تمہیں اپنا یہ حال اور قبروں کا قیام مبارک ہو کیونکہ اب دنیا میں تاریک فتنے ٹوٹ پڑے ہیں۔"

واپسی پر آپؐ کے سر میں درد تھا' پھر بخار ہو گیا' جو تیرہ روز تک متواتر رہا۔ وفات سے 5 روز پہلے طبیعت ذرا سنبھلی تو ظہر کے وقت پانی کی سات مشکوں سے غسل فرما کر حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ کے سہارے آپ مسجد میں تشریف لائے۔ جماعت کھڑی تھی' حضرت ابوبکرؓ نماز پڑھا رہے تھے، آہٹ پا کر انہوں نے پیچھے ہٹنا چاہا' مگر آپؐ نے روک دیا اور ان

Marfat.com

کے پہلو میں آ کر بیٹھ گئے نماز کے بعد فرمایا،

آخری نصائح:

تم سے پہلے ایک قوم ہوئی ہے جو نبیوں اور بزرگوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بناتی تھی، تم ایسا نہ کرنا، میں تمہیں اس سے منع کرتا ہوں اس لئے کہ ایسی قوم پر خدا کا سخت عذاب ہوگا، دیکھو! میں تبلیغ کر چکا، الٰہی تو اس کا گواہ رہنا، الٰہی تو اس پر گواہ رہنا"۔

پھر فرمایا:

"میں تم کو انصار کے حق میں وصیت کرتا ہوں۔ یہ لوگ میرے جسم کے پیرہن اور میرے زادراہ رہے ہیں۔ انہوں نے اپنا کام پورا کر دیا ہے اور اب ان کے حقوق باقی رہ گئے ہیں ان میں سے اچھا کام کرنے والوں کی قدر کرنا اور لغزش کرنے والوں کو معاف کرنا۔"

پھر فرمایا:

"خدا نے ایک بندے کو اختیار فرمایا ہے کہ خواہ وہ دنیا کی نعمتوں کو قبول کرے یا خدا کے پاس جو کچھ ہے اس کو قبول کرے، لیکن بندے نے خدا ہی کے پاس کی چیزیں قبول کیں:

یہ سن کر حضرت ابو بکرؓ رو پڑے کیونکہ وہ سمجھ چکے تھے کہ یہ بندہ خود محمد رسول اللہ ﷺ ہیں انہوں نے کہا:

ہمارے ماں باپ، ہماری جانیں، ہمارے زر و مال حضورؐ پر نثار ہوں۔"

وصالِ حق:

وفات کے دن یعنی پیر کو بظاہر طبیعت ہلکی تھی آپ نے پردہ اٹھا کر لوگوں کو مسجد میں

Marfat.com

نماز پڑھتے دیکھا تو لبوں پر مسکراہٹ ظاہر ہوئی کہ خدا کی زمین میں خدا کا کام لینے والوں کی جماعت پیدا ہو چکی ہے۔ یہ آخری موقعہ تھا کہ لوگوں نے حضورؐ کی زیارت کی۔ اس کے بعد آپؐ حضرت فاطمۃ الزہرہؓ حسنینؓ ازواج مطہراتؓ اور حضرت علیؓ کو باری باری یاد فرمایا اور نصائح کیں جب نزع کی حالت طاری ہوئی تو حضرت عائشہؓ سہارا دیئے بیٹھی تھیں۔ حضورؐ نے ہاتھ اٹھا کر تین دفعہ فرمایا، بل الرفیق الاعلیٰ، اور اب اور کوئی نہیں۔ وہی سب سے بڑھ کر ساتھی ہے"۔ یہ کہتے کہتے ہاتھ لٹک گئے۔ آنکھوں کی پتلیاں اوپر کو اٹھ گئیں اور 12 ربیع الاول 11ھ یوم دوشنبہ (پیر بمطابق 8 جون 632ء) روح پاک عالم قدس میں پہنچ گئی۔

اناللہ وانا الیہ راجعون

نعش مبارک کو اسی جگہ رکھا گیا۔ جہاں انتقال ہوا تھا۔ نماز جنازہ پہلے کعبہ والوں نے' پھر مہاجرین نے' پھر انصار نے' پھر عام مردوں نے پھر عورتوں نے اور پھر بچوں نے ادا کی اس نماز میں امام کوئی نہ تھا۔ حجرہ مبارک تنگ تھا اس لئے دس' دس آدمی اندر جاتے تھے اور وہ فارغ ہو کر آتے تو دوسرا گروہ جاتا۔ یہ سلسلہ لگاتار دن رات جاری رہا۔ اس لئے تدفین مبارک رحلت سے تقریباً 32 گھنٹے بعد عمل میں آئی۔ حضرت عائشہؓ کے جس حجرے میں آپ نے وفات پائی' وہیں آپ کو دفن کر دیا گیا۔ یہ حجرہ آج تک روضہ نبویؐ کے نام سے موسوم ہے۔

وصال کے بعد

وصال کی خبر نے مدینہ کو شہر ماتم بنا دیا۔ صحابہؓ سراسیمہ حیران اور دیوانہ وسرگردان تھے' عمر فاروقؓ کو یقین نہ آتا تھا کہ یہ سانحہ گزر چکا۔ انہوں نے تلوار نکال لی اور کہا

جو یہ کہے گا کہ حضور فوت ہو گئے اس کا سر قلم کر دونگا"۔

راز دار نبوت صدیق اکبرؓ نے جسم اطہر کو دیکھا۔ پیشانی کو چوما' آنسو بہائے اور زبان

Marfat.com

سے کہا۔

"میرے ماں باپ آپ پر نثار ہوں' خدا کی قسم اللہ تعالیٰ آپ پر دو موتیں وارد نہیں کرے گا۔"

پھر آپ نے سیدھا منبر نبوی کی طرف رخ کیا اور یہ تقریر فرمائی۔

اعلان صدیقؓ

لوگو! واضح ہو کہ جو کوئی تم میں سے محمد رسول ﷺ کے رب (اللہ تعالیٰ) کو پوجتا تھا تو بیشک وہ خدا زندہ ہے اور اسے موت نہیں۔"

پھر یہ آیت پڑھی (جس کا ترجمہ یہ ہے)

محمد ﷺ تو خدا کے ایک رسول ہیں' ان سے پہلے بھی بہت سے رسول گزر چکے ہیں' کیا اگر وہ فوت ہو گئے یا شہید ہو گئے تو تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے' (یعنی اسلام چھوڑ دو گے) اور جو کوئی اسلام سے لوٹ جائے گا تو وہ خدا کا کچھ نہیں بگاڑے گا' اور اللہ تعالیٰ اپنے شکر گزار بندوں کو اچھا بدلہ دینے والا ہے۔"

یہ سننا تھا کہ سارے مسلمانوں کی آنکھیں کھل گئیں' اور ایسا معلوم ہوا کہ یہ آیت مبارک آج کے دن کیلئے ہی اتری تھی۔

عاشقان رسول ﷺ کا ماتم

امت اس حادثہ کبریٰ سے نڈھال ہو گئی۔ یہ ایسا صدمہ تھا کہ خدا کی رحمت کے بغیر وہ اس کی برداشت کے قابل نہ تھی' مگر اس امت کا پاسبان اب خود خدا تھا' اس نے عاشقان رسول ﷺ کو توفیق دی کہ وہ دین اسلام کا جھنڈا تھام لیں' انسانی فطرت کو سمجھنے کیلئے اس صدمہ سے جو کچھ فدائیان محمدؐ پر بیتی اس کا اندازہ ان کے قومی شاعروں کے ان اشعار سے ہوتا ہے۔

Marfat.com

حضرت حسانؓ بن ثابت نے جو اشعار کہے ان کا خلاصہ یہ ہے۔

جب مٹی نے آپ کو چھپایا تو مجھے دریغ آتا تھا' کہ میں کیوں اس سے پیشتر قبر میں نہیں جا چکا تھا' کیا اب میں حضور ﷺ کے بعد مدینہ میں لوگوں کے اندر بھی بیٹھا کروں گا۔ ہائے افسوس! میں پیدا ہی نہ ہوتا میں تو وفات نبوی ﷺ کے بعد دیوانہ ہو گیا ہوں' کاش کوئی کالا سانپ آئے اور مجھے ڈس جائے۔ یا الٰہی! آج ہی یا کل ہی تک موت آ جائے۔ یا قیامت ہی کھڑی ہو جائے۔ کہ ہم طیب' پاک' کریم النفس' جمیل الشیم نبی اکرم کو جا ملیں۔ خدا خوب سنتا ہے میں تو جب تک زندہ رہوں گا اپنے آقا پر روتا ہی رہوں گا۔ خدا! حاملان عرش اور سب لوگ محمدؐ رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجیں!

ابو سفیانؓ نے المیہ اشعار کہے ان کا ترجمہ یہ ہے:

میں جاگ رہا ہوں اور رات ختم ہی ہونے میں نہیں آتی' ہاں مصیبت زدہ کی رات لمبی ہوا کرتی ہے۔ میں بے اختیار رو رہا ہوں اور یہ تو اس مصیبت کے مقابلہ میں جو مسلمانوں پر آئی' بہت کم ہے اس روز ہماری مصیبتوں کی کچھ انتہا نہ رہ گئی' جب لوگ کہنے لگے کہ رسول اللہ ﷺ بلائے گئے' معلوم ہوتا ہے کہ زمین پر زلزلہ آ گیا ہے اور زمین دھنس جائیگی جس وحی کو لے کر صبح و شام جبرئیلؑ ہم میں آیا کرتے تھے۔ آج ہم اس سے محروم ہو بیٹھے۔ یہ وہ مصیبت ہے کہ لوگوں کا مر جانا یا قریب مرگ ہو جانا بالکل ٹھیک ہے۔ حضور اس شان کے تھے کہ دل سے شک کو صاف کر دیا کرتے تھے اور ہم کو کبھی بھی بھٹک جانے کا ڈر نہ ہوتا' کیونکہ ہم جانتے تھے کہ اللہ کا رسولؐ ہمارا رہنما ہے۔

اے فاطمہؓ! اگر تو روئے (۱) گی تو ہم تجھے معذور سمجھیں گے اور اگر تو صبر کرے گی تو بہتر ہے کیونکہ یہی طریق بہتر ہے۔ تیرے باپ کی قبر پر ایک قبر کی سید ہے اور اس قبر کے اندر نوع انسان کا سردار خدا کا رسول آسودہ ہے۔"

1- دنیا میں جس درد اور غم سے روئے جن کی کوئی مثال نہیں وہ صرف چند شخصیات

Marfat.com

تھیں۔ 1- آدم علیہ السلام جنت سے نکالے جانے کے بعد 2- حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیلؑ جب بعد مدت پہلی مرتبہ مکہ میں ملے۔ 3- حضرت یعقوبؑ اپنے بیٹے یوسفؑ کی جدائی میں۔ 4- حضرت فاطمہؓ اپنے والد گرامی حضرت محمد ﷺ کے وصال کے بعد اور 5- حضرت زین العابدینؓ سانحہ کرب وبلا کے بعد۔

حضور کا حلیہ مبارک:

پاکیزہ رو' کشادہ چہرہ' سرخ وسفید رنگ' سڈول بدن' آنکھیں بڑی بڑی اور سیاہ' آنکھوں کی سفیدی میں سرخ ڈورے' بال گھنے اور لمبے' آواز میں مردانہ بھاری پن' گردن بلند اور صراحی دار' ناک ستواں' پیشانی کشادہ' بھویں نہایت باریک' بال سیاہ اور گھونگریالے' ڈاڑھی گھنی' سینہ چوڑا' کندھے ابھرے ہوئے اور بھاری اعضاء کے جوڑ پر گوشت' دوہرا بدن' قد میانہ' کلام شیریں اور فصیح' آپ جب فرماتے اور جو کچھ فرماتے اسے نہایت توجہ سے سنا جاتا' صحابہؓ آپ کے حکم کی تعمیل کے لئے بیٹھتے۔ مخدوم مطاع اور سید' یہ ہیں سردارِ دو جہان سرورِ کونین ﷺ۔

اخلاق نبویؐ

حضرت عائشہؓ سے حضورؐ کے خلق کی نسبت پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا،

کان خلقہ القرآن

یعنی آپ کا خلق قرآن تھا۔ یعنی جو کچھ قرآن میں ہے وہ آپ کے اخلاق تھے' گویا کہ آپ زندہ قرآن تھے۔ قرآن نے اس کی خود بھی گواہی دی ہے۔

انک لعلی خلق عظیم (القرآن)

بے شک اے محمدؐ آپ حسن اخلاق کے بڑے رتبہ پر ہیں۔

Marfat.com

حصہ ہفتم

متفرقات

Marfat.com

Marfat.com

(سورہ ص 38:69) ترجمہ:

مجھے کوئی علم نہ تھا عالم بالا کے بارے میں جب وہ جھگڑ رہے تھے۔

حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ ان امور کی اطلاع مجھے صرف بوحی الٰہی ہوتی ہے جن کو ماننے کا دوسرا کوئی ذریعہ نہیں۔ فرشتوں کے بحث وتمحیص کے متعلق ایک صحیح حدیث ہے جو ناظرین کے مطالعہ کے لئے پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔ حضرت معاذ بن جبل فرماتے ہیں کہ ایک دن صبح کی نماز کا وقت تھا اور حضور ؐ معمول کے مطابق تشریف نہ لائے۔ قریب تھا کہ سورج طلوع ہو جائے۔ پھر حضور ؐ تیزی سے تشریف لائے۔ تکبیر ہوئی۔ حضور ؐ نے نماز پڑھائی سلام کے بعد ارشاد فرمایا "علی مصافکم" اپنی صفوں پر بیٹھے رہو، پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ میں تمہیں دیر سے آنے کی وجہ بتاتا ہوں۔

ترجمہ: میں آج رات ذکرِ الٰہی میں کھڑا ہوا اور جتنا مقدور تھا اتنی نماز پڑھی۔ پھر مجھے نماز میں ہی نیند آ گئی۔ یہاں تک کہ مجھے گرانی محسوس ہونے لگی، پھر میں کیا دیکھتا ہوں کہ میرے رب کریم بڑی پیاری صورت میں تشریف فرما ہے اور فرمایا محمد ؐ! میں نے عرض کی: لبیک ربی اے میرے رب حاضر ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے پوچھا یہ آسمان کے فرشتے کس بات میں جھگڑ رہے ہیں۔ میں نے عرض کی میں نہیں جانتا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنی ہتھیلی میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھی۔ میں نے اس کی انگلیوں کی ٹھنڈک کو اپنے سینے میں پایا۔ "فتجلی لی کل شئ" اس کی برکت سے میرے لئے ہر چیز روشن ہو گئی اور میں نے اس کو پہچان لیا۔ (دوسری روایت میں ہے۔ نعلمت ما فی السموات والارض، (یعنی جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں تھا میں نے اسے جان لیا) اللہ تعالیٰ نے پھر فرمایا! محمد! میں نے عرض کی حاضر ہوں۔ پوچھا، آسمان کے فرشتے کس بات پر جھگڑ رہے ہیں۔ میں نے عرض کی درجات اور

Marfat.com

کفارات میں۔ اللہ تعالیٰ نے پوچھا درجات کیا ہیں؟ میں نے عرض کی: اطعام الطعام و افشاء السلام والصلوٰۃ باللیل والناس نیام۔ کہ کھانا کھلانا' سلام پھیلانا اور رات کے وقت جب لوگ سو رہے ہوں اس وقت اٹھ کر نماز پڑھنا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا آپ نے سچ کہا ہے۔ اب بتاؤ کفارات کیا ہیں؟ میں نے عرض کی۔ اسباغ الوضو، فی المکارہ انتظار الصلوٰۃ بعد الصلوٰۃ ونقل الاقدام الی الجماعۃ۔ کہ تکلیف کی حالت میں بھی مکمل وضو کرنا اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا اور جماعت میں شریک ہونے کے لئے چل کر جانا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا! اے محبوب تو نے سچ کہا۔ اب مانگو جو مانگنا چاہتے ہو۔ میں نے عرض کی: الٰہی میں تجھ سے نیک کام کرنے کی' برے کاموں کو چھوڑنے کی اور مسکینوں سے محبت کرنے کی توفیق مانگتا ہوں۔ اور میں التجا کرتا ہوں کہ تو مجھے بخش دے' مجھ پر رحم فرما اور جب اپنے بندوں کو تو کسی فتنہ میں مبتلا کرنا چاہے تو مجھے فتنہ سے بچا کر اپنی طرف بلا لے۔ اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں' مجھے اپنی محبت عطا فرما اور جو تجھ سے محبت کرتا ہے اس کی محبت عطا فرما۔ اس کام کی محبت عطا فرما جو مجھے تیری محبت کے قریب کر دے۔ حضور نے صحابہ کو فرمایا دعا کے یہ فقرے تم بھی سیکھ لو اور لوگوں کو سکھاؤ' کیونکہ یہ حق ہے۔

اس حدیث کے متعلق امام ترمذی کہتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور فرماتے ہیں کہ میں نے اس کے متعلق امام بخاری سے پوچھا۔ آپ نے بھی فرمایا: ھذا حدیث صحیح۔ اس حدیث صحیح کے مطالعہ سے آپ کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو کتنا علم عطا فرمایا اور جب قدرت کا ہاتھ حضور کی پشت پر رکھا گیا تو سینے میں علم کے سمندر موجزن ہو گئے اور زمین و آسمان کی ہر چیز منکشف ہو گئی اور فرشتے جن معاملات میں بحث و تمحیص کر رہے تھے ان کا بھی علم ہو گیا۔ اور پھر وہی سوال اللہ تعالیٰ نے دہرایا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے مفصل جوابات عرض کئے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: صدقت! اے میرے محبوب تو

Marfat.com

نے صحیح جواب دیا...... نیز اس حدیث میں ایک دعا ہے جو اس مخصوص وقت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے مولا کریم سے مانگی اور اپنے صحابہ کو بھی اس دعا کو یاد کرنے اور دوسروں کو سکھانے کی تلقین فرمائی۔ اس لئے یہاں اس دعا کو نمایاں طور پر لکھ دیا گیا ہے تاکہ ضیاء القرآن کا مطالعہ کرنے والا ان کلمات طیبات کو یاد کرے اور جب اس کریم اور غنی کی خدمت میں دامن طلب پھیلائے تو ان کلمات طیبات سے بھیک مانگے' یقین ہے اللہ کریم اپنے انمول خزانوں سے اس کے دامن طلب کو بھر دے گا۔ (ضیاء القرآن ج چہارم)

علم الاعداد کی رو سے محب اور محبوب کے درمیان تعلق کا بین ثبوت:

جس طرح اللہ تعالیٰ کا نام دنیا کی ہر شے میں موجود ہے اسی طرح خود محمد ﷺ کا اسم مبارک بھی جلوہ افروز ہے۔ حضرت محمد ﷺ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی محبت اور عشق کا یہ حال ہے کہ جب تک کلمہ کا دوسرا جز یعنی محمد رسول اللہ نہ کہا جائے اسلام کے پہلے رکن کی تکمیل نہیں ہوتی۔ اس طرح سے کائنات کے ہر ذرہ میں ربوبیت کے جلوے ہیں وہاں خود محمد الرسول ﷺ کی نبوت کے آثار بھی ہر شے میں موجود ہیں۔ ثبوت کے طور پر دو مثالیں پیش ہیں:

پہلی مثال اللہ تعالیٰ کے متعلق ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ کیا محمدؐ کے اعداد کے مجموعے میں اللہ کے عدد بھی ہیں۔

چلئے ہم محمد ﷺ کے نام ہی کی مثال لے لیتے ہیں۔ دیکھتے ہیں کہ اس نام میں اللہ یعنی 66 کا عدد ہے یا نہیں؟

اللہ کے نام کی عددی قیمت: ا = 1 ، ل=30، ل= 30، ہ = 5

66 = 5 + 30 +30 +1

فارمولا یعنی کلیہ و قاعدہ یہ ہے۔

(i) کسی نام یا شے یا لفظ کی عددی قیمت (جدول حروف ابجد کے مطابق

Marfat.com

حصہ اوّل ملاحظہ ہو) نکال لی جائے۔

(ii) 2 سے ضرب دیں۔

(iii) 1 جمع کریں۔

(iv) حاصل جمع کو 3 سے ضرب دیں۔

(v) حاصل ضرب کو 6 پر تقسیم کریں۔

(vi) باقی بچے کو 22 سے ضرب دیں۔

تب جواب 66 آئے گا جو اللہ کے نام کی عددی قیمت ہے۔

(i) م = 40، ح = 8، م = 40، د = 4 = 92

(ii) 92 x 2 = 184

(iii) 1 جمع کیا= 1 + 184 = 185

(iv) 3 سے ضرب= 185 x 3 = 555

(v) حاصل ضرب کو 6 پر تقسیم کریں۔ 555 ÷ 6 = 3

(vi) باقی بچے 3 x 22 = 66 (اللہ کے نام کی عددی قیمت)

اس فارمولے کے مطابق کائنات کی ہر شے میں 66 یعنی اللہ کی ربوبیت موجود ہے۔ یعنی بقول شاعر

جدھر دیکھا حقیقت میں ادھر اللہ ہی اللہ ہے
نظر آیا ہر جا پہ رقم اللہ ہی اللہ ہے

اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا اللہ کے نام کی عدد قیمت 66 میں محمد ﷺ کے نام کی عددی قیمت بھی شامل ہے؟

(i) ہر عدد کو چوگن کرلو دو (2) اس میں دو بڑھا۔

Marfat.com

(ii) پورے جوڑ کو پنج (5) گن کرلو۔

(iii) 20 سے اس میں بھاگ لگاؤ۔

(iv) باقی بچے کو نو گن کرلو دو (2) کو اس میں دو بڑھا

(v) گورونا نک یوں کہے ہر شے میں محمد (92) کو پاؤ۔

مشہور ہے یہ فارمولا بابا گورونانک کی بانیوں میں سے لیا گیا ہے۔

اس فارمولا کے مطابق مندرجہ ذیل صورتحال بنے گی۔

(i) 4 x 66 = 264

(ii) جمع 2 = 266

(iii) 5 گنا 5 x 266 = 1330

(iv) 20 سے بھاگ (تقسیم) 1330 ÷ 20

x 66 - 10

(v) باقی بچے کا 9 گنا = 10 x 9 = 90

(vi) جمع = 90 + 2 = 92

گویا دنیا کی ہر شے میں حضور ﷺ کا اسم مبارک بھی موجود ہے۔

کیا شانِ احمدی کا چمن میں ظہور ہے
ہر گل میں ہر شجر میں محمدؐ کا نور ہے

نوٹ: مذکورہ فارمولا میں یہ اعداد کیوں دیئے گئے ہیں؟ اس کی تفصیلات مولف کی کتاب خطبات شیر ربانی میں زیر عنوان "نور محمدیؐ" ملاحظہ فرمائی جاسکتی ہیں۔

اللہ اور محمدؐ کے اسماء میں مماثلت:

(i) اللہ حروف 4

Marfat.com

(ii) محمدؐ حروف 4

(iii) ایک جنس کے حروف = اللہ میں =2ل، محمدؐ میں =2 م

(iv) دونوں ناموں میں کوئی نقطہ نہیں۔

(v) دوحروف چھوڑ کر تشدید اللہ میں (ال) اور محمدؐ میں (م ح)۔

3-حُب رسولؐ اور اس کے عملی تقاضے۔ محبان رسول ﷺ کی بے شمار مثالیں تاریخ کے اوراق میں محفوظ ہیں۔ کچھ دور کی بات نہیں اقبالؒ جو خود حب رسول کے اعلیٰ مدارج پر فائز تھے، ایک نوجوان جس نے ناموس رسالت کی خاطر ایک ہندو کو واصل جہنم کیا کے بارے میں یہ کہے بغیر نہ رہ سکے کہ ''ہم سے تو ترکھانوں کا ایک لڑکا عملی طور پر حب رسول میں بڑھ گیا''۔ اسی لڑکے کا نام غازی علم الدین شہید تھا جس کا نام قیامت تک زندہ و پائندہ رہے گا۔ مؤلف کئی بار ان کی قبر انور پر حاضری دے چکا ہے۔ اللہ گواہ ہے وہاں کی کیفیت ہی کچھ اور ہے۔ اسی طرح حضور علیہ الصلوٰۃ کے ساتھ سچی محبت کرنے والوں کے اپنے جذبات اور عقیدت کا اظہار ہر رنگ میں کیا ہے۔ آیئے سب سے پہلے حضرت خدیجہؓ کی دنیا میں سب سے پہلی عربی نعت کا اردو ترجمہ پڑھتے ہیں۔ اور اس کے بعد چند دیگر شعراء کرام کی نعتیں بھی تبرکاً ہدیہ قارئین کرام ہیں۔ انہیں بھی پڑھ کر لطف اندوز ہوں۔

دنیا کی سب سے پہلی نعت

بزبان حضرت خدیجہؓ

(عربی متن دستیاب نہیں اردو ترجمہ ملا ہے)

اے میرے چاند تیری یاد کا غم
مدتوں سے ہے میرے دل کا رفیق
چشم مشتاق میری دیدۂ خوناب میرا

Marfat.com

تیرے چہرے کی سحر کا متلاشی کب سے

تیرے اوصاف حمیدہ کا بیان اور خدیجہ کی زباں

بس میرے دل کی گواہی کے لئے کافی تھا

کہ وہ موعود نبی ﷺ تیرے سوا کوئی نہیں

چشم مشتاق میری جس کے لئے چشم براہ

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ

لنا شمس و للافاق شمس

اک ساڈا سورج تے اک اسماناں دا سورج

و شمسی خیر من شمس السماء

تے میرا سورج اسمانی سورج تو بہتر اے

فان الشمس تطلع بعد فجر

اسمانی سورج فجر توں بعد نکل دا اے

و شمسی طالع بعد العشاء

تے میرا سورج عشاء توں بعد چڑھدا اے

(یعنی رات نوں عبادت وچ رجھا رہندا اے)

☆

متٰی یبد فی الداجی البہیم جبینہ

انھیری راتے آپ ﷺ دا متھا وسدا اے

یلح مثل مصباح الدجی المتوقد

تے انج چمکدا اے جویں روشن چراغ

Marfat.com

فمن کان او من قد یکون کاحمد

رسول خدا ورگا کون ہوا تے کون ہووے گا

نظام لحق او نکال لملحد

اسلامی نظام دا نافذ کار تے منکراں الٰہی سزا کار حاکم

حافظ شیرازی کی شمس الدین محمد

المتوفی 791ھ(1389ء)

یا صاحب الجمال و یا سید البشرء

اے سوہنے مکھڑے والے کل انساناں دے سردار!

من وجھک المنیر لقد نورُ حُسن القمر

تیرے مکھڑے دے نور نال ای چند روشن اے

لا یمکن الثناء کما کان حقہ

ساتھوں تیری وڈیائی دا حق ادا نہیں ہو سکدا

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

مکدی اہ کہ رب تعالیٰ دے بعد صرف تسیں ای سب توں وڈیرے او!

ترجمہ:

اے مالک حسن و ادا!

انسانیت کے مقتدیٰ

ماہتاب کا اپنا ہے کیا

سب تیرے چہرے کی ضیاء

ممکن کہاں حق ہو ادا

Marfat.com

کیسے کروں تیری ثناء
اس قول میں لوں میں پناہ
تجھ سے بڑا بس اک خدا

خواجہ ہمام تبریزیؒ

وفات 713ھ/1313ء

1 دلم زعہدہ عشقت برون نمی آید
بجائے ہر سرموئے مرا دلے باید
2 بہائے ہرسر مویت نہادہ ام جانے
زہے معاملہ گر دیگرے نیفزاید
3 شہید تیغ تو جانہا بزندگان بخشد
گدائے کوئے تو بر خسروان بہ بخشاید
4 بخستۂ کہ رساند نسیم بوے خوشت
اگر در آتشِ سوزان بود و بیاساید
5 روان شود زلبم چشمہ ہائے آبِ حیات
چو بنام دوست مرا برسہ زبان آید
6 ہزار بار بشستم دہن بمشک و گلاب
ہنوز نام تو بردن مرا نمی شاید
7 نظر بروئے تو کردن مسلم است آنرا
کہ دیدہ را بجمال دگر نیا لاید
8 مدد زبوے تو یابد نسیم فصل بہار

Marfat.com

کہ چون بہشت' چمن را بہ گل بیاراید

9 زہے خجستہ صبائے کہ وقت بیداری

ہمام روئے تو بیند چو دیدہ بکشاید

اشارہ: چھٹے نمبر پر شعر جو زبان زد خاص و عام ہے وہ اس طرح سے ہے:

ہزار بار بشوئم دہن بہ مشک و گلاب

ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبست

خواجہ ہمام تبریزی کی نعت کا اردو ترجمہ

1 میرا دل آپؐ کے عشق کی ذمہ داری سے عہدہ برآ نہیں ہوسکتا، کاش میرے ہر سر او پر ایک دل ہوتا۔

2 میں نے آپؐ کے ہر سر بال کی قیمت ایک جان لگائی ہے۔ یہ سودا بہت اچھا ہے بشرطیکہ کوئی اس مول میں اضافہ نہ کردے۔

3 آپ کی تلوار کا شہید زندوں کو جانیں عطا کرتا ہے اور آپ کی گلی کا فقیر بادشاہوں کو خیرات دیتا ہے۔

4 جس رنجور تک باد نسیم آپ کی خوشبو پہنچا دیتی ہے۔ اگر وہ بھڑکتی آگ میں ہو تو وہیں آسائش محسوس کرتا ہے۔

5 میرے لبوں سے آب حیات کا چشمہ جاری ہو جاتا ہے۔ جب دوست کا نام میری زبان پر لانا مجھے زیب نہیں دیتا۔

6 میں نے ہزار بار اپنا دہن مشک و گلاب سے دھویا' پھر بھی آپ کا نام زبان پر لانا مجھے زیب نہیں دیتا۔

7 آپؐ کے روئے مبارک پر نگاہ ڈالنے کا حق فقط اس کو ہے جو اپنی آنکھ کو کسی اور کے

Marfat.com

جمال سے آلودہ نہ کرے۔

8 موسم بہار کی باد نسیم آپ کی خوشبو سے مدد حاصل کرتی ہے تا کہ چمن کو بہشت کی مانند پھولوں سے آراستہ کردے۔

9 اس مبارک صبح کے کیا کہنے جب جاگتے ہی ہمام کی نظر آپؐ کے روئے انور پر پڑے گی۔

حاجی محمد جان قدسیؒ

1 مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

2 من بے دل بجمال تو عجب حیرانم
اللہ اللہ چہ جمال است بدین بوالعجبی

3 چشم رحمت بکشا سوی من انداز نظر
اے قریشی لقب و ہاشمی و مطلبی

4 نسبتے نیست بذات تو نبی آدم را
بہتر از آدم و عالم تو چہ عالی نسبی

5 ماہمہ تشنہ لبانیم و توئی آب حیات
رحم فرما کہ زحد می گذرد تشنہ لبی

6 نسبت خود بہ سگت کردم و بس منفعلم
زان کہ نسبت بہ سگ کوئے توشد بے ادبی

7 عاصیانیم زما نیکی اعمال مپرس
سوئے ما روئے شفاعت بکن از بے سببی

Marfat.com

سیدی انت حبیبی و طبیب قلبی
آمدہ سوی تو قدسی پی درمان طلبی

علامہ اقبالؒ حضور علیہ السلام کے نزدیک محبت کے تقاضے

1 شہید محبت نہ کافر نہ غازی
محبت کی رسمیں نہ ترکی نہ تازی
2 وہ کچھ اور شے ہے محبت نہیں ہے
سکھاتی ہے جو غزنوی کو ایازی
3 یہ جوہر اگر کار فرما نہیں ہے
تو ہیں علم و حکمت فقط شیشہ سازی
4 نہ محتاج سلطان' نہ مرعوب سلطان
محبت ہے آزادی و بے نیازی
5 مرا فقر بہتر ہے اسکندری سے
یہ آدم گری ہے وہ آئینہ سازی

(بال جبریل)

یادگار سعیدی

اس وقت بھی زمانے میں ہو گی مری کتاب
میرا یہ جسم خاک میں جس وقت مل گیا
میں نے جہاں میں نقش یہ چھوڑا ہے یادگار
یہ سوچ کر کہ دہر کو حاصل نہیں بقا

Marfat.com

شاید کوئی صاحب دل اس کو دیکھ کر
اس بندۂ عاجز کے حق میں کرے دعا

یارب! اس بندہ عاجز کو اپنے محبوب ﷺ کی محبت میں لکھی گئی اس کتاب کے طفیل دنیا میں شاد رکھ اور روز محشر بلا حساب کتاب جنت الفردوس عطا فرما۔ آمین۔

بندہ عاجز

میاں محمد سعید شاد

12 ربیع الاول 1428ھ

یکم اپریل 2007ء

Marfat.com

تتمہ

رحمۃ للعالمین جلد دوم از قاضی محمد سلیمان منصور پوری مجسٹریٹ درجہ اول ریاست پٹیالہ مطبوعہ 1974ء صفحہ نمبر 445۔ باب ہفتم

حب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

فرماتے ہیں ”غزلیات، اشعار و ابیات کے شیدا لفظ عشق اکثر استعمال کیا کرتے ہیں۔ مگر قرآن پاک اور احادیث مبارکہ میں لفظ عشق کا استعمال نہیں ہوا۔ قاموس میں ہے جنون کی بہت سی اقسام ہیں ان میں عشق بھی جنون کی ایک قسم ہے۔ پس جب عشق کے معنی ایک طرح کے جنون کے ہوئے تو ضروری تھا اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاک کلام میں اس لفظ کا استعمال نہ کیا جاتا۔ لہٰذا قرآن حکیم اور احادیث رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں صرف لفظ محبت کا استعمال ہوا ہے اس سے ثابت ہو گیا کہ محبت ہی صفت کمال انسانی ہے۔ پھر محبت اور عشق میں یہ بھی فرق ہے کہ محبت روح کے میلان صحیحہ کا نام ہے جب کہ عشق میں اس شرط کا پایا جانا ضروری نہیں۔ محبوب وہ ہے جو فی الواقع اپنے کمالات علیہ کی وجہ سے محبت کیے جانے کا شایاں ہو۔ معشوق وہ ہے جسے کسی نے اچھا سمجھ لیا ہو۔ محبوب، محبوب ہی ہے۔ خواہ کوئی محبت پیدا ہو یا نہ ہو۔ مگر معشوق، معشوق نہیں جب تک اس کا کوئی عاشق موجود نہ ہو۔ محبت روح انسانی کی وہ صفت نورانی ہے جو جسم انسانی میں آنے سے پہلے روح کے اندر پائی جاتی ہے۔ محبت کے مدارج محبوب کے مدارج پر منحصر ہوتے ہیں۔ محبوب جتنا اعلیٰ دارفع ہو گا محبت کا درجہ بھی اسی قدر بلند بالا ہو گا۔ محبت کو ذات وصفات محبوب سے جس قدر زیادہ عرفان ہو گا اسی قدر زیادہ استحکام سے اس کا اس کی جانب میلان ہو گا۔ سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 165 میں فرمایا ”مگر جو ایمان والے ہیں ان کی محبتیں اللہ کے ساتھ بہت زیادہ بڑھی ہوئی ہیں حدیث شریف میں ہے۔ (۱) کوئی شخص تم میں سے مومن نہیں بن سکتا جب تک اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ماں باپ اور اولاد اور باقی سب اشخاص سے بڑھ کر محبت نہ ہو“۔ (۲) کوئی مومن نہیں بن سکتا جب تک میں (محمد رسول اللہ) اسے اس کی اہل و مال سے زیادہ محبوب نہیں ہوتا“۔ لہٰذا ہمارا اعتقاد ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ صرف محبوب بلکہ حبیب ہیں۔ وما توفیقی الا باللہ

بندہ ناچیز میاں محمد سعید شاد

Marfat.com

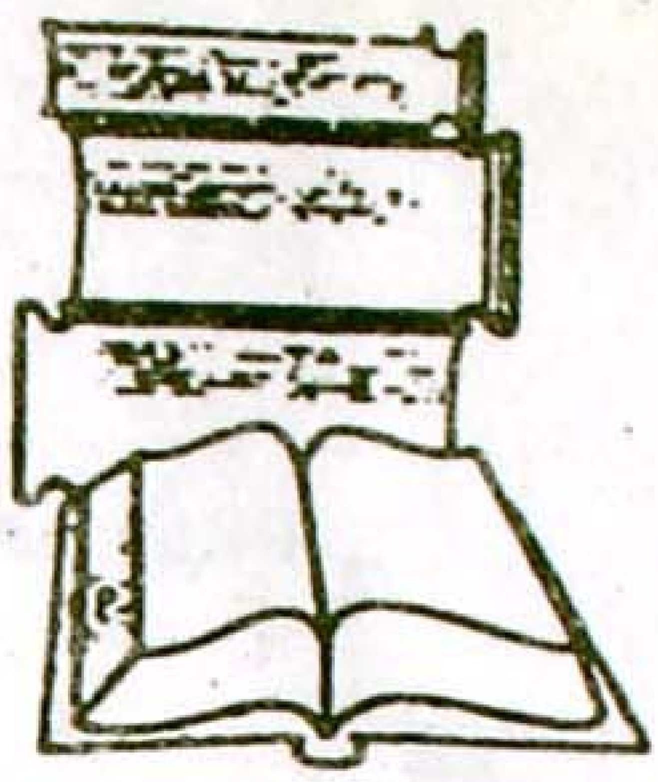

اھل علم کیلئے
عظیم علمی پیشکش

آیات احکام کی تفسیر و تشریح پر مشتمل عصر حاضر کے یگانہ روزگار اور معتبر عالم دین

حضرت علامہ سید سعادت علی قادری کے

قلم سے نکلا ہوا عظیم علمی شاہکار

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

۲ جلدیں

خصوصیات

- زندگی کے تمام شعبوں اور عصر حاضر کے جملہ مسائل کا حل
- متلاشیان علم کے لئے ایک بہترین علمی ذخیرہ
- مقررین و واعظین کیلئے بیش قیمت خزانہ
- ہر گھر کی ضرورت اور ہر فرد کیلئے یکساں مفید

آج ہی طلب فرمائیں

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور۔ کراچی ○ پاکستان

Marfat.com

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

کی شہرۂ آفاق تفسیر کا جدید، سلیس، دلکش، دلآویز اردو ترجمہ

ادارہ ضیاء المصنفین

بھیرہ شریف کی زیر نگرانی

مرکزی دار العلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف کے علماء کی ایک نئی کاوش

تفسیر در منثور 6 جلد

زیور طبع سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آ چکی ہے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور

Marfat.com

Marfat.com

SRTT

(پرائیوٹ لمیٹڈ)

شیر ربانی ٹریول اینڈ ٹوورز

SHER-E-RABBANI

TRAVEL & TOURS (PVT) LTD.

میاں محمد اسلم نقشبندی مجددی
چیف ایگزیکٹو

حج و عمرہ کے لیے خصوصی پیکج

ہم یہ خدمت عبادت سمجھ کر کرتے ہیں

خدمت حج و عمرہ

109-Sher-e-Rabbani Center, Lalazar Commercial Market,
Thokar, Raiwind Road, Lahore.
Ph: 042-7498230, 7515908 Fax: 042-7498117
Mob:0333-4824166 0321-4456004 E-mail: srtt92@yahoo.com

Marfat.com